دیو استبداد

UNIVERSITY LIBRARY
8 JAN 1973
ALLAHABAD.

مصنف
وکٹر کیننگ

مترجم
مظہر الحق علوی

جملہ حقوق اشاعت دائمی طور پر بحق
نسیم بک ڈپو لکھنؤ
محفوظ ہیں

287602
844-U
197

قیمت

سات روپیہ

ناشر

نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

ٹیلیفون:- ۲۴۵۵۹

ناشر:- عزیز الرحمٰن — اپریل ۱۹۷۰ء — پرنٹر:- سمتا پرنٹنگ پریس لکھنؤ

پہلا باب
پراسرار ملاقاتی

میری ٹانگیں میز پر ٹکی ہوئی تھیں، آنکھیں سامنے کی دیوار پر جمی ہوئی تھیں، منہ میں سگریٹ دبا ہوا تھا اور دماغ کیمپٹن پارک کی پہلی ریس کے گھوڑوں کی فہرست دہرا رہا تھا اور ان کا شجرۂ نسب یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میری سکریٹری اندر آگئی۔

نام: ہلڈا ولکنس، عمر: تینتالیس برس۔ اب تک کنواری یعنی غیر شادی شدہ، پتہ ۲۰۔ سرکس اسٹریٹ، گرین وچ۔ اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کا باپ جہاز کا اسٹیورڈ تھا لیکن اب ریٹائرڈ ہو چکا تھا۔ بڑی ہوشیار، لائق، ایماندار اور بدصورت تھی لیکن اس کے اندازے ہمیشہ صحیح ہوتے تھے۔ قابلِ تعریف اور قابلِ فخر سکریٹری لیکن چاندنی راتوں میں اپنے ساتھ لے جانے کے سراسر ناقابل۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو معقول طور پر ناپسند کرتے تھے۔ تاہم خوشگوار تعلقات قائم تھے اور ایک دوسرے کے مزاج سے واقف تھے۔

"رنگ ڈیوک" میں نے کہا "اور کچھ رقم دوڑ والی پر لگا دو۔ کیمپٹن کی پہلی ریس۔ یہ کیا کر رہی ہو تم؟"

"لارک اسپر"

میں نے ایک ہمدردانہ اور خالص بزرگانہ مسکراہٹ اس پر نچھاور کر دی۔
واقعی اس سہ پہر کو لارک اسپر نازل آیا تھا۔

اس نے میرے سامنے میز پر ایک کارڈ رکھ کر مجھے اطلاع دی:۔
"بینک سے فون آیا تھا۔ میں نے کہہ دیا کہ تم باہر گئے ہوئے ہو"

میں نے سر ہلایا۔ میں چاہے کتنا ہی روپیہ بنالوں، اور کبھی کبھی میں خاصی رقم بنالیتا تھا، مجھے بینک سے اپنی بچت سے زائد روپیہ نکالنا پڑتا تھا اور یہ چکر ہلڈا کی مسلسل پریشانی کا باعث تھا۔

میں نے میز پر سے کارڈ اٹھایا۔ اس کے کنارے سنہری تھے۔ اس پر لکھا تھا "ہینس اسٹیلسن کولون"۔ عمدہ اور مرعوب کن پتہ۔

"باہر انتظار کر رہا ہے۔ تم سے ملنا چاہتا ہے" ہلڈا نے کہا۔

اس کے لہجے سے معلوم ہوا کہ اسے یہ ملاقاتی پسند نہ تھا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ مجھ سے ملنے جو لوگ آتے اور انتظار کے کمرے میں بیٹھتے تھے ان میں سے صرف چند ہی ایسے خوش نصیب ہوتے تھے جنہیں ہلڈا پسند کرتی تھی۔

"اس نئے ملاقاتی کی کتابِ حیات کے چند باب تو تم نے پڑھ لئے ہوں گے؟ کیا خیال ہے تمہارا؟" میں نے پوچھا۔

چند لمحوں تک وہ خاموش رہی اور اپنے اندازوں کو دماغ میں ترتیب سے رکھنے کے بعد کہا:۔

"امیر معلوم ہوتا ہے لیکن شریف نہیں ہے۔ کوئی خاص بات ہے اس میں۔ شاید دکھاوا اور تصنع۔ شاید عامیت بھی ہے اس میں۔ یہاں آنے والوں کے مقابلے میں وہ پرسکون ہے۔ میرا مطلب۔ بے پریشان اور متفکر نہیں ہے۔ میں نے اسے دس منٹ سے

باہر بٹھا رکھا ہے لیکن وہ ذرا کبھی بے چین نہیں ہوا - وہ تم سے زیادہ اچھی انگریزی بولتا ہے لیکن جب تم لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہو تو اس وقت ٹھیک ٹھیک انگریزی بول لیتے ہو۔"

اس نئے ملاقاتی کے متعلق وہ مجھے ساری باتیں نہ بتا رہی تھی بلکہ کوئی اہم بات چھپا رہی تھی - تاکہ میرے دفتر سے باہر جاتے وقت عین دروازے میں پہونچ کر اور میری طرف گھوم کر وہاں سے وہ "اہم" بات دفعتہً میری طرف پھینک کر مجھے گڑبڑا دے یہ اس کی عادت تھی - ہلڈا اگھمنڈی تھی - خصوصاً اپنے لباس اور تعلیم پر اسے بڑا فخر تھا اور وہ اس پر اترایا کرتی تھی - اگر کسی کے گلے میں ہاتھ سے بنائی ہوئی بوٹائی دیکھ لیتی تو اس شخص کی بدذوقی کا ردِ عمل ہلڈا پر یہ ہوتا کہ دن بھر اس کے سر میں درد قائم رہتا - میری ذات میں سب سے زیادہ جو چیز اسے ناپسند تھی وہ یہ تھی کہ میں نے ٹریون کے قصباتی اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی -

طلاق کا معاملہ ہے ؟" میں نے پوچھا ــــ" نہیں - میں نے پوچھا تھا -
ملاقاتیوں سے وہ یہ سوال ضرور پوچھ لیا کرتی تھی کیونکہ جانتی تھی کہ یہی ایک ایسا کیس ہے جسے میں کبھی چھوتا بھی نہیں -

"بھیج دو"

چنانچہ وہ پلٹ کر آہستہ آہستہ دروازے تک گئی اور پھر گھوم کر میری طرف دیکھنے لگی - ہلڈا کی عادت تھی کہ "اہم" بات دروازے سے میری طرف لڑھکانے سے پہلے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سر تک لے جاتی اور بالوں کی چند لٹیں اپنے دائیں کان کے پیچھے دبانے کی کوشش کرتی - اس کے بال سرخ، کچھ زنگ آلود" سے تھے اور آنکھیں بے حد نیلی اور بے حد مخلص، حالانکہ میں کبھی اس کے ساتھ سویا نہ تھا لیکن جانتا تھا کہ ہلڈا ایک بے بہا خزانہ ہے -

"ایک بات کہوں؟" آخر کار اس نے کہا "یہ نیا ملاقاتی کیا ہی کیس لے کر کیوں نہ آیا ہو تم بہر حال انکار کر دینا۔ میرا دل کہتا ہے کہ معاملہ ٹیڑھا اور خطرناک ثابت ہوگا۔"

"ڈِکنس" میں نے کہا۔ "تم نے کبھی اسے "بلڈرا" نہ کہا تھا اور عمر بھر کہوں گا بھی نہیں"

"اس کاروبار میں تمہارا حصہ پچیس فی صدی ہے اور پچھتر فی صدی میرا چنانچہ فیصلے میں کرتا ہوں۔"

ہنیس اسٹیفن تگڑا، موٹا اور گوشت و چربی سے بھرا ہوا آدمی تھا۔ غیر معمولی طور پر بڑا، ترقی پسند اور مسکراہٹ سے بے بہرہ بچوں کا سا چہرہ۔ اس کی آنکھیں جیسے بھورے پلاسٹک کی تھیں جو یقیناً آنسوؤں سے ناآشنا تھیں۔ وہ آہستہ سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی احتجاجاً چرچرا کر خاموش ہوگئی۔ وہ پرسکون اور سنگین معلوم ہوتا تھا۔ اس نے گہرے بھورے رنگ کا، غالباً اطالوی سوٹ پہن رکھا تھا، ریشمی قمیص پر دھاریوں دار ٹائی بندھی تھی اور اس کی سنہری پن انسانی ہاتھ کی شکل کی تھی۔ ایک انگلی میں سنہری انگوٹھی تھی اور کلائی پر موٹی سنہری گھڑی بندھی تھی جو شاید مہر طرح کی پروف تھی۔ چنانچہ یقیناً قیمتی تھی۔ کوٹ کی اوپری جیب میں سنہری کیپ والے دو فونٹین پین لگے تھے اور انھوں نے ہنڈرا کے اعصاب پر بجلیاں گرا دی ہوں گی۔

اس نے اپنے گندمی سے ہوئے آٹے کے رنگ کا زبردست ہاتھ میز پر رکھ دیا۔ وہ اپنے ناخن روزانہ ترشواتا تھا۔

"میں کولون سے آیا ہوں چند دنوں کے لیے۔ اور آپ کو ایک لڑکی کی تلاش کے کام پر لگانا چاہتا ہوں" اس کی پلاسٹک کی آنکھوں نے مجھ سے کہا کہ میں "لڑکی کی تلاش" کے معنی غلط نہ سمجھوں۔ "وہ جرمن لڑکی ہے اور ایک ملازمت حاصل کر کے یہاں آئی تھی لیکن وہ ملازمت چھوڑ کر برائٹن چلی گئی۔ کم سے کم وہ میری بہن کو، جو کولون میں ہے، وہیں سے کارڈ بھیجتی ہے۔"

"ظاہر ہے کہ اس کا پتہ تو نہ ہوگا آپ کے پاس ؟"

"پتہ نہیں ہے"

میں نے سوچا کہ کیا یہ لڑکی وہی عام سے کارڈ بھیجتی ہے جو عموماً لوگ برائٹن سے بھیجا کرتے ہیں؟

"آپ کی بہن کی سہیلی ہے؟"

"جی ہاں"

"تو پھر پتہ کیوں نہ دے گئی ؟"

"اس لئے کہ وہ مجھے یہ بتانا نہیں چاہتی کہ وہ کہاں ہے"

"سبب ؟"

"اس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ جب زندہ تھے تو بڑے مہربان تھے مجھ پر اس وقت میں جوان تھا۔ چنانچہ میں اسے اپنی چھوٹی بہن سمجھتا اور ایک بڑے بھائی کی طرح اس کی خبر رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں لیکن وہ غیر محتاط، بے پردا اور ضدی لڑکی ہے اور اپنے معاملات میں میرے دخل کو پسند نہیں کرتی"

میں نے پوچھا "نام کیا ہے اس کا ؟"

"کیٹارینا سیکسان۔ سنہرے بال ہیں اور عمر بائیس برس کے لگ بھگ۔ آنکھیں نیلی ہیں۔ وہ مارچ کے مہینے میں کولون سے یہاں آئی تھی۔ وہ انگریزی، فرانسیسی اور تھوڑی سی اطالوی زبان جانتی ہے"

"اور وہ برائٹن میں کیا کر رہی ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔ شاید کوئی ملازمت کر رہی ہے کیونکہ اپنے خطوط میں وہ میری بہن کو لکھتی ہے کہ کام پر جانے سے پہلے وہ ہر صبح تفریح کے لئے گودی پر جاتی ہے۔

"اس صورت میں خود آپ بھی اسے آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں"

"شاید۔ لیکن مجھ پر نظر پڑتے ہی وہ بھاگ جائے گی۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ملازمت کر رہی ہے اور کس قسم کی زندگی گزار رہی ہے۔"

بات صاف اور قابلِ قبول تھی لیکن آپ جانئے جب سامنے والا حقیقت آپ کے سامنے بیان نہ کرنے کا فیصلہ کر کے آتا ہے تو اس کی ہر بات ایسی ہی صاف اور قابلِ قبول معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کام بلکہ کھیل میں مشکل یہی بات معلوم کرنا ہے کہ سامنے والا کون سی حقیقت چھپانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ فی الحال میں اپنی خدمات اس شخص کے لئے وقف کرنے کے لئے تیار نہ تھا

میں نے پوچھا: "یہاں آپ کا قیام کہاں ہے؟"

"براؤن ہوٹل"

"آپ کے خیال میں یہ لڑکی کیٹا رینا کس قسم کی مصیبت میں پھنس سکتی ہے؟"

اس نے اپنے پہاڑی شانے اچکائے۔

"یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ وہ جوان ہے، ناتجربہ کار اور ضدی ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ اسے زندہ رہنے کی ـــ میرا مطلب ہے شاندار زندگی کی بھوک ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے۔ اس عمر میں ہر جوان، مرد اور عورت اسی بھرم میں مبتلا رہتی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس پر ذرا نظر رکھی جائے جب مجھے یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس قسم کی زندگی گزار رہی ہے تو پھر میں کوئی فیصلہ کر سکوں گا۔ اسے ملازمت کے معاہدے کی پابندی نہ کرنے کا بہانہ کر کے واپس جرمنی تو بھیجا جا سکتا ہے کیوں؟"

میں نے اپنے ہیس کے پہاڑ کے سے شانوں کے مقابلے میں دکھوڑے جتنے شانے اچکائے اور پھر قصداً انہیں حتی الامکان اونچا اٹھا کر کہا:

"ابتدائی کام کی فیس... پونڈ ہوگی۔ میرا سفر خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔ روپیہ پیشگی

اس قسم کے کام کے لئے خاصا وقت چاہئے۔ اگر میں ناکام رہا تو نصف فیس واپس لوٹا دوں گا لیکن خرچ جو کچھ ہو گیا ہو گا اس میں سے کچھ نہیں۔"

جب فیس کا معاملہ آتا تھا تو میرے گاہک عموماً کوئی بہانہ کر کے اٹھ جاتے تھے لیکن ہنیس نے اپنا سنہرے دھاریوں والا بٹوا نکالا جو آٹھ مہینے کی حاملہ کے پیٹ کی طرح پھولا ہوا تھا، اور پچیس پچیس پونڈ کے نوٹ گن کر الگ کئے، انھیں پھر شمار کیا، میری طرف بڑھا دئے۔ اور پھر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ بھی میرے خیالات اسی طرح معلوم کر لیتا ہے جس طرح کہ میں نے اس کے معلوم کر لئے ہیں، اس نے کہا:۔

"اطمینان رکھئے یہ کام غیر قانونی نہیں ہے۔"

"میرے پاس آنے کا مشورہ آپ کو کس نے دیا تھا؟"

وہ شش و پنج میں پڑ گیا اور اپنی یہ ہچکچاہٹ چھپانے کی کوشش نہ کی۔ پھر اس کے "لبریز" چہرے کے پٹھوں میں ہلکا سا مدوجزر ہوا اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

میں نے کہا: "میں ایک عظیم عالمی انجمن میں کام کرتا ہوں۔ میرے چیرمین نے، جو میرے اور کٹیارینا کے تعلقات سے واقف ہیں، آپ کا نام تجویز کیا تھا۔ بے شک وہ آپ سے واقف نہیں ہیں۔ لیکن ان کا ایک دوست ہے مانسٹن۔ اسی مانسٹن نے میرے چیرمین کو بتایا تھا کہ پورے لندن میں آپ سے بہتر سراغرساں ملنا ممکن نہیں۔"

میں نے ذرا بھی حیرت کا اظہار نہ کیا لیکن اگر یہ شخص ہنیس اسٹیلن اس دنیا کے قریب بھی تھا جس میں مانسٹن رہتا ہے تو پھر میں نے اس سے زیادہ فیس نہ لی تھی۔

میں ہنیس اسٹیلن کو اپنے دفتر کے دروازے تک اور ملبڈا کے سپرد کر کے واپس آیا اور اپنی میز کے سامنے بیٹھ گیا۔

ممکن ہے مانسٹن نے میری سفارش کی ہو۔ لیکن یہ بات کچھ دل کو لگتی نہ تھی۔ چند

دفعہ میں نے ہانسٹن کے ساتھ کام کیا تھا لیکن یہ کام ایسے نہ تھے جو مجھے مشہور کر دیتے۔

چنانچہ اپنا اطمینان کرنے کے لئے میں نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے اس شخص کو فون کیا جس سے میں اور جو مجھ سے واقف تھا اور اسے ہنیس اسٹبلن اور کیتا رنیا سکسان کے نام دے دیئے۔ کام جب "بڑا" اور "اہم" ہو تو میں ہمیشہ اسکاٹ لینڈ والوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہوں اور جب ان کا ساتھ نہیں دے سکتا یا ان کے "دائیں طرف" نہیں رہ سکتا تو پھر شائستہ اور خلیق بن جاتا ہوں۔ میں انہیں بلا لیتا ہوں یا وہ مجھے بلا لیتے ہیں۔ دوستانہ بلاوا ہوتا ہے یہ۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قانون کے ساتھ آپ کی دوستی کتنی گہری ہے ان کے دائرۂ عمل سے صرف ایک قدم باہر نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ صرف قانون ہوتا ہے یعنی اس دائرے کے اندر رہنا۔ اور قانون کے باہر سے تو آپ اور بھی گہرائیوں میں اتر سکتے ہیں گہرائیوں میں اور اندھیرے میں، شقائق النعمان اور مرجان کی سرحد سے نیچے جہاں آپ کو دبوچ لینے کے لئے سلامتی اور بچاؤ کی خوفناک شارک مچھلیاں دبکی رہتی ہیں۔ وہاں اسکاٹ لینڈ یارڈ والے دوستی کے نام تک سے واقف نہیں ہوتے بلکہ ان میں سے اکثر تو اتنے محتاط اور اصول کے پابند ہوتے ہیں کہ رات کو اپنی بیوی کے ہونٹ چومتے وقت بھی اس سے ایک لفظ، ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔

اسکاٹ لینڈ یارڈ والے میرے دوست کا فون آیا۔ یارڈ میں کیتا رنیا اور ہنیس کا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ اس وقت پانچ بج رہے تھے۔

اس کے پانچ منٹ بعد میں اپنے دفتر سے باہر آیا اور انتظار کے کمرے میں ٹھہر گیا۔ ہانا اٹائپ رائٹر کے پیچھے بیٹھی اپنے پدر بزرگوار کا ایک موزہ رفو کر رہی تھی۔ میں نے کہا:

"جانتا ہوں کہ بھئی موسم زوروں پر ہے لیکن میں پانچ ڈالر ادا کرنے کے لئے تیار

ہوں کہ تم برائٹن کے آبن ہوٹل میں میرے لئے ایک کمرہ ریزرو کروا دو خصوصاً ایسا کمرہ جس کا رُخ گودی کے پھاٹک کی طرف ہو۔ کمرہ آج رات کے لئے اور مزید چند راتوں کے لئے بھی ریزرو کرا دو۔ کیا پتہ مجھے چار راتیں وہاں گزارنی پڑ جائیں۔"

ہلڈا نے اثبات میں سر ہلایا، موزہ اپنے ہونٹوں تک لے گئی اپنے سفید دانتوں سے ڈورا کاٹ کر سوئی آزاد کر دی۔

"مجھے فلیٹ میں فون کر دینا۔"

ہلڈا نے پھر سر ہلا دیا۔

میں زینہ اتر کر نیچے آگیا اور دروازے میں کھڑا انور تھسابیہ اسٹرالیو نیو میں دیکھنے لگا۔ ایک لڑکی فراک پہنے کولھے ہلاتی سامنے سے نکل گئی اس کی دائیں ٹانگ کی جراب کا ایک دھاگا اوپر سے نیچے تک غائب تھا۔ دو کبوتر سڑک کے عین بیچ میں عشق فرما رہے تھے اور ایسے منہمک تھے کہ ایک فورڈ کار ڈرائیور کار کی رفتار بے حد دھیمی کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ڈرائیور نے کبوتروں کو جو گالی دی ہے اس سے میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہو گیا کہ دنیا محبت سے قائم نہیں ہے اور نہ عشق محبت سے اس کا کاروبار چل رہا ہے۔ مغرب میں جھکا ہوا سورج میرے دفتر کے دروازے پر لگی ہوئی تانبے کی تختی کو آئینہ بنائے ہوئے تھا۔ تختی پر جلی حروف میں لکھا تھا کارور اور ولکنز" پہلے اس تختی پر صرف "کارور" کندہ تھا۔ لیکن ایک صبح ــــ اور بڑی منحوس صبح تھی وہ اور مجھے یہ دفتر قائم کئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا ــــ ہلڈا رات کا اترا ہوا سالن، اور ناشتہ کی میز پر پڑے ہوئے ڈبل روٹی کے ٹکڑے اور چائے کی بچی ہوئی پتیاں سڑک پر پھینکنے آئی تو اس کی نظر اس تختی پر پڑی۔ وہ یعنی ہلڈا سیدھی میرے پاس آئی اور بغیر کسی تمہید کے کہا کہ اگر یہ دفتر میں نے اکیلے ہی چلایا تو یا میرا دیوالہ پٹ جائے گا یا میں پھنس جاؤں گا کہیں۔ چنانچہ میں اسے اپنے کاروبار میں شریک کر لوں۔ میں نے نتیجہ

کیونکہ دروازے پر کی تختی بدل دی۔ اب اس پر دو نام تھے ۔میرا اور ریلڈ اکا۔

میں بگ کے وہاں پہونچا کہ آدھے گھنٹے تک اپنا کام کر سکوں۔ بگ۔ نے اپنے گیراج کے پیچھے ایک ورزش خانہ بنا رکھا تھا۔ اس کی فیس دوگنی ہی ٹرم تھی اس کے باوجود بہت سے لوگ وہاں اپنا جسم "مضبوط" کرنے اور توند کا گھیر کم کرنے آتے تھے۔ بگ کبھی فوج میں سارجنٹ تھا۔ اس کے ساتھ ایک دفعہ شراب پی تو اس سے دوستی ہو گئی

میرا گھر ٹمبڈ گیارہ کے قریب ایک فلیٹ تھا۔ ایک خوابگاہ، ایک نشست گاہ، باورچی خانہ اور باتھ روم۔ کمرے عمدہ اور قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے لیکن خدا جانے کیوں اور کس طرح ہر چیز ہمیشہ بے ترتیب رہتی اور نظر آتی تھی۔ نشست گاہ کی کھڑکی میں سے میں دریا دیکھ سکتا تھا۔

میں نے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا تو اس وقت چھ بج رہے تھے۔

"وہ" میری اونچی پشت والی کرسی میں برساتی پہنے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں جو جام تھا وہ میرا تھا، جام میں جو وہسکی تھی وہ بھی میری تھی اور وہسکی میں جو سوڈا شامل کیا گیا تھا وہ بھی میری ہی الماری میں سے نکالی ہوئی بوتل سے لیا گیا تھا۔ لیکن میری مالی حالت پر رحم کر کے وہ سگریٹ خود اپنا ہی پھونک رہا تھا۔ میں نے اس سے یہ کبھی نہ پوچھا کہ وہ میرے فلیٹ میں کیسے داخل ہو گیا۔ پوچھنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ ان سگریٹ سروس والوں کے لئے بند دروازے اور ہوائی دیواریں رکاوٹ نہیں ہوتیں۔ اسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ میرے لئے گویا نیا تھا۔

میں نے کہا۔ "خوشگوار شام ہے"

اور الماری کے قریب پہونچ کر اپنے لئے جام بھرا۔

"مجھے تو طوفان کے آثار نظر آرہے ہیں۔" وہ بولا۔

میں نے کھڑکی کے سامنے پہونچ کر باہر دیکھا۔ شام گرم تھی۔ دریا کی طرف سے آتی ہوئی ہوا میں کیچڑ اور پٹرول کی بو تھی۔ دریا کی سطح پر تین کشتیاں آہستہ آہستہ بہ رہی تھیں۔ سڑک پر کوئی نہ تھا چنانچہ میرا ملاقاتی اپنے کسی آدمی کو وہاں متعین کر کے نہ آیا تھا۔ میں کھڑکی کی دہلیز پر بیٹھ گیا اور دھوئیں کا مرغولہ چھوڑ کر کہا :۔

"کیسے آنا ہوا؟"

وہ بولا : "اگر مانسٹن چھٹی پر نہ ہوتا تو انھوں نے تمھارے پاس بھیجا ہوتا"

"یہ مہربانی ہے ان کی"

لیکن میں جانتا تھا کہ "انہوں نے" مانسٹن کو نہ بھیجا ہوتا۔ وہ کسی کا پیغام کسی کے پاس لے کر نہیں جاتا۔

"مانسٹن بڑی عزت کرتا ہے تمھاری، ڈپارٹمنٹ میں سبھی تمھاری عزت و قدر کرتے ہیں۔ مجھ سے تو یہی کہا گیا ہے"

"کہا گیا ہے؟"

"عموماً میں ان کے ساتھ کام نہیں کرتا"

اس نے ایک جمائی لی اور ایش ٹرے کی طرف سگریٹ کی راکھ جھاڑ دی لیکن نشانہ خطا کر گیا اور اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"ہینس اشٹلن"

میں نے کہا "معلوم ہوتا ہے تعلقات بڑے گہرے ہوگئے ہیں۔ میں نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کو ابھی پانچ بجے فون کیا تھا اور اب تمہیں یہاں پا رہا ہوں اور یہ یارڈ اور سکورٹی پولس کے درمیان گہرے تعلقات کا ثبوت ہے۔ واہ! مجھے مسرت حاصل ہوئی"

"ہینس اشٹلن" اس نے پھر کہا

اب میرا کاروبار اس قسم کا ہے کہ اس میں "فری پاس" نہیں ہوتا۔ ہر بات اور ہر چیز

کا قیمت ہوتی ہے اگر وہ لوگ یعنی یارڈ اور سیکورٹی والے کسی کو کسنا چاہتے ہوں تو وہ یہ کر سکتے ہیں لیکن عموماً وہ لوگ انتظار کرتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ وہ خود بے چین اور معاملہ گرم نہیں ہو جاتا لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت تک معاملہ ہاتھ سے نکل چکا یا پھر وقت گزر چکا ہوتا ہے۔

میں نے کہا " مال کی بازیافتی کا معاملہ ہے۔ ایک نائٹ کلب میں وہ چند چیزیں ہار گیا تھا اور پھر وہ اس معاملے کو مشتہر کرنا نہیں چاہتا۔ بازیافتی اور وصولیابی میرا خاص میدان ہے۔ اندوں میری اسپیشیالٹی ہے "

" ہاں یہ بھی مجھ سے کہا گیا ہے "

" وہ کولون سے آیا ہے، براؤن ہوٹل میں ٹھہرا ہے اور تاش کے کھیل پر فدا ہے "

میں نے اپنی کا ملاقاتی کارڈ اس کی طرف پھینک دیا۔ اس نے اسے " واہ میں آج دیوچ لیا۔ اس نے کارڈ پر نظریں جما کر کہا " شاید یہ پوچھنا بد اخلاقی نہ ہوگی کہ یہ ال کیا ہے "

" نہیں "

" کیٹا رینا کیسمان کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟ " اب اس کی نظریں کارڈ پر سے مجھ پر منتقل ہو گئیں۔ وہ میری روح کی گہرائیوں میں جھانک رہا تھا۔

" کیٹارینا " میں نے کہا " وہ لڑکی ہے جس سے اس کی ملاقات کلب میں ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس نے لڑکی کا نام شاید ٹھیک نہیں سنا۔ وہ نشے میں تھا۔ اور کوئی خدمت؟ اگر نہیں تو آئیے میرے ساتھ باورچی خانے میں اور رانڈ سے کھینچنے میں میرا ہاتھ بٹائیے اور پھر ہم سپانوی شراب کی ایک بوتل کھول لیں۔ گئے ہستی شراب ہے "

اس نے نفی میں سر ہلایا " پھر کبھی۔ اور کوئی خدمت تو نہیں سوائے اس کے ...... "

میں چند ثانیوں تک منتظر رہا اور پھر اسے لقمہ دیا۔

" سوائے اس کے ......؟ "

"صرف یہ کہ اگر میں وقتاً فوقتاً تمہارے ساتھ گپ لڑانے آجاؤں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟ یونہی ذرا تعلقات قائم رہیں۔ سرکاری اور باضابطہ کچھ نہیں۔ یونہی بے تکلف ملاقاتیں۔"

"جگ جگ آؤ۔ بے تکلفی میں، میں اپنی مثال آپ ہوں۔"

وہ اٹھا، پلٹا اور دروازے کی طرف چلا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر دفعتہً میری طرف گھوم گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ حضرت بھی ہلڈا کے مرض میں مبتلا ہیں اور کوئی اہم بات دروازے سے میری طرف لڑھکانے والے ہیں۔

"یارڈ والوں نے مجھے بتایا ہے" اس نے کہا "کہ ان لوگوں نے اپنے ڈپارٹمنٹ میں ملازمت کا موقع تمہیں دیا تھا۔ تم نے انکار کیوں کر دیا؟"

"مجھے اکیلے اور اپنے طور پر کام کرنا پسند ہے۔ تم جانو آدمی بندھا ہوا نہ ہو تو ہفتے میں ایک آدھ دن مچھلی کے شکار کو بھی چلا جاتا ہے۔"

اس نے سر ہلایا" میں مچھلی کا شکار کبھی کبھار ہوں گا۔ تمہارا انجام بھائی دریا میں ہی ہوگا۔"
اس نے آنکھ ماری اور چلا گیا۔

وہ چلا گیا تو میں نے دروازہ کھولا اور اسے زینہ اترتے سنتا رہا۔ کھڑکی میں سے میں نے اسے سڑک عبور کرتے دیکھا۔ وہ مڑ کر میری کھڑکی کی طرف دیکھے بغیر موڑ مڑ گیا۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہ تھی۔ اگر کسی کو مجھ پر نظر رکھنے کے لئے میرے پیچھے لگا دیا گیا تھا تو وہ موڑ کے دوسری طرف میرے ملاقاتی سے اس کا چارج لے لے گا۔

اس کے پانچ منٹ بعد ہلڈا کا فون آیا۔

اس نے کہا" تم شرط ہار گئے چنانچہ اب میرے مقروض ہو۔ پانچ ڈالر کی شرط تھی۔"
میں نے لائن بند کر کے مِک کے گیراج کا نمبر جوڑا۔

میں نے کہا" مِک! ایک عمدہ گاڑی چاہئے۔ آج شام سات بجے۔ سولون اسکوائر میں پہنچا دینا"

دو فون میں بڑبڑایا۔ وہ گالیاں بک رہا تھا۔ عادت تھی اس کی۔ تاہم وعدہ کرلیا
اس کے بعد میں نے تین انڈے پھینٹے اور انہیں دودھ کے ساتھ غٹ غٹا گیا۔ پھر میں نے
نشست گاہ کی کھڑکیوں کے پردے تقریباً پوری طرح کھول کر کمرے کے سارے بلب
جلا دئے۔ سوٹ کیس میں ضروری چیزیں بھریں اور باتھ روم میں گھس گیا۔ نشست گاہ کی
روشنیاں میں نے بند نہ کیں۔ باتھ روم کی کھڑکی میں سے سوٹ کیس نیچے پھینکا۔ دیوار
کے پیچھے پیچھے میں بھی کہا۔ جس پائیں باغ میں پہلے میرا سوٹ کیس اور اس کے ایک لمحہ
بعد میں گرا وہ میرا باغ نہ تھا بلکہ میرے پڑوسی کا باغ تھا اور میرے پڑوسی کے مکان
کا دروازہ سڑک کے موڑ کے دوسری طرف کھلتا تھا۔ میں نے سوٹ کیس اٹھایا اور براہ باورچی خانہ
اپنے پڑوسی کے مکان میں داخل ہوا۔ مسز میلڈا اپنے سرتاج کے لئے مچھلی کے قتلے کالی مرچ
میں تل رہی تھیں اور مسٹر میلڈا ایک کونے میں بیٹھے والی کرسی میں کوب نکالے بیٹھے بڑے
انہماک سے ٹیلی ویژن دیکھ رہے تھے۔

مسز میلڈا نے کہا "شام بخیر مسٹر کارور۔ کہاں جا رہے ہو؟"
"سمندر کے کنارے تازہ ہوا کھانے مسز میلڈا" میں نے کہا "یونہی ذرا سودا سمایا ہے۔"
"کنوارے اور آزاد ہو۔ چنانچہ ایسے سودے سماتے ہی رہیں گے۔" محترمہ نے فلسفہ بگھارا "
ذرا ایک جھینگا چکھتے جاؤ۔"
"آج رات نہیں۔"
اس نے ایک ڈالر کا وہ نوٹ جو میں نے اس کی طرف بڑھا دیا تھا، دبوچ کر مجھے آنکھ ماری۔
"مسٹر کارور! جب تم یوں اچانک اور خلاف توقع ہمارے یہاں آجاتے ہو تو مجھے بے حد
مسرت حاصل ہوتی ہے" مسز میلڈا ہمیشہ یہی الفاظ کہتی تھی۔ اس کا قہقہہ مجھے باہر تک
رخصت کرنے آیا
ایک ٹیکسی نے مجھے سولون اسکوپیر میں اتار دیا۔ اس کے چند منٹ بعد میں برائٹن

جانے کے لئے دریا عبور کر رہا تھا۔ ینگ نے میرے لئے پیلے رنگ کی جاگور کار مہیا کر رکھی تھی۔ شاندار گاڑی تھی برا سٹین سامنے تھا۔ میری منزل۔ اگر خدا نے انسان کو غیب کا علم دیا ہوتا تو مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں کون سے خطرات کی طرف جا رہا تھا۔ کاش میں مسز میلڈ کے یہاں "مچھلی" چکھنے " کے لئے ٹھہر گیا ہوتا تو پھر میرے ساتھ وہ نہ ہوتا جو ہوا۔

دوسرا باب

وہ لڑکی

دوسرے دن صبح چھے بجے میں بیدار ہو چکا تھا اور ہوٹل آلبن کے اپنے کمرے کی کھڑکی میں بیٹھا گودی گھاٹ کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہاں صرف چند لوگ ہی تھے۔ نو بجے تک تو مجھے کوئی ایسی لڑکی نظر نہ آئی جو اکیلی ہو یا ایسی ہو جس کا حلیہ کٹیا رینا سے ملتا جلتا ہو۔

میں نے اپنی سکریٹری ہلڈا کو فون کیا

میں نے پوچھا "کوئی دلچسپ خبر؟"

"انھوں نے فون کیا تھا" ہلڈا بولی "پوچھ رہے تھے کہ تم کہاں گئے ہو؟"

"اور تم نے جواب دیا کہ ..... ؟"

"کہ تم شاید دن بھر کے لئے ریس میں گئے ہوئے ہو"

"عمدہ"

"واقعی عمدہ ہے یہ معاملہ ؟"

"خیال تو ایسا ہی ہے۔ سوچنے کی بات ہے۔ ایک آدمی سو پونڈ کی رقم ایسے آسان کام کے لئے راضی خوشی سے اور جھٹ سے دے دیتا ہے۔ کیوں؟ سمجھ لو کہ جہاں سو ہوں وہاں زیادہ بھی ہو سکتے ہیں اور یقیناً ہیں۔ وہ بینک منیجر کا فون اور تقاضا تو تم بھولی نہ ہوگی"

"روپے اور انسانوں کے متعلق تم بڑے صاف باطن واقع ہوئے ہو"

ہلڈا کی اس بات کا کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا چنانچہ میں نے ریسیور رکھ دیا اور ساحل پر تفریح کے لئے نکل گیا۔ کافی کے دو چار باروں میں جاکر کافی پی اور گاہکوں کا سرسری سا جائزہ لیا۔ دوپہر کے کھانے سے پہلے کا آدھا گھنٹہ مچھلی گھر میں گزارا اور چند منٹوں تک ایک خوفناک اور حیرت انگیز طور پر بڑی مچھلی کے کرتب دیکھتا رہا۔ کھانے سے فارغ ہوکر میں سو گیا اور دن کے بقیہ حصے کو "پیشینٹ" دیا۔ میں سو سکتا اور بہترین دنوں کو ضائع کرسکتا ہوں۔ "سو جاؤ اور دن گزار دو" یہ میرے پیشے کی ضروری شرطیں ہیں۔ اس طرح ٹانگیں درد کرنے اور ایڑیاں گھسنے سے بچ جاتے ہیں۔

دوسرے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے وہ آگئی۔ وہ ہاؤ اور تفریح گاہ کی طرف سے ٹہلتی ہوئی آئی۔ صبح خوشگوار تھی اور ہوا نہر کی طرف سے چل رہی تھی۔ سمندر میں مد شروع ہوچکا تھا، موجیں پتھریلے ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور میں ان کے مدغم کرنے کی آواز سن رہا تھا۔ وہ ننگے سر تھی اس کے سنہرے بال جو کھلے تھے، اس کے شانوں پر سنہرے ریشمی آبشار کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے دو ہاتھ کھلے ہوئے کوٹ کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔ میں دوربین آنکھوں سے چپکائے اس کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ چکر دار دروازے میں سے اندر چلی گئی اور پھر میں ہوٹل سے باہر آکر اس کے تعاقب میں چل دیا۔

اس موقع بلکہ یوں کہئے کہ پارٹ کے لئے میں نے بھڑکیلا لباس پہن رکھا تھا۔ گویا میں وہ جوان تھا جو چھٹیاں گزارنے آیا ہو، بےفکرا اور امیر ہو اور جیسے کسی ساتھی کی تلاش ہو۔

وہ گھاٹ کے انتہائی سرے پر تھی جہاں فضول سے لوگوں کی فضول سی قطار تھی جو مچھلیاں پکڑنے کے فضول شغل میں منہمک تھے آہنی جنگلے پر لمبے لمبے بید ٹکے ہوئے تھے اور ڈوریں پانی میں لٹک رہی تھیں اور ان پر چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

کہ کوئی مچھلی کسی کے کانٹے میں آجائے تو گھنٹی بج اٹھے اور لمبی بید کا دوسرا سرا پکڑ کر اونگھتا ہوا شکاری جاگ کر اپنا شکار گھسیٹ لے۔ چوبی پلیٹ فارم پر ٹوکریاں، مٹھے اور مچھلیاں پکڑنے کا دوسرا ضروری سامان بے ترتیب پڑا ہوا تھا اور کوئی کسی سے کچھ نہ کہہ رہا تھا۔ شکاری یا تو آنکھوں پر ہیٹ جھکائے اونگھ رہے تھے یا پھر کانٹے کی ڈور کی ڈور کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے جیسے اس پر سے نظر ہٹائی تو خوفزدہ ہو کر مچھلی زندہ ہو کر بھاگ جائے گی۔

وہ جنگلے پر کہنیاں ٹیکے اور آگے کی طرف جھکی آسمان کی طرف اٹھتی ہوئی دھوئیں کی اس بھوری موٹی لکیر کی طرف دیکھ رہی تھی جو افق کے قریب سے گزرتے ہوئے کسی جہاز کا پتہ دے رہی تھی۔ میں بھی اس سے چند گز دور جنگلے پر کہنیاں ٹیک کر جھک گیا۔ میں بھی دھوئیں کی لکیر کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر میں نے ذرا گھوم کر سگریٹ جلائی اور اس شکاری کی طرف دیکھنے لگا جو کیٹارینا کے پیچھے تھا اور کانٹا ڈالنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئی۔ لمبی اور تنگڑی لڑکی تھی وہ لیکن اس کے اعضا غیر تناسب نہ تھے۔ نہ کوئی چیز بے ڈھنگی حد تک بڑی تھی اور نہ بے طور چھوٹی۔ ہر عضو اپنی جگہ مناسب تھا۔ اس کا پروفائل خاصا تھا۔ اس کا منہ لمبا اور جاذب تھا اور جلد کی رنگت گہری اور ایسی تھی کہ میری انگلیاں اسے چھونے کے لیے کھجلانے لگیں۔ اپنے تصور میں اسے ہر طرح کا لباس پہنا کر میں نے اس کا امتحان لیا۔ بکینی، نیم عریاں، ڈھیلا اور پرانا سویٹر اور پتلون اور بے لباس، نیم باز آنکھوں سے بستر میں چت لیٹی ہوئی۔ اور وہ ہر امتحان میں پورے نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور اب مجھے احساس ہوا کہ اگر یہ لڑکی کیٹارینا سیکسان نہ ہوئی تو مجھے سخت مایوسی ہو گی۔

وہ شکاری، جو کانٹا ڈالنے کی تیاریاں کر رہا تھا، اپنی تیاریاں مکمل کر چکا تھا۔ اس نے بید ہلا کر کانٹا پھینکا اور ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے موٹا اور نیا کپڑا پھاڑا گیا ہو۔

ضرور، لڑکی نے کانٹا گرنے کی آواز سن کر اپنا سر اسی طرف گھما دیا۔ اب اس کا پروفائل میرے سامنے نہ تھا۔ لیکن میری نگاہیں اس کی خوبصورت گردن کی لمبائی ناپ رہی تھیں جب دوسری دفعہ اس کا پروفائل سامنے آیا ہے تو میں دو گز کا فاصلہ سمیٹ کر اس سے صرف ایک فٹ دور جنگلے پر جھکا ہوا تھا۔

میں نے پانی کی طرف سر ہلا کر کہا:۔

"آئینہ ہے بالکل"

اس نے سر ہلایا اور میری طرف دیکھا اور اب پتہ چلا کہ اس کی آنکھیں بنفشی کی بہ نسبت گہری نیلی تھیں۔ وہ بے تکان میری طرف دیکھتی رہی، مجھے تولتی رہی اور میں نے وہی کیا جو ایسے موقع پر ہر نوجوان کرتا ہے۔ میں نے گھبرا کر اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنی ٹائی کی گرہ درست کی۔

"میرے والد کو مچھلیاں پکڑنے کا خبط تھا" میں نے کہا۔ میں اس بندھے ٹکے اصول سے واقف تھا جو میں نے بڑی نابیت گھٹنوں پر بیٹھ کر سیکھا تھا۔ اگر یہ اصول نہ چلا تو پھر آپ کا بیڑا غرق۔ الفاظ کا ڈھیر لگاتے رہو اور پھر تم اس پر اپنے قدم ٹکا سکتے ہو۔ آپ جانیے بنیاد کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا تو کوئی کھڑا نہیں رہ سکتا۔ کسی اجنبی کو اجنبی نہ رکھنا ہو تو اس کے ارد گرد کے خلا کو، جو سرد مہری اور احتیاط لئے ہوتا ہے۔ الفاظ کی انگیٹھی سے ذرا گرم کرنا پڑتا ہے "اس قسم کا شغل نہیں بلکہ ذرا ترقی پسند شغل۔ مثلاً ڈارٹ مور میں ٹراوٹ کا شکار۔ بے شک بڑی مچھلیاں نہیں پھنستیں لیکن آدمی یوں دھوپ میں سوکھتا اور بیزار نہیں ہوتا۔"

یہ "ترقی پسند شغل" کا استعمال بڑا مرعوب کن اور برمحل تھا کیونکہ ہلڈا کے خیال میں اس میں "امارت" کی بو تھی۔

"ڈارٹ مور؟" وہ بولی۔

آیا۔ یہ حسین مچھلی کانٹے میں آگئی تھی بلکہ کانٹا نگل گئی تھی صاف لیکن پھر یہ بھی ممکن تھا کہ یہاں آتے وقت اس نے یہ ارادہ کر لیا ہو کہ ہر اس کانٹے میں پھنس جائے گی جو سب سے پہلے پھینکا جائے گا۔ بہر حال میرا بدیسی لب و لہجہ صاف تھا اور لمحے بھر کے لئے ایک عالم کو مسحور کر سکتا تھا۔

"جی ہاں۔ ڈیوِن جاگیر دار تھے۔ کئی ایک اصطبل تھے۔ ایک دو شکار گاہیں تھیں اور بہت سے چشمے تھے۔ جہاں وہ مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ جب میں بچہ تھا تو ان کے ساتھ چھٹیاں گزارنے جایا کرتا تھا۔ لیکن اب تو گویا برائٹن کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ آپ چھٹیاں گزارنے آئی ہیں یہاں؟"

"نہیں۔ کام کرتی ہوں یہاں" وہ مسکرائی۔ لمبا، کونے دار اور گرم منہ تھا اس کا جو اگر کسی اور چہرے میں ہوتا تو بھدّا اور واہیات ہوتا۔

"افسوس کا مقام ہے" میں نے دوسرا گھاگھ اصول میدان میں اتار دیا "آپ کی سی حسین لڑکی کو کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔ ایک ہفتے کی چھٹی حاصل کر لیجئے اور میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ آپ بھول جائیں گی کہ دنیا میں کام جیسی بھی کوئی چیز ہے۔ پرانی کار لے کر نکل جائیں گے اور لطف اٹھائیں گے"

میرا اعتقاد [illegible] اس خیال سے گمراہ رہا تھا کہ دنیا میں ایسے مردوں کی کمی نہیں جو یہ الفاظ بڑی سنجیدگی، متانت اور شوق بھرے دل سے کہتے تھے۔

"پرانی کار"

"اتنی پرانی بھی نہیں ہے۔ جاگوار کار ہے، شاندار ہے اور ہلکے پھلکے رنگ کی ہے۔ اس کا رنگ آپ کے اس لباس سے خوب میچ کرے گا۔"

وہ نیلا لباس پہنے تھی۔ میں نے اپنی نگاہیں اس کی چھاتیوں کے مساوی کر کے سر سے اشارہ کیا۔ مجھے احساس تھا کہ میرے کانوں کے پیچھے کی جلد میں سوئیاں سی چبھ رہی تھیں۔

میں اس سنسنی خیز اشارے سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ یہ اشارہ یہاں محض بیکار ہے۔
میں یہاں کیٹارینا سے عشق لڑانے نہیں بلکہ اجرت پر آیا تھا۔

اور تب وہ ہنسی۔ دبی ہوئی، ہلکی سی آواز کی مختصر سی ہنسی۔ شاید اس لئے کہ وہ اونگھتے ہوئے شکاریوں کو جگانا یا شکار کو بھگانا نہ چاہتی تھی۔

"آپ مجھے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں؟" اس نے بشاشت سے کہا۔
میری حس اور جبلت بیدار ہو گئی۔ ایسے موقع سے فائدہ اٹھانا ہی چاہئے۔
"بالکل۔ مثل مشہور ہے کہ جو بولتا ہے اسی کے بیر بکتے ہیں۔ خاموش رہو گے تو اکیلے رہو گے۔"

میں نے اپنا سگریٹ کیس برآمد کیا۔ ڈون ہل کا کالے چمڑے کا چمکدار کیس اور اوری فلیم کا لائٹر۔ لائٹر اس کی سگریٹ کے قریب رکھ کر قصداً اسے بار بار جلانے کی کوشش کرتا رہا تاکہ مزید چند سکنڈ تک اس کا سر میرے ہاتھوں پر جھکا رہے۔ ایک بگلا میرے سر پر سے گزر گیا اور میری طرف دیکھ کر ایک چیختا ہوا قہقہہ لگایا۔ مجھے اپنی ان کوششوں کا صلہ یہ ملا کہ اس کے جسم اور لباس سے اٹھتی ہوئی عطر کی گرم اور بھینی خوشبو نے دماغ کو فرحت بخشی اور اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے ہاتھوں پر محسوس کر کے دل نے وجد آفریں انبساط محسوس کیا۔ اس نے سر اٹھا کر دھوئیں کا معطر بادل فضا میں بکھیر دیا۔ بادل ہٹا تو اس کی نیلی نیلی آنکھیں میرے چہرے پر تھیں۔

وہ بولی۔ "دلچسپ آدمی ہیں آپ۔"
"دلچسپ آدمی" اس نے بڑی ادا سے اور اس طرح کہا تھا کہ وہ دل غپ سنائی دیا۔
"ہم کسی جگہ رات کا کھانا کھائیں گے اور مضافات کی طرف نکل جائیں گے۔ کسی سرائے میں شاید رقص بھی کر لیں۔ بندے کو کارور کہتے ہیں۔ ریکس کارور۔"
اس نے کہا۔ "وقت بہت ہو گیا ہے۔ مجھے کام پر جانا چاہئے۔"

اور اس نے جانے کے لئے پَر تولے اور میرا دل اس خیال سے بُجھ گیا کہ وہ ایک دلفریب مسکراہٹ تحفتہً پیش کر کے چلی جائے گی لیکن اس نے کہا:۔

"ساڑھے چھے بجے"

"کہاں ؟"

"شپ کے باہر"

"حاضر ہو جاؤں گا" مَیں نے کہا اور اس سے پہلے کہ وہ پہلا قدم اٹھاتی میں نے جلدی سے کہا" آپ کا نام اب تک نہ جان سکا"

"کیٹیارینا" وہ بولی۔

"شیریں نام ہے۔ کیٹیارینا

وہ مسکرائی "کیٹیارینا۔ کیوں فی الحال یہ نام کافی نہیں ہے ؟"

"کافی سے زیادہ ہے۔ اجازت ہو تو وہاں تک جہاں آپ کام کرتی ہیں، آپ کے ساتھ چلا چلوں؟"

"جی نہیں"

اس کی یہ "جی نہیں" فیصلہ کن تھی۔ چنانچہ میں جنگلے سے ٹیک لگائے اسے جاتے دیکھتا رہا اور میرے اندر دو شخصیتیں دست و گریباں تھیں۔ پیشہ ور پرائیویٹ جاسوس کی شخصیت اور دوسری اس بے فکرے، من چلے اور چھبیلے جوان کی جو نیلے رنگ کی کار میں سوار ہو اور جیبوں میں روپیہ بھر کر چھٹیاں گزارنے آیا تھا۔

مجھ سے دو گز دور بیٹھے ہوئے شکاری نے پنیر کا سینڈ وچ ٹوکری میں سے نکالا اور اس میں بڑی دردی سے اپنے بڑے بڑے دانت کھبو کر میری طرف دیکھا۔

وہ بولا "چند لوگ سویرے ہی شکار کو نکل پڑتے ہیں"

میں نے کہا "محترم! خوشگوار صبح کی خوشگوار گرمی ہی مچھلی کو جال میں لے آتی ہے ؟"

میں پل پر سے ہٹ آیا اور گھاٹ کی لمبائی عبور کر گیا۔ سامنے ٹرا لکسانے والا

اشتہار تھا "آپ شکار کا انتظار کیجئے، ہم آپ کے انتظار کو فوٹو میں مجسم کر دیں گے"
میں جانتا تھا کہ اس وقت میں کیسا دکھائی دے رہا تھا اور اس احساس سے بھی واقف تھا جو دل میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ میں کیفے کے سامنے سے دل پر جبر کر کے نکلا چلا گیا اور پھر پوسٹ کارڈ اسٹال کے قریب سے بھی نکلا چلا گیا جس میں ایک سُرخ چہرے والا مرد اور غبارے جیسے کولھوں والی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس وقت تک "وہ" میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ "وہ" بڑی مستعدی سے میرے پیچھے اور پچاس گز دور رہا تھا۔ یہ وہ آدمی تھا جس نے پل پر اونگھتے ہوئے مچھلیوں کے شکاریوں کی قطار کے انتہائی سرے پر کھڑے ہو کر میری اور کیتھارینا کی ملاقات اور ہماری یا شاید صرف میری ایک ایک حرکت دیکھی تھی۔

میرے پیچھے آنے والے بالوں کا رنگ ہلکا بھورا تھا۔ وہ اس کے دونوں کانوں پر بطخ کی دم کی طرح پھیلے ہوئے اور گُدی پر گدّی کی طرح گویا رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کالے رنگ کی جاکٹ پہن رکھی تھی۔ پرانی اور آگے سے کھلی ہوئی۔ اس نے جاکٹ کی جیبوں میں ہاتھ اس طرح ڈال رکھے تھے کہ صرف انگوٹھے باہر تھے۔ کالی تنگ پتلون اور کالے ہی نوکدار جوتے۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے جیسے وہ خود اپنی شان میں گالیاں بدبدا رہا ہو۔ اس کی آنکھیں ناک کے بانسے کے بہت قریب تھیں۔ اگر یہ نقص نہ ہوتا تو اس کا چہرہ خاصا دلفریب ہوتا۔

ہوٹل آلبن پہنچ کر میں اس کے پھاٹک میں کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا وہ ہوٹل اور میرے سامنے سے گزر گیا۔ وہ بدستور بدبدا رہا تھا۔
کیتھارینا ساڑھے چھے کے بجائے سوا سات بجے آئی۔ لڑکیوں کو انتظار کروانے میں لطف آتا ہے۔

میں نے لیوین کا راستہ لیا اور ہم دونوں خاموش رہے۔ کچھ زیادہ باتیں نہ

ہوئیں۔ خاموشی مجھے پریشان اور بیزار نہیں کرتی۔ اکثر "عاشق" چھوٹتے ہی کہتے ہیں "ہیلو ڈارلنگ" اور پھر ان کی زبان کا ٹانکا ٹوٹتا ہے تو پھر وہ بس بولتے ہی چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ خود انھیں شک ہونے لگتا ہے کہ خاموشی جیسی کوئی چیز دنیا میں ہے بھی یا اس کا وجود "عنقا" کی طرح محض افسانوی ہے۔ لیکن (عاشقوں کے لئے ایک کامیاب نسخہ تجویز کر رہا ہوں) اس بک بک سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تمہید یا رسمی جملوں کے بعد خاموشی بہترین چیز ہے تاکہ "لڑکی اور لڑکا" آپس میں ایک دوسرے کو "ناپ تول" لیں اور ایک دوسرے کے متعلق کوئی رائے قائم کر سکیں میں نہیں جانتا کہ کیتھارینا کی رائے کیا تھی لیکن میں تو ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ مجھے اس کی ہر بات پسند تھی۔ وہ خود سر سے پیر تک پسند تھی۔ میں مناسب رفتار اور اطمینان سے جاگور ڈرائیو کرتا رہا۔ زیادہ سے زیادہ پینتالیس میل فی گھنٹہ۔ ہم م۔م۔ میں خوش اخلاق بنتا جا رہا تھا۔

پتھریلے بلند ساحل پر اور کھلے افق کے پس منظر میں لیوس گاؤں نظر آیا تو اس نے پوچھا:۔

"یہ آپ کہاں لے جا رہے مجھے؟"

"پروگرام یہ ہے کہ ہم وہائٹ ہارٹ میں چند جام پئیں گے۔ اور پھر کھانا کھایا جائے گا"

"یہ پروگرام عمدہ معلوم ہوتا ہے"

"آسیز کورٹ" کے سامنے میں نے کار پارک کر دی۔ کسٹم اور ایکسائز والوں کے ایک کیس کے سلسلے میں میں یہاں آچکا تھا۔ گھڑیوں کی اسمگلنگ کا معاملہ تھا اور ثبوت میں نے مہیا کئے تھے وہ صاحب، جنہوں نے اسمگلنگ کی تھی آج بھی جیل کے میدانوں کی کھلی اور تازہ ہوا میں پتھر توڑتے اور باقاعدہ ورزش کر کے اپنے آپ کو گاما بنا رہے ہیں۔

وہ مارٹینی کے دو بڑے جام چڑھا گئی، چار سگریٹ پھونک گئی اور پھر نیا پولٹن برف کا آرڈر دیا میں اپنی کافی کا انتظار کرتا رہا اور انتظار کے دوران میں لامونتا ڈنٹت کی آخری بوتل خالی کر گیا۔ اس ہوٹل کی فہرست میں یہ شراب سب سے زیادہ قیمتی تھی لیکن اس کا بل ہنس اسٹبلن کی جیب سے ادا ہو رہا تھا چنانچہ مجھے اس کی کیا پرواہ۔

کھانے پر وہ ذرا بے تکلف بنی۔ میں نے چند "مہذب" لطیفے بیان کئے تو وہ ہنسی اس نے بتایا کہ وہ لباسوں کی دکان میں کام کرتی ہے — "لابوتیکو باربرا"— میں نے اسے مطلع کیا کہ میں بینک میں کام کرتا ہوں — "برٹش لینن"

برف ختم کرنے کے بعد اس نے باتھ روم میں جا کر چہرے پر پوڈر پوتنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اٹھ کر اس کا ہینڈ بیگ اس کی طرف بڑھا دیا۔ بیگ غیر معمولی طور پر وزنی تھا کسی لڑکی کا ہینڈ بیگ اتنا وزنی نہیں ہوتا۔ میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔ بیگ کا بوجھل پن اب بھی میری انگلیوں پر چپکا ہوا تھا اور دماغ سوچ رہا تھا کہ اس بیگ میں کیا ہو سکتا ہے

وہ واپس آئی تو مسکرا رہی تھی۔ میں اسے آتے دیکھ رہا تھا اور مجھے وہ تصویر یاد آگئی جو میں نے "ٹیٹ" میں دیکھی تھی۔ "ڈائنا شکاری" یا ایسا ہی کچھ عنوان تھا اس کا۔ نہایت عمدہ تھی کیٹارینا۔ بہت سی لڑکیوں کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ پرکشش ہوتی ہیں، خوبصورت ہوتی ہیں، رنڈیاں ہوتی ہیں، شکاری ہوتی ہیں۔ ہوشیار ہوتی ہیں، بے اختیار کر دینے والی ہوتی ہیں اور تباہ کن ہوتی ہیں ..... ایک صفت ہوتی ہے ان سب میں۔ لیکن یہ کیٹارینا بس شاندار تھی۔

ہم کار میں سوار ہوئے وہ پھیل کر بیٹھ گئی اور ایک انگڑائی لے کر کہا۔

"اب مجھے کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں تازہ ہوا اور کھلی فضا ہو۔ جہاں تم میلوں دور تک دیکھ سکو — دنیا کے سرے تک دیکھ سکو۔"

خود میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ لیوس سے باہر آکر میں نے کار دائیں طرف موڑ کر

پول گیٹ کی سڑک پر ڈال دی۔ چند میل آگے بڑھ کر میں نے بلندیوں کا راستہ اختیار کیا پانچسو پچاس فٹ اوپر ــــ شہر کی طرف سے آتے ہوئے رات کی خنک ہوا کے جھونکے ہمارے چہروں کو چھو رہے تھے اور پورا جنوبی ساحل ہمارے قدموں میں تھا ــــ برائٹن، نیو ہیون، شنی فورڈ اور ایسٹ بورن ــــ روشنیوں کے شہر جو اپنی روشنیاں سطح سمندر پر بکھیر رہے تھے۔ فضا میں گھاس اور خودرو پھولوں کی خوشبو تھی اور سطح زمین پھیلے ہوئے اور آدمی کی ناف تک آتے ہوئے کہر میں پتنگے بھٹکتے جگنوؤں کی طرح حرکت کر رہی تھیں۔ ہم کار سے باہر آئے اور چند گز آگے بڑھ کر زنگ آلود آہنی بند پھاٹک سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور ستاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ ستاروں کا حسن دم بخود کر دینے والا تھا۔ میں نے کٹیا رینا کو آہ بھرتے اور پھر گہرے گہرے سانس لیتے سنا اور اس کا شانہ میرے بہت قریب تھا اور مجھے ذرا سا چھو رہا تھا۔ مزید چند سکنڈ تک میں ستاروں کی طرف دیکھتا رہا، پھر بس ایک جھینگر مدقوق بڑھیا کی طرح کھانس کر خاموش ہو گئی اور ایک جگنو گھاس کی جڑوں میں سے نکل کر ہمارے قریب سے گزرا اور کہر میں دب گیا میں اس کی طرف گھوم گیا، اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھ لئے اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

میرا خیال تھا کہ اس خاموشی کو میں توڑوں گا لیکن پہل اس نے کی

اس نے کہا "میں پسند ہوں تمہیں ؟"

میں نے کہا "ہاں"

وہ بولی "تم مجھے پسند ہو۔ بہت زیادہ پسند ہو"

میں نے اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں پر رکھ دئے اور جب میرے بازوؤں نے اس کی کمر کو لپٹا ہے تو اس کے ہاتھ میری گردن پر آ گئے۔ چند لمحوں تک ہم لپٹے رہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ مجھ سے الگ ہو گئی لیکن میرا ایک ہاتھ پکڑے رہی اور ہم آہستہ آہستہ کار کی

طرف چلے ۔

میں نے پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ کار میں داخل ہو گئی، سیٹ کے آخری سرے پر بیٹھ گئی اور وہاں سے دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا دئے۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اور ہمارا یہ بوسہ پہلے بوسے سے مختلف تھا۔ کٹیارینا کے جوابی بوسے میں بھوک اور بے تابی تھی۔

چنانچہ اگر میں نے اس آدمی کو آتے نہ سنا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ وہ کار کو آہستہ آہستہ ڈرائیو کر کے لایا ہوگا اور کئی گز دور انجن روک دیا ہوگا۔ کیٹارینا میرے بازوؤں میں تھی، وہ میری طرف دیکھ رہی تھی، اس کے ہونٹ کھلے تھے اور خود میرے ہونٹ اس کے رخساروں پر پھیل رہے تھے اور میں بار بار سرگوشی میں اس کا نام دہرا رہا تھا۔

کار کا دروازہ، جس کی طرف بیٹھی تھی، کھلا اور اس شخص نے کہا:۔

"نکلو باہر"

یہ وہی شخص تھا جسے میں نے آج صبح اپنے پیچھے آتے اور بڑبڑاتے دیکھا تھا۔ اس وقت میں نے اس کی آواز نہ سنی تھی سو اب سن لی۔ آواز دھیمی اور باریک تھی جس میں استرے کی سی کاٹ تھی۔ اس کے حکم کی تعمیل کرنے میں ذرا دیر ہو گئی چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر میری جاکٹ کو گردن پر سے پکڑا اور مجھے ایک جھٹکے کے ساتھ باہر گھسیٹ لیا۔ میں کار سے نکل کر شبنم آلود گھاس پر لڑھک گیا اور پھر اپنی دائیں پسلیوں میں اس کے ایک نوکدار جوتے کی ٹھوکر محسوس کی۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور مجھے اپنے خالی پھیپھڑوں میں آواز کے ساتھ ہوا پہونچاتے دیکھتا رہا لیکن وہ یہ نہ جانتا تھا کہ میں نڈھال نہ ہو گیا تھا اور نہ ہی اس کی ٹھوکر نے میرے پھیپھڑے خالی کر دیے تھے بلکہ میں یوں پڑے پڑے اس کا جائزہ

ے رہا تھا اور عمل کا نقشہ بنا رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں زنجیر سے بندھا ہوا آہنی گولا تھا جسے وہ کھوپری پچکا دینے والے انداز میں جھلا رہا تھا۔ اس کی جاکٹ کی بٹنم اوپر سے نیچے تک کھلے تھے اور پتلون کے پائینچے کالے سواری کے جوتوں میں اڑے ہوئے تھے۔ جوتوں کو پالش کر کے اس طرح چمکایا گیا تھا کہ ان میں تاروں کا عکس نظر آ رہا تھا۔ اس کے کانوں پر پڑی ہوئی بالوں کی لٹیں ہوا میں لہرا رہی تھیں۔

وہ کھڑا میری طرف دیکھ رہا تھا اور اس نے کہا:-

"فینسی کار والے دو کوڑی کے لفنگے۔ سمجھو کیا ہے تو نے"

کیٹارنیا کار میں سے نکل آئی تھی اور اس سے پیٹھ لگا کر کھڑی رہی اس کی اور میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی اور اشتیاق تھا اور اس کا چہرہ بھی دمک رہا تھا اور اس سے بھی اشتیاق ظاہر تھا۔ یہ اس عورت کا چہرہ تھا۔ جو جانتی تھی کہ تماشہ بے حد دلچسپ ہوگا جس سے وہ پوری طرح محظوظ ہوگی

میں بڑے اطمینان سے، آہستہ آہستہ، اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنا کوٹ اتار کر ور اپنی نگاہیں اس پراسرار دشمن پر سے ہٹائے بغیر کیٹارنیا کی طرف پھینک ا۔ میرا دشمن اب مسکرا رہا تھا اور اس کی آنکھیں اب اور بھی زیادہ ایک رے کے قریب آ گئی تھیں۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زبان کی نوک وپنے ہونٹ کے اندرونی حصے پر پھیری۔ اس کی اس حرکت کو میں نے حیرت سے تعبیر کیا۔ میرا یہ سکون اور اطمینان سے اٹھنا اور کوٹ اتارنا اسے پسند نہ آیا تھا۔

میں نے حملے میں پہل نہ کی بلکہ خود اسے اپنی طرف آنے دیا۔ اس نے آہنی گولا میرے منہ کی طرف پھینک کر مارا اور خود بھی اس کے پیچھے آیا۔ اس نے ایک ہاتھ یرے حلق کی طرف بڑھایا اور دوسرا ہاتھ تیزی سے گھمایا۔ میں نے کلائی پکڑ کر

اس کے ہاتھ کے گھمانے میں مدد کی۔ ساتھ ہی میں زمین پر لیٹ گیا۔ میرا دشمن راکٹ کی طرح میرے اوپر سے نکلا چلا گیا۔ میں نے اس کی کلائی کو ایک جھٹکا دیا۔ اپنے شانے کے جوڑ کے درد کی وجہ سے میرا یہ جھٹکا اسے کم سے کم دو تین مہینوں تک تو یاد رہے گا۔ وہ دھپ سے میرے پیچھے گرا ہی تھا کہ میں نے ایک دم سے اٹھ کر — اپنے استاد کے اسٹائل میں — ٹھیک اس جگہ ٹھوکر رسید کر دی جہاں اس نے میرے رسید کی تھی۔ اسے کہتے ہیں نقد انقد سودا۔ میری یہ ٹھوکر اسے پسند نہ آئی۔ تاہم وہ اٹھا، میری طرف آیا، میری قمیص پکڑی، اپنے بازو پھیلا کر میری کمر کو لپیٹ میں لیا اور مجھے اٹھا کر پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ خاصا پر قوت تھا۔ لیکن ہاتھا پائی اور کشتی کے اصول یا تکنک سے واقف نہ تھا میں نے اپنے سر کی ایک ضرب اس کی ناک پر اور گھٹنے کی ایک ضرب اس کے فوطوں پر لگائی۔ وہ میری کمر چھوڑ کر اور خود کمر سے دہرا ہو کر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو میرا ایک گھونسا اس کے جبڑے پر اور دوسرا ٹھوڑی کے نیچے پڑا اور جب وہ چت گر رہا تھا تو ایک فراکشی گھونسا میں نے اس کے دل کے عین نیچے بھی رسید کر دیا۔

یہ آخری گھونسا "اختتامیہ" ثابت ہوا۔ وہ چت لیٹا پڑا سوچ رہا تھا کہ یہ الٹی گنگا کیسے بہ گئی کہ میرے بجائے وہ خود زمین پر پڑا ہوا تھا۔ میں منتظر کھڑا رہا یہاں تک کہ اس کا اکھڑا ہوا سانس درست ہو گیا۔

"حضرت! آپ نے زور آزمائی کے لئے 'غلط لفنگے' کا انتخاب کیا تھا۔ دو منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اپنی ٹم ٹم تلاش کر کے اور اس میں بیٹھ کر بھاگ جاؤ یہاں سے"

میں اپنی کار کے قریب پہونچا اور کٹیا رانیا سے اپنا کوٹ لے لیا۔ میرا دشمن اب تک بیٹھا ہوا تھا اور اس کے حلق سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے بھیڑ چارہ چبا رہی ہو

میں نے کہا، "میری دی ہوئی مہلت ختم ہو رہی ہے"

وہ اٹھا اور کچھ کہے بغیر آگے بڑھا۔ میرے قریب سے گزرتے وقت اس

نے ایک سیکنڈ کے لئے میری طرف دیکھا اور پھر اس کی نظریں کٹیا رنیا کے چہرے کی طرف ہجرت کر گئیں لیکن کٹیا رنیا اس کی طرف نہیں میری طرف دیکھ رہی تھی۔

چند سیکنڈ کے بعد میں نے موٹر سائیکل میرا انجن کی پھٹ پھٹاہٹ سنی۔ موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ سے روشنی کی موٹی لکیر نکل کر اندھیرے کو دور تک چیرتی چلی گئی اور پھر میرا دشمن جا چکا تھا۔

کٹیا رنیا میرے قریب آگئی۔ اس کی آنکھوں میں تارے روشن تھے۔

"مزہ آیا؟" میں نے پوچھا۔

"ونڈر بار" وہ بولی۔

میں نے اپنی سگریٹ پھینک دی کٹیا رنیا مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کے ہاتھوں کا دباؤ میں نے اپنے شانوں پر محسوس کیا اور اس کا منہ میرے ہونٹوں کو ایسا محسوس ہوا جیسے برف کی ٹھنڈی ہو۔ لیکن ابھی دیر پہلے میں نے کار کی پچھلی سیٹ پر جو وجد آفریں سنسنی محسوس کی تھی، جو مجھے بہالے جانے والی تھی اس کا کہیں پتہ نہ تھا اب نہ تو میرے حواس گم تھے اور نہ قیاس گم تھا کیونکہ میں، دھند میں بھیڑوں کے ممیانے کی آوازیں سن رہا تھا۔ ہم دونوں الگ ہوئے تو کانپ رہے تھے۔ یہ کپکپی رات کی سردی کی نہ تھی۔ تاہم وہ سحر ٹوٹ چکا تھا جو کار کی پچھلی سیٹ پر مجھ پر۔ اور کٹیا رنیا پر بھی مسلط ہو گیا تھا۔ اگر یہ سحر بدستور موجود رہتا تو میں نے کار کا اگلا دروازہ کھول کر کٹیا رنیا کو اگلی سیٹ پر بٹھانے کے بجائے پچھلا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر لٹا دیا ہوتا۔

میں نے دو سگریٹ جلائے۔ ایک اپنے لئے دوسرا کٹیا رنیا کے لئے۔ اب میرے ہاتھ کانپ نہ رہے تھے۔

وہ بولی "دانگھیں سنائی ہیں؟"

"بیئر کی چسکیاں لینے کے لئے کسی شراب خانے میں۔ اور انگریزی میں بات کرو"

وہ ہنسی اور میک اپ کرنے کی غرض سے اپنا ہینڈ بیگ کھولا۔ بیگ کا اثاثہ اس نے اپنی گود میں خالی کر دیا۔ اس نے بیگ میں جو کچھ تھا اسے مجھ سے چھپانے کی کوشش نہ کی چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ وہ مجھے اپنا راز دار بنا رہی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز اٹھا لی۔

"یہ کہاں سے حاصل کیا؟" میں نے پوچھا۔

یہ ایک اطالوی بریٹا پستول تھا۔ پورے میگزین والا آٹومیٹک۔ کار کے ڈیش بورڈ کی روشنی ناکافی تھی چنانچہ میں یہ نہ معلوم کر سکا کہ پستول پوائنٹ بائیس تھا یا پوائنٹ بتیس۔

وہ بولی "برائٹن میں ایک آدمی سے خریدا تھا"

"کیوں؟"

اس کی ناک پر پوڈر پوتتا ہوا ہاتھ رک گیا۔ اور اس نے میری طرف دیکھ کر منہ بنایا۔ میرا اسے چومنا چاہتا تھا لیکن سوچا کہ فی الحال یہ مناسب ہے کیونکہ میں اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"اس لئے کہ میں پردیس میں ہوں۔ نہیں؟ اپنی حفاظت کے لئے"

"مجھ سے زندہ دو ہاتھ کرنے والا اگر تمہارے دوستوں میں سے تھا تو بے شک تمہیں پستول رکھنا چاہیئے"

"ارے وہ" وہ ہنسی اور بیگ میں چیزیں رکھنے لگی۔ پستول بھی میرے ہاتھ سے لے کر بیگ میں ڈال دیا۔

"لائسنس ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ضروری ہے؟"

"یہ تو تم بھی جانتی ہو کہ لائسنس بے حد ضروری ہے۔ کون تھا وہ الّو؟

"کون؟"

"جس کی میں نے مزاج پرسی کی ہے"

"ڈی نیو نام ہے اس کا۔ ایک جوان جس سے میں واقف ہوں۔ رات کے کھانے کے بعد ہم باہر آئے ہیں تو وہ ہوٹل کے دروازے پر ہی تھا۔"

"اور تم نے مجھے اطلاع بھی نہ کیا؟"

"مجھے ڈی گالڈی بڑی تیز رفتار ہے۔ میرا خیال تھا کہ وہ ہمارا پیچھا نہ کر سکے گا۔ بڑا حاسد ہے وہ ڈی نیو"

"حسد کی کوئی خاص وجہ؟"

اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اور میں نے اندازہ لگایا کہ وہ یہ فیصلہ کر رہی تھی: غصے کا اظہار کیا جائے یا نہیں؟ پھر وہ مسکرا دی۔

"نہیں" وہ بولی۔

میں نے اسی وقت اس کے ہونٹ چوم لیے ہوتے اور میں جانتا تھا کہ وہ اسی کی منتظر بھی تھی لیکن میں نے اس کا بوسہ لینے کے بجائے کار اسٹارٹ کر دی۔ وہاں سے اتر کر ہم نے "دلیسٹ فارم" نامی گاؤں میں ایک شراب خانہ تلاش کر لیا اور یہ دیکھ کر مجھے ذرا حیرت نہ ہوئی کہ پیارینا عادی نشہ بازوں کی طرح پیرتی رہی تھی۔

آدھی رات ڈھل چکی تھی اور آدھی اُدھر جب میں نے اسے اس کی قیام گاہ کے دروازے پر اتارا یا اسٹیشن کے قریب یہ چھوٹا سا کوچہ تھا اور جب ہم دروازے میں کھڑے ایک دوسرے کو شب بخیر کہہ رہے تھے تو میں اس ریڈیو کی آواز سن رہا تھا جو مکان میں بج رہا تھا۔

اپنے بستر پر لیٹ کر میں نے شراب کی وہ بوتل کھولی جسے میں ہر جگہ بوتل کہتا ہوں۔ ایک زوردار پیگ چڑھانے کے بعد میں نے آج کے واقعات پر غور کیا اور سوچا کہ

میں کس قسم کا بیوقوف ہوں یا بننے والا ہوں۔ بہت ممکن تھا کہ ڈینو کسی کا فرستادہ نہ ہو، کسی کے لئے کام نہ کر رہا ہو بلکہ خود اپنے طور پر مجھ پر پل پڑا ہو۔ لیکن کیٹارینا نے اسے ہوٹل کے دروازے پر دیکھا تھا اور جانتی بھی تھی کہ وہ میرا تعاقب کرے گا اس کے باوجود اس نے مجھے خبردار نہ کیا۔ کار کی پچھلی سیٹ پر میں نے کیٹارینا کو اپنی آغوش میں لیا تو اس سے اس نے لطف اٹھایا، ڈینو نے مجھے وہاں سے گھسیٹ کر کار سے باہر پھینک دیا تو اس سے بھی اس نے مزہ لیا اور ڈینو کی شکست نے بھی اس پر وجد طاری کر دیا۔ عجیب لڑکی تھی یہ، جو ہر واقعہ سے لطف اندوز ہوتی تھی۔ کسی مرد کے ساتھ بستر میں سو کر اور گرم ہو کر بے تاب ہونے کے فوراً بعد ٹھنڈے ... پتے سے کسی کو پٹتا دیکھ کر۔ بہرحال دوسرے دن شہر کو میں سے ... میں ملنے والا تھا۔

تیسرا باب

خدا حافظ ڈینو

دوسرے دن علی الصبح روانہ ہو کر میں لندن پہونچ گیا۔ برکلی اسکوئر کار پارک کر کے براؤن ہوٹل میں پہونچا۔ ہنیس اشبلن کا کمرہ آسانی سے مل گیا۔ نشست گاہ میں میز پر کانچ کا چوکور مرتبان تھا جس کے شفاف پانی میں سرخ و سنہری مچھلیاں تیر رہی تھیں اور آتشدان کی چھت پر خوبصورت فریم میں جڑی کسی لڑکے کی تصویر رکھی تھی۔ کمرے کی فضا میں بوڈی کولون کی ہلکی ہلکی خوشبو تیر رہی تھی۔ ہنیس نے میرے لئے کافی منگوائی، سگریٹ پیش کی اور مجھے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ وہ اب تک ڈریسنگ گون میں تھا۔ میں نے کہا۔ "کیٹا رینا سیکسمان ۲۰ رکیٹسمان ایونیو۔ برائٹن میں رہتی ہے۔ اسٹیشن کے قریب۔ اور نورتھ اسٹریٹ کی ایک ڈریسنگ کی دکان میں کام کرتی ہے۔ لاپتہ کیو بار بار۔ تھوڑا سا خرچ ہوا ہے۔ میری سیکرٹری اس کی فہرست اور بل تیار کر کے بھجوا دے گی۔"

ہنیس نے سر ہلا کر کہا کہ میں پھر اپنی تحقیقات کی تفصیلات دہراؤں۔ وہ ایک چھوٹی بھرمی جلد والی نوٹ بک میں یہ تفصیلات درج کرتا رہا۔

"آپ ملے تھے اس سے؟" اس نے پوچھا۔

"ملا تھا۔ عمدہ لڑکی ہے۔"

وہ مسکرایا لیکن یہ مسکراہٹ اس کی بھوری پلاسٹک کی آنکھوں سے ہویدا نہ ہوئی چنانچہ میں نے سوچا کہ اس کے ہونٹ جھرجھری لے رہے ہیں۔

"اس سے بات کی؟"

میں نے سر ہلایا۔" اسے اپنے ساتھ رات کے کھانے پر لے گیا تھا۔ بے شک میں نے آپ کا نام نہیں بتایا۔"

"اور آپ کا کیا خیال ہے؟"

"بتا چکا ہوں کہ عمدہ لڑکی ہے وہ ایک اطالوی بریٹا پستول اپنے پاس رکھتی ہے جس کا لائسنس اس کے پاس نہیں ہے۔"

وہ سر ہلا کر بولا" وہ غیر معمولی لڑکی ہے کئی پہلوؤں کے پیش نظر اسے زمانے میں نہ ہونا چاہئے تھا۔ میں متفکر ہوں اس کی طرف سے"

میں نے نہ پوچھا "کیوں؟" اس کا جی چاہے تو اپنی پریشانی کی وجہ بتائے نہ جی چاہے تو نہ بتائے۔

میں نے کہا" میں سمجھتا ہوں وہ آپ اپنی حفاظت کر سکتی ہے۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ چند معاملات میں نہیں۔ اور اسی لئے مسٹر کارٹر میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نظر رکھیں۔ اب یہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ ملاقات تو ہو ہی چکی۔ ہفتے عشرے میں ایک آدھ دفعہ مل لیجیے اس سے اور پھر آ کر رپورٹ دیجئے کہ وہ کیا کرتی ہے، کہاں جاتی ہے یا پھر برائٹن سے کہیں اور چلی جاتی ہے۔ فیس آپ کو ملتی رہے گی کیا خیال ہے؟"

"اگر آپ چاہتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میرا تو پیشہ یہی ہے"

"بار۔ میں یہی چاہتا ہوں میں شاید ایک مہینے یہاں رکا رہوں گا۔ اس وقت تک ممکن ہے کہ صورت حال واضح ہو جائے۔"

میں اٹھ کر اس چھوٹی میز کے قریب پہونچا جس پر ٹیلیفون تھا سگریٹ میں نے ایش ٹرے میں ڈال دی۔

"میں آپ سے رابطہ قائم رکھوں گا" میں نے کہا
"شکریہ" وہ بولا اور جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو اضافہ کیا" اگر آپ اسے وہ وابیات سیتا لا منڈ رمیں پھینک دینے پر راضی کر سکیں تو براہ کرم چھنکوا دیجئے"
میں ڈرا تیرا اور ایک ٹیلیفون بوتھ تلاش کر لیا۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر میں نے فون کرنے کے لئے ریزگاری نکالی سگریٹ سلگائی۔ سیٹھ سے باتیں کرتے وقت میں نے فون کے قریب رکھے ہوئے پیڈ پر بیراشٹن کا ایک فون نمبر دیکھ کر حافظے میں محفوظ کر لیا تھا اور میں وہی نمبر ڈائل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے وہ کہاں کا نمبر اپنے پیڈ پر لکھا تھا؟
میں نے وہ نمبر ڈائل کیا۔ ایک عورت نے جواب دیا۔ آواز ایسی تھی جیسے بانس کے جنگل میں سے ہوا گذر رہی ہو۔
"لباسوں کی دکان' لاتیکہ باربرا۔ کیا خدمت کر سکتے ہیں آپ کی؟"
میں نے ریسیور رکھ دیا اور عینک پہنا کھوں سے گھوڑے کی اس بے ڈھنگی تصویر کی طرف دیکھنے لگا جو کسی ایسے اناڑی جاہل نے بنائی تھی دیوار پر بنائی تھی جو گھوڑے، گدھے اور خچر میں تمیز نہ کر سکتا تھا۔ یہ کھلا پن تھا؟ نہیں جانتا تھا کہ کیٹارینا لاتیکہ باربرا میں کام کرتی ہے۔ تو پھر۔۔۔؟ میں نے اپنی نا انڈیوٹی کی نبض ٹٹولنا دینے کا فیصلہ کیا۔ راستے میں ایک شراب خانے میں رک کر میں نے ایک سینڈوچ کا ناشتہ کیا، بیر کے ایک جام سے اسے کنک پہونچائی اور شام کے چار بجے براشٹن پہونچ گیا۔ لاتیکہ باربرا پانچ بجے بند ہوتی تھی۔ میں سڑک کے سامنے والے کنارے پر کھڑا ہو گیا اور دکان میں کام کرنے والوں کو باہر آتے دیکھتا رہا۔ دو لڑکیاں اور ان کے بعد ایک طویل القامت دراز عمر عورت باہر آئی۔ ان باہر آنے والوں میں کیٹارینا نہ تھی۔
ساڑھے پانچ بجے وہ شپ کے باہر کبھی نہ آئی۔ میں ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد کیا قیام گاہ بر کینڈ ہاں ایونیو" پر پہونچا۔ دروازہ ایک بلند قامت اور گنگھریالے

بالوں والے نوجوان نے کھولا۔ اس نے قمیص اور پتلون پہن رکھی تھی اور ایک ہاتھ میں سستے قسم کا پاکٹ بک ناول لئے ہوئے تھا۔

جب میں نے اس سے کیتارینا کے متعلق پوچھا تو اس نے سر ہلایا۔

وہ بولا۔ "وہ چلی گئی"

"کہاں؟"

"پتہ نہیں۔ ماں کہتی ہیں کہ وہ دوپہر کے کھانے کے وقت آئی سامان پیک کیا اور چلی گئی"

مکان کی گھر والیوں میں سے ایک عورت نے چیخ کر کچھ کہا۔

گھنگھریالے بالوں نے مجھے مطلع کیا "وہ اپنا کرایہ وغیرہ ادا کر گئی ہے، ماں کہتی ہیں چونکہ اس نے پہلے سے نوٹس نہ دیا تھا اس لئے مزید ایک ہفتے کا بل بھی دے گئی ہے"

"اپنا پتہ چھوڑ گئی ہے؟"

اس سے پہلے کہ گھنگھریالے بالوں والا میرے اس سوال کا جواب دیتا اس کی ماں کا سرخ جھریوں دار چہرہ اس کے کندھوں کے پیچھے سے طلوع ہوا۔ بڑی بی نے مجھے سر سے پیر تک دیکھنے کے بعد کہا:۔

"نہیں۔ وہ کوئی پتہ نہیں چھوڑ گئی۔ بس اٹھ کر ایک بڑی کار میں بیٹھ کر چلی گئی۔ کار شوفر ڈرائیو کر رہا تھا"

"میرے لئے کوئی پیغام بھی نہیں چھوڑ گئی؟ کارور میرا نام ہے"

بڑی بی نے اپنا کھچڑی بالوں والا سر ہلایا۔

"جی نہیں۔ کسی کے لئے کوئی پیغام نہیں چھوڑ گئی بس آئی، بل ادا کیا، سامان پیک کیا اور چلی گئی۔ میں ہمیشہ اس کی کمی محسوس کرتی رہوں گی۔ مخلص اور دلچسپ لڑکی تھی"

"آپ کے لئے۔ میرے لئے نہیں" گھنگھریالے بالوں والا۔

بڑی بی نے معنی خیز انداز میں مجھے آنکھ ماری۔

"ہیرالڈ اس کی طرف مائل نہ تھا کیونکہ وہ اس کی طرف مائل نہ تھی" انھوں نے مجھے بشارت دی
میں باہر آگیا اور اس طرف چلا جہاں میں نے کار پارک کی تھی۔ مجھ سے دو ہاتھ کر کے
شکست کھانے والا اڈیٹو میری کار کے پیچھے اپنی موٹر سائیکل پر ایک ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔
میں نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے کارڈ لے کر پڑھا
میں نے پوچھا "قریبی شراب خانہ کہاں ہے؟"
"وہ سامنے موڑ کے دوسری طرف"

ہم بار میں پہونچے اور ایک کونے کی میز پر دو وہسکیاں لے کر بیٹھ گئے۔ میرے کارڈ
نے ڈیٹو کو کچھ کر دیا تھا۔ شاید اسے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ میرے ساتھ دوسری
دفعہ ہاتھا پائی کرنا مناسب نہیں۔
میں نے کہا "اس سے میری دلچسپی سراسر پیشہ ورانہ ہے"
وہ بولا "معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"
"یہ حقیقت ہے۔ کیٹا رینا کے متعلق جو کچھ جانتے ہو بتا دو"
وہ چند لمحوں تک خاموشی سے چسکیاں لیتا رہا۔ وہ کوئی فیصلہ کر رہا تھا۔
اور پھر اس نے کہا "اس نے سب سے دھوکل چھڑادی ہے۔ سمجھے؟ ایک مہینے پہلے
اسکیٹنگ کے فرش پر اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ پرانی موٹر سائیکل پر آیا کرتا تھا۔ کوئی
ایسا ویسا معاملہ نہ چلا یا۔ بس اسپیڈ تھی جس کی وجہ سے وہ میری طرف متوجہ ہوگئی۔ تیز رفتاری
کا خبط ہے اسے"
اس نے اپنی وہسکی ختم کی تو میں نے دوسری منگوا دی۔
"اس کے دوسرے دوستوں کا کیا؟" میں نے پوچھا۔
"اس کا اور کوئی دوست نہیں ہے"
"تم جانتے تھے کہ وہ یہاں سے جا رہی ہے؟"

"ایک حد تک۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایک ملازمت کے سلسلے جواب کی منتظر ہے"

"کس قسم کی ملازمت ہے؟"

"یہ اس نے نہیں بتایا۔ لیکن ایک کام لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ آج ہی جا رہی ہے"

"آج سے تمہیں اس سے ...؟"

"جب ملا تھا۔ اپنی موٹر سائیکل ... دکان پر پہنچایا تھا۔ جب تم صبح اس طرف نکل آتا تو اکثر راستے لفٹ دیا کرتا تھا" ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد اس نے پوچھا "کبھی رقص کیا ہے اس کے ساتھ۔"

اس نے اپنی ناک ... جام پر ... رکھی تھی۔ وہ میری طرف نہ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس کی حالت کچھ عجیب سی تھی۔ وہ اداس تھا اور شکست خوردہ سا نظر آ رہا تھا۔ یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ اسے کیا ہو گیا تھا وہ بری طرح سے کیٹیارینا کی محبت میں گرفتار تھا۔

"نہیں" میں نے جواب دیا۔

"اپنی مثال آپ تھی۔ وہ سب کچھ کر سکتی تھی۔ رقص، پیراکی اور اسکیٹنگ ـــــ اور میری پرانی موٹر سائیکل۔ اس کے پاس لائسنس نہ تھا لیکن کبھی کبھی میں اسے چلانے دیتا تھا اور میرے خدا ـــــ مسٹر۔ ایسی بے تحاشہ بھگاتی تھی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ پستول بھی تھا اس کے پاس۔ ہفتے کے آخر ہر ... کے جایا کرتی تھی اور ایک قطار میں رکھی ہوئی دودھ کی بوتلوں کو نشانہ بنایا کرتی تھی۔ ایسی نشانے باز تھی کہ اس کی نشانے بازی دیکھ کر میں سہم جاتا تھا۔ سمجھے مسٹر؟"

"تب تو برائٹن میں اس کی کمی محسوس ہو گی"

"ہو گی کیا ہو رہی ہے۔ دوسری لڑکیاں تو بس ... کی بنی ہوئی ہیں"

"... باتیں جانتے ہو ... مستقبل ...؟"

"مسٹر! تم کچھ زیادہ جانتے ہو؟"

"نہیں۔ اس نے کسی ملازمت کے متعلق اس نے کبھی کوئی اشارہ نہیں کیا؟"

"نہیں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اس ملازمت یا کام کا تعلق ایک عورت سے ہے"

"کون سی عورت؟"

"ایک ہفتہ پہلے کوئی عورت میٹروپول میں مقیم تھی۔ کیپٹن ریڈ وہاں گئی تھی [illegible] جانے سے پہلے میں اس سے ملنے گیا تھا لیکن وقت سے پہلے پہنچ گیا چنانچہ میں نے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں [illegible] وہ مقیم عورت تھی جس کے [illegible] کیپٹن رینا نے میرے سامنے اس عورت کا تذکرہ کیا لیکن اس واقعے کے بعد ہی اس نے ملازمت کے متعلق کہا۔ وہ خوش تھی"

"کون؟ مسز باؤن ڈال؟"

"ہاں۔ [illegible] ایک [illegible] جانتا ہوں۔ میرے کہنے پر اس نے مسز باؤن ڈال کے متعلق چند معلومات فراہم کر دیں۔"

اس نے اپنی چرمی جاکٹ کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اندرونی جیب میں ٹٹولنے کے بعد کاغذ کا ایک پرزہ برآمد کیا لیکن یہ پرزہ اس نے مجھ سے دور رکھا اور کچھ کہے بغیر میری طرف دیکھا۔ بہت ممکن تھا کہ اس کا دل ٹوٹ گیا ہو لیکن اس کے حواس قائم تھے۔

میں نے ایک ایک پونڈ کے دو نوٹ میز پر رکھ دیے۔ اس نے نوٹ اٹھا کر کاغذ مجھے دے دیا۔ اس پر ٹیڑھے میڑھے حروف میں اور پنسل سے لکھا ہوا تھا:۔

"مسز آر۔ داؤسن

پاسپورٹ ہندوستانی

لندن سے آئی ہے۔

ڈارچسٹر ہوٹل"

میں اٹھ کھڑا ہوا تو [illegible]

"اگر کوئی اور بات یاد آ جائے تو مجھے فون کر دینا" میں نے کہا "میں معاوضہ دوں گا"

اس نے اپنا جام پر جھکا ہوا سر ہلایا اور میری طرف دیکھے بغیر کہا:-

"گزشتہ رات جو کچھ ہوا اس کا مجھے افسوس ہے"

"بھول جاؤ اس واقعہ کو"

اور میں اسے چھوڑ کر چلا آیا۔ اس کا دل ٹوٹا ہوا تھا لیکن اشک شوئی کے لئے دو پونڈ اس کی جیب میں پہنچ گئے تھے۔ اب اس کے لئے کچھ نہ رہ گیا تھا سوا اس کے کہ کسی "پیچھے کی بنی ہوئی لڑکی سے" اپنا ٹانکا جوڑے۔ کیٹیا رینا کے متعلق ڈینو کے جذبات میں خود میں بھی ایک حد تک شریک تھا۔ یہ لڑکی میرے دل میں بھی اتر گئی تھی حالانکہ اتنی گہری نہ اتری تھی جتنی کہ ڈینو کے دل میں اتری تھی لیکن پھر یہ بات بھی تھی کہ کیٹیا رینا سے میں ابھی ابھی ملا تھا اور ڈینو اسے ایک مدت سے کم سے کم مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔

میں نے اپنا سامان سمیٹا اور البرٹ کا کمرہ خالی کر کے لندن آ گیا اور ڈراچیسٹر فون کیا۔ وہاں کوئی مسز واورسی مقیم نہ تھی۔ پہلے تھی۔ اب نہ تھی۔ میں نے مسز سٹیبسن کو فون کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ دوسرے دن صبح ہلڈا سے گفتگو کی اور پورا معاملہ اس کے سامنے پیش کیا۔

وہ بولی "یہ شخص تمہیں اتنے آسان کام کے لئے اتنا بہت سا روپیہ کیوں دے رہا ہے؟ تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جسے وہ خود آسانی سے نہ کر سکتا۔

"کبھی وہ معروف آدمی ہے بے حد"

"اچھا۔ اچھا! شاید اسی لئے وہ کل صبح شاپنگ کرتا رہا پھر نیشنل گیلری میں بے مقصد ٹہلتا رہا دوپہر کو یونی ورسٹی کے ہوٹل میں اکیلے بیٹھ کر کھایا اور سہ پہر کے بعد بذریعہ کشتی گرین وچ کا ایک چکر لگا آیا۔ وہ تو بے حد مصروف ہے۔ تم ذرا یہ سوچو"

"شاباس" میں نے منہ بنا کر کہا
میرے ایک دو آدمی باہر کے ایسے چھوٹے چھوٹے کام کیا کرتے تھے۔ میں نے ہلڈا سے
یہ نہ پوچھا کہ اس نے یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ان میں سے کس کو استعمال کیا تھا۔
وہ بولی "ہنیس ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو روپیہ قصداً اٹھاتے ہیں"
"لیکن بھئی اب سُراغ تو ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ وہ لڑکی غائب ہے"
"اس پر تم شرط لگانے کے لئے تیار ہو؟"
میں نے ہلڈا کی طرف دیکھا۔ وہ میرے سامنے کھڑی تھی اور ایک فائل اس نے اپنے
سینے سے یوں لگا رکھی تھی جیسے وہ کوئی روتا ہوا بچہ ہو جسے وہ چپ کرانے کی کوشش کر رہی
ہو، ہلڈا کی آنکھوں میں ٹھنڈی ٹھنڈی سی تھی اور میں نے سمجھ لیا کہ میں شرط ہار جاؤں گا۔
"نہیں" میں نے کہا۔
"ایک مشورہ قبول کرو گے؟"
"سُن لوں گا"
"ہنیس کو فون کرو۔ کہو اس سے کہ لڑکی کہیں چلی گئی ہے، تم اس کا کوئی سراغ نہیں پا سکے
اور یہ کہ کام کا اتنا انبار ہے کہ تم اپنی خدمات ہنیس کے لئے وقف نہ کر سکو گے۔"
"عمدہ مشورہ ہے یہ؟"
"اس قدر عمدہ کہ میں جانتی ہوں، تم اس پر عمل نہ کرو گے"
میں نے کہا "کیا پتہ"
ہلڈا نے یہ نہ کہا۔ وہ دروازے تک پہونچ گئی، اپنا ہاتھ دستے پر رکھا اور پھر دفعتہً
میری طرف گھوم گئی۔ میں تیار ہو گیا۔
اس نے کہا "ایک بات بتانا بھول گئی۔ گزشتہ رات کسی نے یہاں، دفتر میں، نقب
لگائی تھی انہوں نے باہر کا تالا ماسٹر کنجی سے کھولا ہو گا"

"ان چوروں کو مایوسی ہوئی ہوگی کیونکہ یہاں نقد پونجی کے نام چند سکے ہی تھے"

"نہیں۔ انھوں نے فائلوں کا مطالعہ کیا ہے بڑی فراغت سے۔ الماری کا تالا توڑ دیا گیا ہے انہوں نے اپنی کوششوں کو چھپانے کی کوشش نہیں کی"

"کوئی چیز غائب ہے؟"

"نہیں۔ لیکن نقب زنوں کو ہنیس اسٹبلسن کی فائل سے دلچسپی تھی"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"یہ فائل انہوں نے غلط جگہ رکھ دی ہے۔ شاید انھیں غصہ آگیا تھا کیونکہ اس فائل میں ہنیس کے پتے اور خرچ کے بل کی نقل کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں"

اور وہ باہر چلی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد میری ڈیسک پر کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

ہلڈا نے کہا۔ فون پر کوئی عورت ہے۔ تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اپنا نام نہیں بتا رہی"

میں نے کہا" لائن دے دو"

ریسیور میں ہلکی سی "ٹک" کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آواز نے کہا:۔

"ریکس؟"

میں نے جواب دیا" ہاں"

وہ بولی" میں کٹیارینا بول رہی ہوں"

ریسیور میں پھر "ٹک" سنائی دی۔ ہلڈا نے اپنا ریسیور رکھ دیا تھا۔ وہ اسی وقت کن سوئیاں لیتی ہے جب اس کو اسے ہدایت ہوتی ہے۔

میں نے پوچھا" کیا چاہتی ہو؟"

"تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ اور کیا؟"

اور پھر وہ ہنسی۔ میں منتظر رہا یہاں تک کہ وہ جی بھر کر ہنس چکی۔ میں سوچ رہا تھا

کہ کیا کروں؟ ہلڈا کے مشورے پر عمل کر کے اس معاملے پر خاک ڈال دوں؟ گیتا رینا کی ہنسی ڈوب گئی تو میں نے پوچھا:۔

"کب اور کہاں ؟"

دوسرے دن شام کو وہ میرے فلیٹ پر آئی۔

شراب اور کی ایک بوتل اور گوشت کے تلے تلے ہوئے ٹکڑے میں نے تیار کر کے رکھے۔ میز پر گملے میں ایک درجن تازہ گلاب تھے اور گملے کے قریب میرے ہنری باہم رکھے ہوئے تھے اور میں خود نہانے سے سنگھار اور بلاؤز کی طرح صفائی میں مصروف تھا۔ تکئے کھڑکی سے رکھ رہا تھا اور الماری میں آئم خلم نکال کر باہر کھینک رہا تھا۔ دریا کی طرف سے ایک اسٹیمر نے سیٹی بجائی کہ میری توجہ وقت پہ رکھ لگایا اور سڑک پر سے گزرتی ہوئی ایک موٹر سائیکل کی آواز نے مجھے منو کی یاد دلائی۔ پچھلے ہفتے دل بہلانے کے لیے مجھے ایسی خالص چیزوں کا شوق تھا، اخبار ایوننگ اسٹینڈرڈ کا تراشہ مجھے دکھایا تھا۔ اخبار نے صرف چار سطروں میں موٹر سائیکل کے حادثے میں ایک نوجوان کے جاں بحق ہو جانے کی خبر شائع کی تھی۔ اس جوان کا نام ایڈورڈ ڈینو ماٹیلی تھا۔ حادثہ برائٹن کے باہر اسے ۴۷۔ ہسپتال میں ہوا تھا۔ میرے خیال میں ڈینو یہ اندازہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی لڑکی کو بہلانے کے لیے کتنی رفتار کی ضرورت ہوتی ہے۔

عمل کا پورا نقشہ میں نے تیار کر رکھا تھا چند جام شراب کے، ہلکی موسیقی کے چند ریکارڈ، موسم کے متعلق چند باتیں، گوشت کے تلے اور کھانے سے فراغت کے بعد چند مخلصانہ باتیں۔ گیتا رینا سے ملنے کے خیال سے میں اتنا خوش تھا کہ قیس بھی لیلیٰ کا دیدار کر کے اتنا خوش نہ ہوا ہوگا۔ کاش کہ ہلڈا مجھے اس وقت دیکھ سکتی۔

باہر ٹیکسی آکر رکی۔ میں نے کیتھارینا کے دروازہ کھولا۔ وہ زینہ چڑھ کر آئی اور پھر کوریڈور میں لوٹی ہوئی کبوتری کی طرح میری باہوں میں تھی۔ میں نے اس کے ہونٹ چومے اور کمرے میں لے آیا اور اسے مسلسل چومتا چلا گیا اور دولتی جھاڑ کر دروازہ بند کیا۔ جب میں نے اسے چھوڑا ہے تو وہ دھم سے آرام کرسی میں اس طرح بیٹھ گئی کہ اس کی ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں، ہاتھ کرسی کے دائیں بائیں لٹک رہے تھے، ایک ہاتھ میں ہینڈبیگ لٹک رہی تھی اور خود کیتھارینا میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"خاصی گرمی ہے" وہ بولی۔

اس نے سفید ریشمی لباس پہن رکھا تھا جس کا گریبان چوکور تھا چنانچہ اس کا گلا نظر آرہا تھا اور سینے کی گولائیوں کی جھلک بھی، بال کھلے تھے اور آنکھوں کی بنفشی رنگت ذرا گہری تھی۔ ممکن ہے کہ کمرے کے ہلکے اجالے کا اثر ہو۔ اور اس وقت میرے دل کی دھڑکنوں نے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے اور میں نے سمجھ لیا کہ اگر اس لڑکی کی خاطر میں دنیا کی سب سے بڑی مصیبت میں پھنس گیا تب بھی مجھے اس کی پروا نہ ہوگی۔ اس کی خاطر میں دنیا کے آخری سرے تک دوڑ جانے کے لئے تیار تھا۔

"تم اس وقت ناریل کی طرح ٹھنڈی سی معلوم ہو رہی ہو" میں نے کہا

"کوئی خوبصورت چیز ہے یہ ناریل؟"

"ایک قسم کی جل پری ہے شاید"

اس نے یہ تشبیہ پسند کر کے سر ہلایا پھر سائڈ بورڈ پر رکھی ہوئی بوتلوں کی طرف دیکھا اور کہا:

"بڑے جام میں بہت سی جن جس میں نارنگی کی ایک قاش پڑی ہو اور بھرا ہے برف اور سوڈا سے بھر کر لے آؤ میرے لئے"

میں نے اس کے لئے یہ مشروب اور اپنے لئے وہسکی تیار کر کے پوچھا:

"تمہیں میرا لندن کا پتہ کیسے معلوم ہوا؟"

اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک کارڈ نکال کر میز پر پھینک دیا۔ یہ میرا بزنس کارڈ تھا۔
"دیکھیں! تم نے اپنے پیشے کے متعلق میرے سامنے جھوٹ بولا تھا کہ تم بنک میں کام کرتے ہو"
"اور جب میں ٹی ہیو سے نپٹ رہا تھا تو اس وقت تم نے یہ کارڈ میرے کوٹ میں سے نکال لیا تھا، نہیں؟"

"ہاں"

میں نے جام اس کی طرح بڑھا دیا۔ اس نے جام بلند کر کے کہا :۔

"یہ سر ریسیرنٹ"

اور حقیقت میں اسی سے ایک انداز کرنے لگی۔

"میں نے کہا "چیرز" اور چسکیاں لینے لگا۔ کونے میں رکھا ہوا ریکارڈ پلیئر بڑی مست دھن بجا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ کیلیا ریتا کی ایک ٹانگ تال دے رہی تھی۔

کھانے سے پہلے وہ تین جام خالی کر چکی تھی اور جہاں تک میں اندازہ لگا سکا تین جام اس کے حواس گم نہ کر سکے تھے۔ دوسرا جام ہاتھ میں لے کر وہ اٹھی اور کمرے میں ٹہلنے لگی، میری چیزوں کا جائزہ لیا، خوابگاہ میں پہنچی اور پھر باورچی خانے میں سے سوالات پوچھنے لگی کون دیکھ ریکھ کرتا ہے؟ ہڈسن سٹر مایڈر۔ میرا پلنگ ڈبل اور اتنا بڑا کیوں ہے؟ اس لئے کہ جب میں نے یہ کمرہ حاصل کیا تو پلنگ موجود نہ تھا۔ چھپے بنس کے سکے، میں بوتل میں کیوں رکھتا ہوں؟ چھٹیوں کے لئے بچت کر رہا ہوں۔ الزابیتھ ٹرانٹ کون ہے؟ ٹیلیفون پیڈ رکھ دو اور زیادہ بکواس نہ کرو۔

وہ واپس آئی۔ باورچی خانے کے دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اور میری طرف دیکھنے لگی۔ وہ ٹماٹروں کے چھلکے اتار رہی تھی۔

وہ بولی: "اس پیشے میں تم کیسے پھنس گئے؟ میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی"
جس انداز سے اس نے یہ بات کہی اس نے میرا دل لوٹ لیا۔

"شاید یہ اس سستے اور گھٹیا قسم کے ادب کا اثر ہو جو میں کم عمری میں پڑھا کرتا تھا۔ مثلاً سیکسٹن بلیک اور نیلسن لی وغیرہ"

"اس قسم کی کتابوں کے میں نے نام تک نہیں سنے"

"کوئی بات نہیں۔ پھر ایک دن میرے پاس پچاس پونڈ زائد تھے اور میں بے چینی محسوس کر رہا تھا اور شاید تنوطی بن گیا تھا چنانچہ یہ پوری کی پوری رقم میں نے ایک گھوڑے پر لگا دی"

"اور وہ اوّل آیا ہے"

"ہاں۔ پھر جیتی ہوئی رقم دوسرے گھوڑے پر لگا دی وعلیٰ ہذا القیاس کئی دفعہ میں نے ایسا ہی کیا"

"اور ہر دفعہ وہ گھوڑا اول آتا رہا؟"

"ہاں"

کھانے سے فارغ ہو کر اور کافی سٹر پینے کے بعد وہ بڑی آرام کرسی میں بیٹھ گئی۔ میں اس کے قدموں میں قالین پر بیٹھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے۔ اور وہ مجھے پسند تھی اور ہر وہ لڑکی مجھے خصوصیت سے پسند آ جاتی ہے جو کھانا، خصوصاً میرا پکایا ہوا کھانا، رغبت اور شوق سے کھاتی ہو اس کا ہاتھ میری گردن پر تھا اور اس کی انگلیاں میرے بالوں کو آہستہ آہستہ کھینچ رہی تھیں اور میرا ایک ہاتھ اس کی ٹانگ کو، گھٹنے سے انگلیوں کی پوروں تک، سہلا رہا تھا اس نے اپنے جوتے اتار دیئے تھے۔

چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں نے کہا:۔

"ہمیں اس بڑے پلنگ پر آرام ملے گا"

وہ آگے جھک گئی، میرا چہرا اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی طرف کھینچا اور میرے

ہونٹ چوم لئے۔ ہونٹوں کا مزہ چکھنے کے بعد اس کے ہونٹ میرے رخساروں کی پیمائش کرتے رہے اور پھر، ناک کے پانسے اور بھوؤں کو چھوتے ہوئے، میرے دائیں کان کی لو پر ٹک گئے۔ گرم اور نرم ہونٹ۔ اس نے سرگوشی میں کچھ کہا۔ ہونٹ پھر چل پڑے اور نئے راستے سے مسافت طے کر کے آئے۔ اور پھر میرے ہونٹوں پر جم گئے۔ یہ سب کچھ میری تسکین کے لئے تھا اور یہ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا۔ لب بہ لب، سینہ بہ سینہ، دست بہ دست یہاں تک کہ میں اس سے الگ ہو کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا کہ تازہ اور سرد ہوا میرے جسم کی گرمی کم کرنے میں معاون ثابت ہو۔ دریا کے دوسری طرف سے چاند طلوع ہو رہا تھا اور پھر میں نے انکھیوں سے دیکھا کہ سڑک کے انتہائی سرے پر ایک شخص کھڑا میونسپلٹی کے بلب کی روشنی میں شام کا اخبار پڑھ رہا تھا۔

میں کھڑکی کے قریب سے ہٹ آیا۔ کٹیارینا کے لئے ایک بھرپور رنگ ملکا مشروب تیار کیا اور پھر اس کی طرف رُخ کر کے ننھے اسٹول پر بیٹھ گیا۔

میں نے پوچھا: "تمہیں اسٹیفن کے متعلق کیا جانتی ہو؟"

وہ شراب کا ٹھنڈا جام اپنی ٹھوڑی پر رگڑ رہی تھی وہ جام اپنی ٹھوڑی پر رگڑتی رہی اور کوئی جواب نہ دیا۔

"اس نے مجھے تمہیں تلاش کرنے کے کام پر لگایا تھا۔ ضرورت سے زیادہ اُجرت دی تھی۔ بہت زیادہ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس تمام عرصے میں وہ جانتا تھا کہ تم کہاں ہو" یہ بات کہنے وقت میں اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا تھا لیکن وہ ہر قسم کے جذبات سے عاری رہا۔

"وہ کنٹرولر کا ہے" وہ بولی۔ "اور میری محبت میں دیوانہ ہو رہا ہے اور چونکہ بہت زیادہ امیر ہے اس لیے یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ میں اس سے شادی کرنا کیوں نہیں چاہتی۔ اگر میں کبھی شادی کروں گی تو کسی تم جیسے جوان سے کروں گی جس کا جسم

بے ڈھنگا نہ ہو گا۔"

"ممکن ہے میں شادی کی درخواست دے دوں لیکن فی الحال مناسب ہو گا کہ ہم ہنیس کے متعلق باتیں کریں۔"

"یہ اس کا خاندان کولون کا ہے۔ میرے خاندان کی طرح۔ میں ہنیس کی بہن کو جانتی ہوں وہ ہنیس سے چھوٹی ہے۔ کئی برس چھوٹی ہے۔ وہ مجھے پسند ہے۔ میں انگلستان محض اس لئے بھاگ آئی کہ ہنیس میرا پیچھا چھوڑتا ہی نہ تھا۔ وہ بھی ان دنوں انگلستان میں ہی ہے نا؟"

"ہاں۔ اور یہ تم بھی جانتی ہو"

"نہیں۔ یہ میں نہ جانتی تھی" اس نے لفظوں پہ زور دئے بغیر کہا اور مجھے اس کا جھوٹ ثابت کرنا پسند نہ تھا لیکن تجسس نے مجبور کر دیا

"تو پھر جس دن تم برائٹن سے چلی گئی تھیں اس صبح ہنیس نے لا بوتیکو باربرا میں تمہیں فون کیوں کیا تھا؟ اسے کیسے معلوم ہوا کہ تم وہاں کام کرتی ہو؟"

"اس صبح دکان پر کسی نے مجھے کوئی فون نہیں کیا۔ کم سے کم گیارہ بجے تک نہیں۔ گیارہ بجے میں چلی گئی تھی۔ تو یہ ہنیس ہے جس نے تمہاری خدمات حاصل کی ہیں؟ وہ دولت مند ہے، بہت زیادہ دولت مند۔ تمہیں بہت زیادہ فیس لینی چاہئے اس سے"

"بوتیکو باربرا کا پتہ اسے کیسے چلا؟"

"یہ شاید میں جانتی ہوں، در اصل غلطی کر جانے کے بعد مجھے اس کا احساس ہوا ہے وقتاً فوقتاً میں اس کی بہن گریٹا کو، جو کولون میں ہے، خط لکھا کرتی تھی لیکن کبھی اسے اپنا پتہ نہ دیا کیونکہ ہنیس میری خبریں معلوم کرنے کے لئے اسے دق کیا کرتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح میرے پاس پہونچ جائے۔ لیکن دو ہفتے پہلے میں نے اسے مطلع کر دیا کہ میں برائٹن میں ہوں اور ایک لباسوں کی دکان میں کام کر رہی ہوں۔ میں نے اسے ایک واسکٹ بھیجی تھی۔ انگریزی انداز کی۔ بعد میں مجھے یاد آیا کہ دکان کے نام کا فیتہ اس پر لپٹا ہوا

844-M
197
207602

تھا تم تو جانتے ہی ہو گے کہ اونی واسکٹ جرمنی بھیجنا کس قدر مشکل ہے؟ کسٹم کے اکونٹ فارموں کی خانہ پُری کرنی پڑتی ہے"

"اور تمھارے خیال میں اس نے دکان کا پتہ گریٹا سے حاصل کیا ہو گا؟"

"یقیناً۔ اگر اسے شک ہوا ہو گا کہ میرا پتہ اس کی بہن کے پاس ہے تو اس نے اس بچاری کا بازو بے دردی سے مروڑنا شروع کیا ہو گا یہاں تک کہ گریٹا۔ تکلیف سے بیتاب ہو کر پتہ بتا دیا ہو گا"

میں نے سگریٹ جلائی۔ معاملہ اگر عشق و محبت تک ہوتا تو کیٹارینا کے جواب اطمینان بخش تھے اس کی فہرست میں تین عاشق تھے۔ ہنیس، ڈینو اور میں۔ اور ہنیس امیر تھا اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیٹارینا کہاں ہے وہ بے دریغ روپیہ خرچ کر سکتا تھا۔ سیدھی اور صاف بات تھی اور کیٹارینا کے بشرے پر کے جذبات اور لہجے میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے پتہ چلتا کہ معاملہ اس سے مختلف ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی یہ سیدھی اور صاف بات قبول کر لی ہوتی لیکن اس کا کیا ٹھیک اس وقت بھی ایک شخص سڑک کے سرے پر کھڑا میرے فلیٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا اور یہ کہ صرف چند دن پہلے میرا وہ دوست، جس نے رین کوٹ پہن رکھا تھا، اسی آرام کرسی میں بیٹھا ہنیس اور کیٹارینا کے متعلق مجھ سے سوالات پوچھ رہا تھا۔ ان حقائق سے ظاہر ہے کہ میں چشم پوشی نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے ہاتھ بڑھا کر اپنی شہادت کی انگلی اس کی پنڈلی پر کاٹ دی پر پھیری۔ کیٹارینا نے میری طرف ناک اچکائی۔

"دوسرا سوال" وہ بولی۔

"مسٹر وادرسو" میں نے کہا "کون ہے وہ؟"

"میری نئی ملازمت۔ہوستانی ہے وہ۔ کچھ عرصے پہلے وہ برائٹن میں تھی اور میٹرو پول

میں مقیم تھی ۔ چند چیزیں خرید نے وہ ہماری دکان میں آئی لیکن اس کی انگریزی ناقص تھی ۔ میں نے جرمن زبان میں اس سے گفتگو کی اور میں اسے پسند آگئی ۔ چنانچہ اس نے مجھے اپنے یہاں بلایا، ملازمت پیش کی ، میں اس کی سکریٹری بن گئی اور لندن آگئی"

"اسی کے ساتھ ؟"

"بالکل ۔ ہمارا قیام کلارج میں ہے"

"کلارج میں !

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے ۔ دولت کے انبار ہیں بڑھیا کے پاس ۔ مجھے منہ مانگی تنخواہ دے گی ۔ میں اس کے ساتھ سفر کرتی رہوں گی ۔ وہ صرف جرمن زبان جانتی ہے لیکن میں فرانسیسی، سویڈنی اور اطالوی زبانیں جانتی ہوں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آتشدان کی چھت پر رکھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا" اب مجھے چلنا چاہئے ۔ میں مسز واڈرسی سے کہہ کر آئی تھی کہ میں سینما جا رہی ہوں "

میں نے اسے کوٹ پہناتے ہوئے کہا" میں دروازے تک تمہیں رخصت کرنے آرہا ہوں"

دروازے پر پہونچ کر وہ میری طرف گھوم گئی ۔

"بس یہیں تک ۔ رخصتی بوسہ" وہ بولی

میں نے اس کے ہونٹ چومے اور میرے دماغ سے تمام خیالات یوں غائب ہو گئے جیسے ہوا انہیں اڑا لے گئی ہو ۔

اور میری آغوش سے آہستہ آہستہ الگ ہوتے ہوئے کہا :۔

"کوئی بات اب بھی تمہیں پریشان کر رہی ہے ؟ کہیں یہ وہی نہیں، کا احمقانہ معاملہ تو نہیں ہے ؟ وہ پاگل ہے ۔ یا شاید حسد آرہا ہے تمہیں ؟ تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں حقیقت میں اس سے محبت کرتی ہوں ۔ رکیس ڈارلنگ ۔ ایک بات بتاؤں ؟ میں تم سے محبت کرتی ہوں ۔ ہاں ۔ میرا تو ایسا ہی خیال ہے ۔ کل فون کر دوں گی تمہیں اور پھر بتاؤں گی کہ واقعی

مجھے تم سے محبت ہے یا نہیں "

اور وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ہنستی ہوئی زینہ اترنے لگی اور ہم اسی طرح ٹیبٹ گیلری تک چلے گئے اور وہاں میں اس کے لئے ایک ٹیکسی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ٹیکسی میں سوار ہوتے وقت اس نے اپنی انگلیاں ہونٹوں پر رکھ کر ایک بوسہ میری طرف اڑا دیا میں نے ڈرائیور سے کہا۔ کلارج اور ٹیکسی اسے لے کر ہوا ہو گئی۔ وہ دور تک میری طرف ہاتھ ہلاتی رہی۔ دریا پر چاند ٹوٹ رہا تھا اور دور بسیں گزر رہی تھیں اور میرے کانوں میں کیٹی رینا کے یہ الفاظ گونج رہے تھے "کون سی بات اب بھی تمہیں پریشان کر رہی ہے؟"

اور واقعی ایک بات نے مجھے پریشان کیا۔ یعنی اس وقت جب میں لٹز ادسٹر میں پہنچ کر مسز وادرسی کے متعلق پوچھا اور انھوں نے جواب دیا کہ وہ وہاں نہ تھی حالانکہ کھانے سے پہلے وہ وہیں تھی۔ امید و موہوم کا سہارا لے کر میں نے سوائے، مے فیئر اور کلارج میں فون کیا۔ مسز وادرسی نام کی کوئی عورت ان میں سے کسی ایک ہوٹل میں بھی مقیم نہ تھی۔ جب میں ان ہوٹلوں کو فون کر رہا تھا تو ٹھیک اسی وقت شاید کیٹی رینا ٹیکسی ڈرائیور کو ایک نیا ہی پتہ دے رہی تھی۔ وہ پتہ جس سے میرے فرشتے بھی واقف نہ تھے۔

میں اپنے فلیٹ میں جانے کے ارادے سے پلٹا اور ابھی میں پلٹا ہی تھا کہ ایک کالے رنگ کی موٹر فٹ پاتھ کے قریب آ کر ٹھہر گئی، اس کی کھڑکی میں سے ایک ہاتھ باہر آیا اور مجھے اپنی طرف بلانے لگا۔ یہ میرا وہی رین کوٹ والا دوست تھا۔

میں کار کی کھڑکی کے قریب پہونچا۔ رین کوٹ نے تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھا۔

" جانتا ہوں کہ رات کافی گزر چکی ہے" وہ بولا" لیکن بوس تم سے ملنا چاہتا ہے"

میں نے کہا" اتنی رات گئے میں بزنس نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ میں چولھے پر دودھ

رکھ کر آیا ہوں"

"کوئی بات نہیں۔ دودھ اتارنے کے لئے میں آدمی بھیج دوں گا"

"بڑی مہربانی۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں وہ برتن وغیرہ بھی مانجھ لے گا"

میں کار میں بیٹھ گیا اور وہ مجھے لے کر ویسٹ منسٹر کی طرف چلی۔ وہ لیمبتھ برج کا موڑ مڑ رہی تھی کہ ربن کوٹ نے کہا:—

"تمہاری ٹھوڑی پر لپ اسٹک لگی ہوئی ہے"

UNIVERSITY LIBRARY
9 JAN 1973
ALLAHABAD.

چوتھا باب

نیا آقا

میں ایک دفعہ پہلے بھی ہانسٹن کے ساتھ وہاں آ چکا تھا۔ یہ لوگ کبھی کسی کو اپنے دفتر میں نہیں بلاتے۔ بلکہ اکثر دفعہ تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ ان سیکریٹ سروس والوں کا کوئی مستقل دفتر ہے بھی یا نہیں۔ یا پھر شاید ان کے بہت سے دفاتر ہیں یا پھر خود انہیں پتہ نہیں کہ ان کے دفتر کہاں ہیں۔ بہرحال اس وقت جہاں مجھے لے جایا گیا وہ کوئینٹ گارڈن میں ایک فلیٹ تھا اور میں اس فلیٹ کے مکین کا نام بھی جانتا تھا کم سے کم وہ نام جانتا تھا جو اس کے ٹیلیفون نمبر کے ساتھ درج تھا۔ رین کورٹ میرے ساتھ فلیٹ میں نہ آیا۔ وہ کار کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھا بیزاری سے جمائیاں لیتا رہا اور مجھے ایک ملازم کے سپرد کر دیا گیا۔ میں اس ملازم کا نام نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ بھی ہلڈا کی طرح احمق تھا۔ اس نے البتہ فوراً سمجھ لیا کہ میں رین کورٹ کی طرح "رگیولر" نہ تھا چنانچہ وہ میری طرف زیادہ متوجہ نہ ہوا۔

بوس، یعنی سکٹ کلیف بڑی فراغت سے آرام کرسی میں لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ایک ڈھیلا ڈریسنگ گون اپنے جسم کے گرد لپیٹ رکھا تھا اور پیر نٹ اسٹول پر جما رکھے تھے۔ وہ پست قامت، موٹا اور بے ڈھنگا سا آدمی تھا لیکن اس کی آنکھیں پتہ دے رہی تھیں کہ یہ شخص زندگی میں شکست کھانے کا عادی نہیں رہا۔ اس کی پتلون اور سفید جاکٹ سے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ وہ وائٹ ہال میں ابھی ابھی دعوت کھا کر آیا ہے جہاں سیاست دان اور برسرِ اقتدار ہستیاں شراب کے جاموں پر ممالک اور قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کیا کرتی ہیں۔

اس نے بڑی گرم مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا اور کچھ کہے بغیر الماری کی طرف

اشارہ کر دیا چنانچہ میں نے اس الماری کے قریب پہونچ کر اپنے لئے ایک جام بھرا
"سگار؟" اس نے پوچھا۔
میں نے نفی میں سر ہلا کر سگریٹ سلگائی۔
اور اب اس نے نسبتاً کم گرمجوشی سے کہا "کارور! اب ٹامک ٹوئے مارے بغیر بیٹھ جاؤ"
میں نے کہا "بات دراصل یہ ہے کہ مجھے سرخ ٹیپ الرجی ہے۔ اور اس کمرے میں یقیناً اس کا ایک آدھ ٹکڑا پڑا ہوا ہے"
وہ مسکرایا اور پھر پوچھا "تمھارا پاسپورٹ تیار ہے؟ میرا مطلب ہے اپ ٹوڈیٹ؟"
میں نے کہا "میرا پاسپورٹ ہمیشہ تیار رہتا ہے"
وہ بولا "یوگوسلادیہ کا ویزا ابھی ہے؟"
میں نے کہا "نہیں"
وہ بولا "تو کل درخواست دے دو۔ پندرہ شلنگ ادا کرنے ہوں گے یا شاید سات شلنگ چھے پنیس فیس ہو"
"آپ چاہتے ہیں تو درخواست دے دوں گا"
"ہاں۔ میں چاہتا ہوں۔ خیال رہے یہ حکم نہیں ہے"
"اور مجھے احکامات کب ملیں گے؟"
"نہیں ملیں گے۔ تم ایک غیر سرکاری شہری ہو اور اپنا ذاتی کاروبار چلا رہے ہو۔ یہ آزاد ملک ہے کارور"
میں نے اپنی عینک کی فریم کے اوپر سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سنجیدہ اور مخلص دکھائی دے رہا تھا۔
میں نے کہا "اسی لئے ہم نے صد سالہ جنگ کے علاوہ چند دوسری جنگیں بھی لڑی ہیں لیکن جب میں اپنے لائسنس کی تجدید کی درخواست کرتا ہوں تو معاملہ مختلف ہوتا ہے۔ اس وقت

آزادی اور حقوق وغیرہ پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں۔ پولس پیچھے لگ جاتی ہے کسی بھی ایماندار آدمی کے لئے ایمانداری سے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ یہ سب چھوڑ چھاڑ کر کہیں ملازمت حاصل کر لوں۔"

وہ مسکرایا پھر بولا "تم بیس مارٹن کے مشورے پر عمل کر کے ہمارے ساتھ آجانا چاہتے تھا۔ اب بھی وقت ہے"

"جی نہیں۔ شکریہ"

"چنانچہ ہم اگر وقتاً فوقتاً تمہیں استعمال کر لیں تو تمہیں ہمیں الزام نہ دینا چاہئے کیونکہ تم بڑے ذہین اور خداداد قابلیتوں کے مالک ہو۔ اس دفعہ تمہاری فیس میں اضافہ کر دیا جائے گا"

"مناسب ہوگا کہ میں اب اپنے گھر چلا جاؤں"

"نہیں" اس نے اداسی سے سر ہلایا "تم ٹھہرو گے"

حجت بیکار تھی۔ پچھلی دفعہ جب میں یہاں آیا تھا تو اس وقت میں نے حجت کی تھی اور میری ایک نہ چلی تھی۔ چنانچہ اس دفعہ میں نے اس کی کوشش نہ کی۔

"بہت اچھا۔ ہدایت دیجئے"

وہ اٹھا۔ الماری کے قریب پہونچ کر پانی کا ایک لبریز جام غٹ غٹا گیا لیکن میرے جام میں وہسکی بھر دی۔

"ہنیس اسٹبلسن اور کیٹارینا سکیسمان۔ ہمیں ان دونوں سے بڑی گہری اور سنسنی خیز دلچسپی ہے"

اس کے یہ "بڑی گہری اور سنسنی خیز دلچسپی" والے الفاظ مجھے پسند آئے اور میں نے سوچا کہ خدا جانے سیٹ کلف جانتا تھا یا نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک سے خود مجھے نہ صرف بڑی گہری اور سنسنی خیز بلکہ جذباتی دلچسپی تھی۔

"میں اس میں کہاں آتا ہوں؟"

"ہنیس سٹبلسن بہت جلد اس کام کو، جو اس نے تمھارے سپرد کیا ہے، آگے بڑھا نے اور خود تمھارے معاوضے میں اضافہ کرنے والا ہے۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ اس نے ایک خاص کام کے لئے تمہیں منتخب کیا ہے جس سے ہنیس کی ہوشیاری کا پتہ چلتا ہے کیونکہ اسے تم سے بہتر کوئی دوسرا آدمی نہ مل سکتا تھا۔"

"یہ میری تعریف بیان کی جا رہی ہے؟"

"نہیں۔ حقیقت۔ تم ذہین اور دانشمند ہو اور آسانی سے بے وقوف نہیں بن سکتے اس کے علاوہ ہنیس نے تمھاری شخصیت کا وہ رُخ بھی دیکھ لیا ہے جو زیادہ نمایاں نہیں ہے یعنی تمہیں روپے کی کھجلی ہے......!"

"اس دنیا میں کس کو نہیں ہے یہ کھجلی؟"

"اور جب تم مدور کولھے اور خوبصورت چہرہ دیکھ لیتے ہو تو پھر بے تابو ہو جاتے ہو"

"خدا کا شکر ہے کہ میں نامرد نہیں ہوں"

"اور جب تمہیں غصہ آتا ہے، جب تم سرکشی پر اُتر آتے ہو تو چھری کی طرح اُڑ جاتے ہو"

"یہ عظیم سند لیاقت ہے یعنی کیریکٹر سارٹیفکٹ۔ میں اسے ٹائپ کروا کر لے آؤں گا۔ آپ دستخط فرما دیجئے۔"

وہ کرسی میں دھنس گیا، اپنے پیر فٹ اسٹول پر ترتیب سے رکھے، سر گھما کر دیوار پر لگی ہوئی ایک جدید پینٹنگ کی طرف دیکھنے لگا اور میری طرف دیکھے بغیر کہا :۔

"کارور! ہنیس جو کام تمھارے سپرد کرے گا تم اسے فوراً، بے حیل و حجت قبول کر لو گے اور خود ہنیس کو کسی قسم کی بھی شکایت کا موقع نہ دیتے ہوئے بڑی عمدگی اور مہارت سے اسے انجام دو گے لیکن ساتھ ہی ساتھ تمھارا رابطہ ہم سے بھی قائم رہے گا اور تم جو کچھ معلوم کرو گے اس کی تفصیلات ہم تک پہنچاتے رہو گے۔ خیال رہے تمہیں ہم سے

کوئی بات نہیں چھپائی ہے خواہ وہ کتنی ہی معمولی اور غیر اہم کیوں نہ ہو۔"

"تو میرے دو آقا ہوں گے؟"

"اور دونوں طرف سے فیس اور دونوں طرف سے خرچ ملتا رہے گا۔ خوب کمالو گے کاروبار اور زندگی بن جائے گی تمھاری لیکن اگر تمھارے دماغ میں کیڑا رینگا اور روپیہ بٹورنے کے نئے راستے تلاش کرنے کی کوشش کی یا تم نے دوسرے طریقے آزمائے تو بجز فائدے کے بجائے نقصان اٹھاؤ گے بہت سے لوگ اپنے بٹوے میں زیادہ رقم بھرنے کی کوشش میں اپنے ہاتھ توڑ بیٹھے ہیں۔"

"لیکن کیا مجھے یہ نہ بتایا جائے گا کہ یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟ اس پُراسرار داستان کے ایک سِرے گُران تک سے مجھے واقف نہ کیا جائے؟ آخر کچھ تو معلوم ہو کہ میں کس کی بھلائی کے لیے یہ سب بھاگ دوڑ کر رہا ہوں؟ کم سے کم اشارہ ہی کر دیا جائے کہ ملک کا امن خطرے میں ہے یا پوری دنیا کا؟"

"میرا تو خیال تھا کہ یہ تم جانتے ہو" وہ مسکرا کر بولا۔ "خیر تو چونکہ کیرکٹر کا ذکر چل نکلا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہنیس کو غلط سمجھ کر اس کی خصوصیات کا کم اندازہ نہ لگانا اور اس کی غلطیوں پر توجہ نہ کرنا کیونکہ وہ قصداً غلطیاں کر رہا ہے اور کرے گا، محض تمھاری خاطر تاکہ تم یہ یقین کر لو کہ تم نے ایک بے وقوف سرمایہ دار کو پھانس لیا ہے۔"

"اب اگر مجھے سفر کرنا ہے اور میں سفر میں ہی رہا تو اپنی معلومات آپ تک کیسے پہنچا سکوں گا؟"

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے سمجھ لیا کہ "انٹرویو" قریب الختم تھا۔ اس نے ایک ناکافی انگڑائی لی اور ایک دلیرانہ جماہی روکنے کے لئے اپنی دو موٹی انگلیاں اپنے ہونٹوں پر رکھ لیں۔ اس سے فرصت پاکر وہ بولا:۔

"ہمارا ایک نہ ایک آدمی ہر جگہ اور ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے گا۔"

"اور اگر مجھے شک ہو کہ وہ آپ کا آدمی نہیں ہے تو؟"

"لفظِ شناخت اس سے پوچھ لینا"

"اور وہ لفظ کیا ہے؟"

"یہ تم بتاؤ تاکہ تمہیں یہ اطمینان ہو جائے کہ یہ لفظ پہلے کبھی کسی بھی موقع پر استعمال نہیں کیا گیا!"

"بہت اچھا۔ تو لفظِ شناخت ہوگا ــــ مادر جامبو"

"عمدہ۔ مادر جامبو۔ ہم۔م۔م۔ ٹھیک ہے۔ آج تین بجے برائٹن کی ریس یہ گھوڑا اوّل آیا ہے"

"جی ہاں۔ گھوڑے اور برائٹن، خصوصاً برائٹن میری سب سے بڑی کمزوری ہے"

میں اس کے ساتھ دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ جب ہم دروازے کے قریب پہنچے تو میں نے اپنی جیب سے اطالوی بریٹا پستول نکال کر اسے دکھایا۔ یہ پستول میں نے کیٹازینا کے بیگ سے اس وقت نکال لیا تھا جب رات کے کھانے سے فارغ ہوکر وہ کرسی میں بیٹھ گئی تھی اور میں ایک ہاتھ سے اس کی پنڈلی سہلا رہا تھا۔

"اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟" میں نے پستول اس کی آنکھوں کے سامنے نچایا۔ "مجھے اپنی حفاظت کا اختیار کہاں تک ہے؟ میں اس وقت کے متعلق سوچ رہا ہوں جب میں اپنے بٹوے پر جھکا اس میں ضرورت سے زیادہ روپیہ ٹھونسنے کی کوشش کر رہا ہوں گا اور کوئی اچانک پیچھے سے آ جائے گا"

"تمہیں اپنی حفاظت اور اپنے مال کی حفاظت کا بھی حق ہے لیکن ایک خاص حد تک" وہ بولا "لیکن اس پستول سے نہیں" اس نے پستول میرے ہاتھ سے لے لیا "تمہارے یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے ایک پستول تمہیں دے دیا جائے گا۔ ہم یہ پستول ذرا چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ کیٹازینا کے پاس یہ پستول کہاں سے یا کس کے پاس سے آیا ہے"

کار میں پرانا دوست رین کورٹ منتظر بیٹھا تھا۔ وہ خاموش رہا۔ میں بھی خاموش رہا۔ کار جب پارلیمنٹ کے مکانات کے سامنے سے گزر رہی تھی تب اس نے، یعنی میرے دوست رین کورٹ نے لب کشائی کی اور پوچھا۔

"کام مل گیا؟"

میں نے کہا "ہاں"

وہ کچھ بڑبڑا کر خاموش ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اس شخص کے لیے اس کے پاس فضول وقت نہ تھا۔ وہ محکمہ جاسوسی کے سکریٹ سروس شعبے سے باقاعدہ تعلق نہ رکھتا ہو۔

میں اپنے خالی فلیٹ میں پہونچا اور گرم پانی کا نل کھول کر ٹب میں لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ سکریٹ سروس والوں نے کیٹا رینا کے پیچھے خود اپنے کسی آدمی کو کیوں نہ لگایا؟ شاید یہ ان کا مصروف ترین موسم تھا۔ شاید ان کے پاس آدمیوں کی کمی تھی اور ان کے لیے میں اس مزدور کی طرح تھا جو موقع ملے تو کام کرے ورنہ مارا مارا پھرے چنانچہ مجھے منتخب کیا گیا لیکن عقل حیران ہو گئی کہ ایسا یہ کون سا اہم معاملہ تھا کہ سکریٹ سروس کی مشنری حرکت میں آ گئی تھی؟ کیا واقعی پوری دنیا کو کیٹا رینا اور ہنس میبلسن سے خطرہ لاحق ہو سکتا تھا؟ ناقابل یقین سی بات تھی۔ تو پھر کیا تھا؟ کچھ تھا ضرور ورنہ سکریٹ سروس والوں کو اس سے "بڑی گہری اور سنسنی خیز دلچسپی" پیدا نہ ہو سکتی تھی۔

دوسرے دن صبح ساڑھے نو بجے ایک خاص ہرکارہ وہ پیکٹ لے آیا۔ میں نے دستخط کر کے پیکٹ وصول کیا اور اسے کھولے بغیر میز پر ڈال دیا۔ ایک آٹومیٹک پستول

ریکس کارور کے استعمال کے لئے۔ اس کے بعد میں نے ہنیس کو فون کرکے اس سے ملاقات کا وقت طے کیا۔ براؤن ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے میں بار بار وہ الفاظ اپنے دماغ میں دہرا رہا تھا جو سٹکلف نے مجھے رخصت کرتے وقت کہے تھے "کارور! تمھارے دو آقا ہیں اور تم بہ یک وقت ان دونوں کی خدمت کر رہے ہو لیکن عین وقت پر تم صرف ہمارے احکامات کی تعمیل کروگے۔"

"عین وقت پر" اس سے تو کوئی بات صاف نہ ہوئی تھی بلکہ معاملہ اور زیادہ گنجلک ہو گیا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا پتہ ہنیس میری الجھن کو دور کردے بیشک حقیقت بیان کرکے نہیں بلکہ کسی ایسی بات سے جو میری فکر ذرا کم کردے تاکہ آج رات قدرے سکون سے سوسکوں۔

جب میں اس کے کمرے میں پہونچا تو ٹرے میں شامپین کی بوتل میری منتظر تھی۔ میں بولتا گیا اور ہنیس نے بوتل کھولی۔ اس کے پاس آنے سے پہلے میں چند جگہ فون کرچکا تھا۔

میں نے کہا "کیٹارینا لندن آئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا قیام کلارج میں ہے لیکن یہ اس نے جھوٹ کہا تھا۔ کسی کی زندگی اجیرن کرنے میں یہ لڑکی اپنی مثال آپ ہے۔ دراصل وہ کمبرلینڈ پالیس میں اپنی نئی مالکن کے ساتھ مقیم تھی۔"

"مالکن کے ساتھ؟" وہ بولا

اس کی بھوری آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں، اس کا وہ ہاتھ، جو جام اس کے ہونٹوں تک لے جا رہا تھا، ادھ بیچ میں رُک گیا تھا۔ اور پھر اس کا وہ ہاتھ نامعلوم طور پر کانپ گیا اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ یا تو گھبرا گیا تھا یا کچھ سمجھ گیا تھا۔

"کوئی عورت ہے مسز داوسی" میں نے غور سے ہنیس کی طرف دیکھا لیکن اب وہ سنبھل گیا تھا اور اس کے بشرے سے ان جذبات کا اظہار نہ ہو رہا تھا جن سے پتہ

جلتا کہ وہ اس نام سے واقف تھا"۔ وہ مسز وادرسی کی خاص مصاحبہ بن گئی ہے یہ مسز وادرسی کوئی مچھلی ہے، دولت کے انبار ہیں اس کے پاس، بڑھیا ہے اور اس کے بال سرخ ہیں دونوں، یعنی یہ بڑھیا اور کیٹارینا، آج صبح پیرس روانہ ہو گئے ہیں"
اس نے شامپین کی ایک چسکی لی اور میری طرف ذرا رُخ پھیر کر کہا:۔
"وہ اس بڑھیا سے کیسے ملی؟"
"لباسوں کی دکان میں۔ کیٹارینا اسے پسند آگئی۔ اب وہ دونوں ملک سے باہر ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اب میرا یہ کام بھی ختم ہوا جو آپ نے میرے سپرد کیا تھا"
اس نے شامپین کی بوتل اٹھائی، میرے قریب آیا، میرا جام بھرا اور پھر سامنے کھڑا میری طرف دیکھتا رہا۔ وہ اپنے ہونٹ کھول بند کر رہا تھا اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ کیا کہنے والا تھا۔ وہ ہونے والا تھا جو اندازہ تھا ورنہ سٹ کلف نے مجھے نہ بلایا ہوتا۔
ہنیس نے مجھے مایوس نہ کیا۔ وہ بولا "اگر تم پردیس جاتا اور اچھی خاصی فیس وصول کرنا پسند کرو تو تمھارا یہ کام ختم نہیں ہوا ہے"
میں نے کہا "مجھے کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ مجھ سے کون سی توقعات وابستہ کی گئی ہیں اور یہ کہ مجھے کم سے کم اشارتاً یہ بتا دیا جائے کہ یہ سب بھاگ دوڑ کیوں کی جا رہی ہے؟
وہ خاموش رہا۔ وہ میرے اس مطالبے پر غور کر رہا تھا اور میں نے سوچا کہ وہ کوئی سیاسی چال سوچ رہا ہے جس کی وجہ سے وہ کوئی ایسا پھانسہ پھینکے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ مطلب یہ کہ وہ مجھے بہت کچھ باتیں بتائے بغیر مجھے کام پر لگا رکھے۔
وہ بولا "میرے خیال میں، میں یہ بتا سکتا ہوں کہ تم سے صرف یہ توقع وابستہ ہے کہ تم کیٹارینا کا تعاقب کرو گے بات یہ ہے کہ اس معاملے میں، میں خود جوتی کا آدمی نہیں ہوں

یعنی یہ معاملہ میں نہیں چلا رہا"

"تو پھر آپ نے کیٹارینا کے متعلق جو وہ داستان سنائی تھی کہ آپ اسے اپنی چھوٹی بہن سمجھتے ہیں اور آپ کو اس سے خالص برادرانہ محبت ہے تو وہ منگھڑت داستان تھی؟"

"ایک حد تک" اس نے بڑی صفائی سے کہا اور میں نے دیکھا کہ یہ اقرار کر کے وہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

"اچھا۔ اب یہ بتائیے کہ یہ سارا ہنگامہ کیوں۔ خیال رہے اس دفعہ آپ کو جھوٹ بولنا نہیں ہے۔ میں صرف چند ضروری باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں"

"اس کی مجھے اجازت نہیں۔ البتہ میں اپنے بوس کو اس بات پر راضی کر لوں گا کہ وہ کم سے کم تمہیں اتنی باتیں بتا دے کہ تم اپنا اطمینان کر لو کہ تمھارے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ خلافِ قانون نہیں ہے"

"یہ تو آپ گویا حبشی کا بایاں کان پکڑ رہے ہیں۔ یا پھر آپ میرا امتحان لے رہے ہیں اور میری چال اور رفتار دیکھ رہے ہیں جس طرح کہ گھوڑوں کے خریدار کسی گھوڑے کو چلا پھرا کر دیکھتے ہیں؟

وہ مسکرایا۔ اس کے عظیم الشان چہرے کے پٹھوں میں تشنج سا ہوا اور پھر اس نے رائٹنگ پیڈ اٹھا کر پنسل سے اس پر چند سطور لکھیں اور کہا:۔

"یہ ہے پتہ۔ کل شام ٹھیک چھ بجے اس پتے پر پہنچ کر مجھے پوچھنا"

اس نے کاغذ پھاڑ کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

کاغذ اپنی جیب میں رکھتے ہوئے میں نے کہا "کیٹارینا جانتی ہے کہ میں کون ہوں اس نے میرے کوٹ کی جیب سے میرا بزنس کارڈ اٹھا لیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ آپ اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں بلکہ حقیقت میں اسے مجبور کر رہے ہیں"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ سچ نہیں ہے۔ مجھے اس سے بڑا گہرا لگاؤ ہے۔ برسوں پہلے اس کا خاندان مجھ پر بڑا مہربان تھا۔ تم کیٹارینا سے غالباً کئی دفعہ مل چکے ہو چنانچہ وہ وقت اور موقع کی مناسبت سے اور خود اپنے مفاد کی خاطر جیسا چاہے جھوٹ بول سکتی ہے۔ تو پھر کل آ رہے ہو؟"
اس کے لہجے میں بے چین اشتیاق تھا۔

"ہاں"

اور جب میں باہر جانے کے لئے دروازہ کھول رہا تھا تو ہنیس نے کہا:۔
"ایک دوستانہ مشورہ دے رہا ہوں مسٹر کارور۔ براہ کرم کیٹارینا کی محبت میں گرفتار نہ ہو جانا۔ اگر میرا یہ مشورہ تمہیں گستاخانہ معلوم ہوتا ہے تو معافی چاہتا ہوں لیکن یہ بات تمہاری بہتری کے لئے کہہ رہا ہوں۔ اس معاملہ میں یہی وہ جذبہ ہے جسے بہرطور اور بڑی سختی سے دبا دینا لازمی ہے۔"

میں نے اسے اطمینان دلانے والے انداز میں شانے اچکائے لیکن جب میں گزرگاہ میں آ گیا تو مجھے شدت سے احساس ہوا کہ ہنیس کا یہ مشورہ ذرا بعد از وقت تھا لیکن میں نے ایک فرمانبردار لڑکے کی طرح یہ الفاظ ذہن نشین کر لئے — جذبے کو سختی سے دباؤ۔ ہوٹل کی ڈیسک کے پیچھے بن سنور کر بیٹھی ہوئی لڑکی کی طرف میں نے ایک دلفریب مسکراہٹ پھینک دی محض یہ چیک کرنے کے لئے کہ میرے عشقیہ کل پرزے ٹھیک سے کام کر رہے تھے یا نہیں۔ لڑکی نے گویا میرے آر پار دیکھا۔

دفتر پہونچا تو ہلڈا دوپہر کا کھانا کھانے گئی تھی البتہ میری میز پر ٹیلیفون کی ڈائری رکھ گئی تھی۔ اوپری ورق پر لکھا تھا

"دس بجے مس کیٹارینا کا فون آیا تھا۔
پیغام :۔ اب تک تمہارے سوال کا قطعی جواب تلاش نہیں کر سکی۔
اگر جواب سننے کے لئے اتنے ہی بیقرار ہو تو پیرس میں کوشش کرو۔ بالزاک ۳۰۰۳۵۔

آج صبح ہوائی جہاز سے جا رہی ہوں"

ورق کے نچلے کنارے پر ہلڈا نے اپنی طرف سے لکھا تھا "بالزاک ۳۰۰۳۵ جلاچِ نجم ہے" ـــــ پہلے تو میں یہ سمجھ ہی نہ سکا کہ سوال کے تعلق جواب سے کیٹا رینا کا مطلب کیا تھا پھر دفعتہً مجھے یاد آیا کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ مجھے بعد میں بتائے گی کہ مجھ سے محبت کرتی ہے یا نہیں۔

عین اسی وقت ٹیلیفون چیخ اٹھا

میں نے ریسیور اٹھایا۔ آواز آئی "مادرِ جامبو"

میں نے کہا "کل صبح میں پیرس جا رہا ہوں اس شخص سے ملنے جو وہاں رہتا ہے۔۔۔۔"

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ہنیس کا دیا ہوا پتہ نکال کر ریسیور میں آہستہ آہستہ کہا۔

دوسری طرف سے یہی پتہ دہرایا گیا اور پھر فون بند کر دیا گیا۔

"وہ لوگ" صرف تیس سکنڈ میں یہ کام بڑی صفائی اور مہارت سے کر گزرے۔ دس بج کر چند سکنڈ اوپر ہوئے تھے اور میں اپنا "سہ ماہی" خط اپنی بہن کو پوسٹ کرنے نکڑ کی طرف جا رہا تھا۔ میں ہر تین مہینے میں اپنی بہن کو، جو ہانی ٹن میں تھی، ایک خط لکھا کرتا تھا۔ حالیہ خط میں، میں نے اسے مطلع کیا تھا کہ میں شاید ایک غیر معینہ مدت کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ خط پوسٹ کر کے میں واپس آ رہا تھا، سگریٹ پھونک رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ سوچ رہا تھا کہ دوسرے دن پیرس میں حماقتوں کی کونسی پوٹ میرے سر پر رکھ دی جائے گی کہ یہ واقعہ ہوا۔

مسز میلڈ کے مکان کے پہلو کے دروازے میں سے یکایک دو آدمی بھوتوں کی طرح نکل آئے اور مجھے دھکیل کر اندر کر دیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھ سکتا تھیلے جیسی کوئی چیز میرے سر پر ڈال دی گئی اور اس کا ڈھیلا منہ کھینچ کر میری گردن میں پھنسا دیا گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں چت پڑا ہوا تھا اور سگریٹ، جو میرے منہ سے تڑپ کر نکل گئی

تھی، میری گردن کے ایک پہلو کو ڈس رہی تھی۔ یکبارگی گرج کر میں نے لات چلائی جو کسی کی پنڈلی کے اگلے حصے پر پڑی عین اسی وقت ایک ہاتھ نے تھیلے کو لپیٹ میں لے کر میرا منہ دبا دیا۔ میں مجبور و بے بس چت پڑا رہا کئی ہاتھوں نے مجھے دبا رکھا تھا اور دو ہاتھ میری تلاشی لے رہے تھے ان کی حرکت سے پتہ چلتا تھا کہ یہ کسی پیشہ ور ماہر کے ہاتھ تھے۔ انگلیاں میرے جسم پر ندڑ رہی تھیں اور کسی چیز کو نہ چھوڑ رہی تھیں۔

صرف تیس سکنڈ اور میں نے انھیں بھاگ کر رخصت ہوتے سنا اور اب میں اٹھ بیٹھنے اور تھیلے کے منہ پر کی پھسلنی ڈوری کو ڈھیلی کرنے کے لئے آزاد تھا۔ اور اسے کھولنے میں چند سکنڈ لگ گئے۔ جب میں اٹھ کر کھڑا ہوا تو ایک ٹیکسی سڑک کے انتہائی سرے پر موڑ مڑ رہی تھی اور ایک جوڑا ایک دوسرے کے کان میں عاشقانہ جملے کہتا سامنے سے گزر رہا تھا مسٹر میلڈ دروازے میں نمودار ہوئے اور مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ ان کے منہ سے بیر کی بو کے بھبکے نکل رہے تھے۔

"خوبصورت رات ہے" وہ بولے۔

"ہاں۔ دلفریب"

"بے حد خوبصورت" ارشاد ہوا اور گردن آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ "لندن میں کبھی کبھار ہی ایسی خوبصورت رات دیکھی جاتی ہے" پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا: "غالباً آپ نہیں جانتے کہ آپ کی گردن پر ایک جلتی ہوئی سگریٹ آکر اٹک گئی ہے اور وہ آپ کی قمیض کا کالر جلا رہی ہے؟"

میں نے سگریٹ جھٹک دی۔ مسٹر میلڈر کی یہ دعوت رد کر دی کہ اندر آکر ان کے ساتھ کھانا کھاؤں اور ٹیلیویژن سے دل بہلاؤں، اور اپنے فلیٹ کی طرف اس طرح چلا کہ خود اپنے جوتوں کا تھیلا اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ یہ میرا ہی تھیلا تھا جو میرے سر پر ڈالا گیا تھا اور اس تھیلے سے ہی میں نے یقینی طور پر معلوم کر لیا کہ مجھے پچھاڑنے سے پہلے وہ لوگ میرے فلیٹ کی مکمل ترین تلاشی لے چکے تھے۔ اور اگر یہ تھیلا نہ ہوتا تو میرے فرشتے بھی اس کا اندازہ نہ لگا سکتے کہ وہ لوگ میرے کمرے کی تلاشی لے چکے تھے۔ ہر چیز اپنی

جگہ موجود تھی۔ وہ تو یہ تھیلا بھی میں نہ پہچانتا لیکن یہ میری بہن نے ایک برس کرسمس کے موقع پر مجھے تحفتہً بھیجا تھا اور اس پر پیلے دھاگوں سے جوتے کڑھا ہوا تھا۔

میں نے ایک جام خالی کیا اور پھر بیٹھ کر آہستہ آہستہ اپنی جیبیں دیکھنے لگا۔ وہ لوگ پیرس کا وہ پتہ، جو ہینس نے مجھے دیا تھا، اور وہ کاغذ، جس پر ملڈرانے کیٹارینا کا پیغام درج کیا تھا اور جو میں نے اپنی جیب میں رکھا تھا، لے گئے تھے میں نے حالیہ واقعہ کے پیش نظر سوچا کہ سٹ کلف نے میری فیس میں جو پندرہ فیصدی کا اضافہ کر دیا تھا وہ کیا کافی تھا؟ شاید نہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ بے حد پُراسرار ہونے کے علاوہ خطرناک بھی تھا۔ یقیناً بے حد خطرناک اور شاید میں اپنی جان کی بازی لگا رہا تھا۔ لیکن کس کے لئے؟ کیا معاملہ تھا یہ جس میں سکریٹ سروس والے دلچسپی لے رہے تھے؟ میں جتنا زیادہ سوچ رہا تھا اتنا ہی زیادہ الجھتا جا رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اس پر غور کرنا ہی ترک کر دیا کبھی نہ کبھی تو یہ راز بہرحال فاش ہوگا۔

پانچواں باب

الجھیڑا

ہلڈا کو یہ پورا معاملہ ہی سرے سے ناپسند تھا۔ میں اکثر دفعہ سوچا کرتا ہوں کہ اس عورت نے اس کاروبار میں اپنا روپیہ کیوں لگایا جو بار بار اس کے معاشی اور اخلاقی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا رہتا ہے۔ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے قطعی تیار نہیں ہوں کہ اس بہانے سے وہ میرے قریب رہنا چاہتی تھی۔ ہلڈا کی پوری رومانی زندگی نہر سوئز کے ایک پائلٹ سے وابستہ تھی۔ یہ پائلٹ سومی تھا اور نہر سوئز کے جھگڑے کے بعد صدر ناصر کے ماتحت کام کیا کرتا تھا۔ سال میں ایک دفعہ ہلڈا اس سے ملاقات کیا کرتی تھی۔ شاید اتنا ہی رومان وہ چاہتی تھی اور بس۔

وہ بولی "مشکل یہ ہے کہ تم نے زندگی سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ صبر اور شکر کا مادّہ تو تم میں ہے ہی نہیں۔ تم اسے بے حد وسیع، بے حد درخشاں، بے حد پُرجوش اور بے حد نفع بخش تصور کئے ہوئے ہو حالانکہ کوئی شریف آدمی اس قسم کی "بے حد زندگی" کو برداشت ہی نہیں کرسکتا۔

"ہم۔م۔م۔"

"تم ایک لاعلاج رومانٹک ہو"

"اس پر مجھے اعتراض ہے"

اس نے میری بات سنی ان سنی کر کے سلسلۂ کلام جاری رکھا: "میں نے تمھارا سوٹ کیس چیک کر لیا ہے۔ تم نے ایک پتلون بھی زائد نہیں رکھی۔ چنانچہ چند پتلونیں پیرس سے

خرید لینا"

میرا پرانا دوست" رین کوٹ - لندن کے ہوائی اڈے پر موجود تھا چنانچہ وہاں میرا شاندار استقبال کیا گیا کسٹم میں بھی میری ساتھ باقاعدہ وی۔ آئی۔ پی۔ کا سا سلوک کیا گیا۔ آٹومیٹک پستول کے متعلق کچھ نہ پوچھا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس پستول کی زیادہ پروا بھی نہ تھی۔ اگر انتخاب کا اختیار مجھے دے جاتا تو میں ایک دوسرا ہی پستول پسند کرتا مثلاً تھرٹی ٹو یا، تھرٹی ایٹ کا چار اینچ نالی والا پستول جو ایک مست ہاتھی کو بھی قریب آنے سے روک دے۔ یہ پستول ونفیلڈ آرم کارپوریشن کا تھا۔ فرانس میں ایم ۱۰ اے۔ بی نے بنایا تھا اور اس کا نام بڑا شاعرانہ تھا ــــ لاچا شور ــــ اس کی نالی پر پوائنٹ ٹوینٹی ٹو کی لہر تھی اور اس کا میگزن نو شاٹ کا تھا اس کے علاوہ اس کا سیفٹی کیچ آٹومیٹک تھا تاکہ جب میگزن الگ کر دیا جائے تو آپ بے خبری میں اپنے آپ کو یا کسی اور کو گولی نہ مار سکتے تھے خواہ آپ یہ بھول گئے ہوں کہ اس کے چیمبر میں ایک راؤنڈ باقی رہ گیا ہے۔ پستول نیا نہ تھا۔ سٹ کلف کے محافظ اسلحہ نے بس وہ پستول اٹھا کر دے دیا تھا۔ جو اسلحہ خانے میں سب سے اوپر دھرا ہوا تھا اور چونکہ میں سکریٹ سروس محکمے کا تنخواہ دار نہ تھا اس لئے سوچا گیا کہ کام چل جائے گا۔

رین کوٹ نے کہا: "پیرس میں ہمارے آدمی تمہارا استقبال کریں گے۔ انہوں نے تمہارے لئے ایک کمرہ حاصل کر لیا ہے لیکن ہوٹل میں نہیں۔"

رین کوٹ کا یہ انکشاف مجھے پسند نہ آیا۔ میں نے کہا: "گزشتہ رات چند بھاڑے کے ٹٹو مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے۔"

"جانتا ہوں" اس نے بڑے سکون سے کہا "ہم دیکھ رہے تھے۔"

"شکریہ۔"

"کیا لے گئے وہ؟"

"پیرس کا وہ پتہ جو مجھے دیا گیا تھا؟"

"یہی ہمارا ابھی خیال تھا"

"اگر میں اپنے کوٹ کا نقصان، جس کا کالر سگریٹ نے جلا دیا تھا، طلب کر دوں تو تم ہلڑ تو نہ مچاؤ گے؟"

اس نے ایک نازک سی جمائی لی اور کوئی جواب نہ دیا۔

ہوائی جہاز نصف سے زیادہ خالی نہ تھا۔ ایر ہاسٹیس خاصی حسین تھی لیکن کم گو تھی چنانچہ باتیں نہ ہوئیں۔ میں مارٹینی کا ایک جام چڑھا کر سو گیا۔

لابورزیٹ میں جس شخص نے میرا استقبال کیا اس کا نام رابرٹ کا سالس تھا۔ عمر چالیس برس لیکن کم معلوم ہوتی تھی، بازو بھرے بھرے جیسے کہ کشتی کھینے والوں کے ہوتے ہیں، بھورے بال، بھوری آنکھیں جو ایسی تھیں کہ کسی بھی حیرتناک یا خوفناک واقعہ کو دیکھ کر پھیل نہ سکتی تھیں۔ ایک دفعہ پہلے بھی میں نے مانسٹن کے ذریعہ رابرٹ سے سرسری سی ملاقات کی تھی۔ رابرٹ میرے پرانے دوست رین کوٹ سے عہدے میں ایک قدم اوپر تھا۔

وہ مجھے اپنی کار میں سوار کرا کے پالائس رائل کے ایک فلیٹ میں لے آیا اور نشست گاہ میں یہ کہہ کر فلیٹ کی کنجی مجھے دے دی۔

"میرے خیال میں یہاں تمھارا قیام زیادہ دنوں تک نہ رہے گا لیکن جب تک یہاں ہو یہ سب کچھ تمھارا ہے۔ باورچی خانے کی ہر چیز ٹھیک سے کام کر رہی ہے۔ ہم نے ہوٹل فلوریڈا میں ایک کمرہ تمھارے نام بک کر دیا ہے۔ یہ ہوٹل بولوارڈ مارلشس برگ میں واقع ہے۔ اگر کوئی تمھارا پتہ دریافت کرے تو ہوٹل کا پتہ بتا دینا۔ اگر وہاں تمھارے نام کوئی پیغام آیا تو وہ میں ہر صبح آٹھ بجے تمہیں فون پہ بتا دوں گا۔ میں بلاناغہ ہر صبح آٹھ بجے تمہیں فون کروں گا" اور پھر اس نے دروازے کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا "اس کی ممانعت تو نہیں ہے لیکن کسی کو یہاں لانا مناسب بھی نہیں اِلّا یہ کہ معاملہ بے حد اہم ہے اور راز جنسی ہو۔ اور اگر چند بن بلائے مہمان آ جائیں تو یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے"

میں نے سر ہلایا اور سچے جواب کی امید کے بغیر پوچھا:۔

"مانسٹن کہاں ہے ان دنوں؟"

"خدا ہی بہتر جانتا ہے اس کی ہر حرکت ایک اہم راز ہے۔ ٹاپ سکریٹ۔ تاہم اتنا میں یقین سے کہتا ہوں کہ مانسٹن جہاں بھی اور جس ملک میں بھی ہے مزے کر رہا ہے خدا حافظ"

اور وہ چلا گیا۔

میں نے غسل کیا۔ جون کا مہینہ تھا۔ گرم اور پسینہ آور۔ اپنا عمدہ اور شریفوں کا سا سوٹ پہنا اور نکل کھڑا ہوا نو پرکس سے چھے پتلونیں خریدیں اور پھر ہوٹل جارج پنجم کے ایک خاموش کونے میں بیٹھ کر پتلونوں کے ایک بنڈل سے کھیلتا رہا اور دنیا کے کاروبار کو چلتے دیکھتا رہا۔ مجھے تین گھنٹے انتظار کرنا تھا۔ ملاقات کا وقت تین گھنٹے بعد تھا۔

آدھے گھنٹے وہ لوگ آ گئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے پارسلوں سے لدے ہوئے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ شاپنگ کر کے لوٹے تھے۔ غالباً اودی دیوالی میں شاپنگ کی گئی تھی۔ کیٹارینا نے نہایت فوق البھڑک لباس اور ایسی ہیٹ پہن رکھی تھی کہ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئی تھیں۔ کیٹارینا براؤن کی مانند دنیا سے چھلانگ لگا کر دفعتہً امارت کی گراں اور چمکدار دنیا میں پہنچ گئی تھی جہاں کی ہر چیز خیرہ کن تھی۔ اس کے ساتھ والی معمر عورت کا لباس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کباڑی کی دکان سے اٹھایا گیا ہو لیکن غور سے دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ بھی عمدہ تھا

مسز ڈاورسی نے کالی فلیٹ ہیٹ لگا رکھی تھی جو ایسی تھی جیسی کہ کیتھولک پادری پہنا کرتے ہیں۔ یہ ہیٹ اس کے سرخ بالوں کے گھنگھریالے ڈھیر پر جمی ہوئی تھی۔ اس کا چوکور اور تقریباً مردانہ چہرہ جھریوں اور لٹکی ہوئی کھال کی بیسیوں سے پُر تھا اور چھپتی ہوئی بھوؤں تلے دو نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے نیلے رنگ اور ذرا پرانی فیشن کا لباس پہن رکھا تھا جو اس کے گرد اگرد تھیٹر کے پردے کی طرح جھول رہا تھا اور اس کی گردن میں جیسے ڈھول جمی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے موتیوں کی مالا اس کے زبردست سینہ پر آبشار کی طرح پڑی ہوئی تھی اس کے دائیں ہاتھ میں ہاتھی دانت کی موٹھ والا آبنوسی بید تھا۔ وہ خوش حال بڑھیا معلوم ہوتی تھی لیکن اس کے بستر سے پتہ چلتا تھا کہ وہ جب چاہے پرانے جوتے کی طرح اینٹھ سکتی ہے میں نے اس کی ہدایت کے وہ تمام الفاظ سنے جو وہ ہوٹل کلرک کو ٹیکسی کا کرایہ ادا کرنے کے متعلق دے رہی تھی اور الفاظ کو پُر زور بنانے کے لئے بید فرش پر کھٹ کھٹ بجا رہی تھی۔ جب وہ کیٹارینا کے ساتھ لفٹ کی طرف چلی تو مجھے اس جادوگرنی کی طرح معلوم ہوا جو اپنی چھڑی کے اشارے سے پوری دنیا کو الٹ دینا چاہتی ہو اگر اس وقت مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرا یہ خیال حقیقت کے کس قدر قریب تھا تو خدا کی قسم میں سب سے پہلے ہوائی جہاز سے لندن روانہ ہو جاتا اور اس پورے معاملے پر خاک ڈال دیتا۔

جب وہ لفٹ میں سوار ہوئے تو کیٹارینا نے گھوم کر میری طرف دیکھا اور لمحہ بھر کے لئے اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ناچ گئی اس نے مجھے پہچان لیا تھا میں نے اسے آدھے گھنٹے کی مہلت دی۔ خیال تھا کہ اتنے وقت میں وہ آجائے گی۔ اس عرصے میں وقت گزاری کے لئے میں ہیڈ بیس سوٹر سے اپنی فرانسیسی درست کرنے کی کوشش کرتا رہا جب میں اس سے اکتا چکا تھا کہ وہ آگئی۔

وہ سیدھی میری طرف آئی اور میرے قریب بیٹھ گئی اور پھر بڑی گرمجوشی سے، جس نے ایک بار پھر مجھے ان خوابوں کی دنیا میں پہنچا دیا جہاں حواس اور قیاس سب گم ہو جاتے ہیں، میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"ڈارلنگ" وہ بولی" بے حد ونڈر بار۔ لیکن میں چند سکنڈ سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی۔ مسز وادرسی خفا ہو جائے گی۔"

"کیا ہے وہ؟ جیلر؟

"نہیں۔ لیکن میری ملازمت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ میرے وہ نہ ہوں گے — کیا کہتے ہو تم انہیں؟"

"پیچھا کرنے والے؟ اور وہ میں ہوں"

"چنانچہ جب میں اس کے ساتھ ہوں گی تو تمہیں نہ پہچانوں گی، انجان بنی رہوں گی اچھا؟"

"بہت اچھا۔ لیکن میں تم سے اتنی بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں"

"تمہیں اپنے اس سوال کا جواب چاہئے تو — نہیں۔ لیکن تم مجھے فون کر سکتے تھے"

"تمہارا جواب؟ اوہ — ہاں مجھے جواب بھی چاہئے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں۔ سنو کیٹا رینا! یہ بے حد ضروری ہے۔"

وہ مسکرائی اور آگے کی طرف جھک کر میرا رخسار چوم لیا۔

"قیام کہاں ہے؟ اس نے پوچھا

"ہوٹل فلور یڈ را"

"میں کوئی راستہ نکال کر تمہیں اطلاع دوں گی۔ اس وقت تو مجھے فوراً آجانا ہے وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ اس کے شانوں کے جوڑوں کی مالش کرنی ہے۔"

"کیا کہا کیا کرنا ہے تمہیں؟"

"اسے جوڑوں کے ورم کی بیماری ہے۔ ہر روز صبح، دوپہر اور شام کے وقت میں اس کی مالش کیا کرتی ہوں۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ میں مساج کرنے میں سند یافتہ ہوں"
"چنانچہ میں تمہاری خاطر بارش میں گھنٹوں تک کھڑے رہ کر جوڑوں کے ورم میں مبتلا نہیں ہو سکتا یہ ورم صرف شانے کے جوڑوں میں ہی ہوتا ہے؟
"رکیس ڈارلنگ ــــ شریر کہیں کے" اور وہ اٹھ کر چل دی۔

میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ مسحور سا بیٹھا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اس کی خوبصورت پیٹھ اور تھرکتے ہوئے کولھے میرے دل پر بجلیاں گرا رہے تھے۔ مجھے اس کی اس بات پر یقین نہ تھا کہ اس نے مساج کرنے کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ میری ملاقات اب تک بہت سے ایسے مردوں اور ایسی عورتوں سے بھی ہوئی تھی جو پیدائشی جھوٹی تھیں لیکن آج تک میں کسی کی محبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔

اپنے فلیٹ میں پہنچ کر میں نے لباس تبدیل کیا، وہسکی کا ایک جام چڑھایا پھر باہر آیا اور ٹیکسی میں سوار ہو کر "محراب ختم" کی طرف چل دیا۔ میرا پستول بغل کے نیچے لٹک رہا تھا، شاعرانہ نام والا پستول ــــ لاچاشور ــــ جو میری بائیں طرف کی سب سے نچلی پسلی کے بوسے لے رہا تھا اور میں حیرت سے سوچ رہا تھا کہ میں نے یہ پستول کیوں لگا رکھا تھا! کیا ضرورت تھی اس کی؟

پورٹ میلوت میں اور ایونیو دی لاگراند ے کے آخری سرے پر پنساری کی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔ میں ٹیکسی سے سو گز ادھر اتر گیا تھا اور آخری سو گز کا یہ فاصلہ میں نے پیدل طے کیا تھا اور اگر اس جگہ پر کوئی چھپ کر نگاہ رکھے ہوئے تھا یا میرا تعاقب کیا جا رہا تھا تو میں اس سے بے خبر تھا۔

دکان میں روشنی ناکافی تھی اور فضا بسی ہوئی کافی کی بو سے بوجھل تھی۔ ایک دیوار پر

چاکولیٹ کا بہت بڑا اشتہار لگا ہوا تھا اور کاؤنٹر سے ایک کافی بڑا بکس لگا کھڑا تھا۔ جگہ اتنی تنگ تھی کہ ایک بلی بھی وہاں ٹہل نہ سکتی تھی۔ سیب کے سے گالوں والی ایک معمر عورت بیٹھی ریڈیو سن رہی تھی۔ میں اس کے سامنے پہونچا تو اس نے ریڈیو بند کر دیا اس کے باوجود مجھے چیخنا پڑا کیونکہ وہ اونچا سنتی تھی۔

"موسیو اسٹبلن ؟" میں نے پوچھا

عورت نے سر ہلایا، مسکرائی، ریڈیو کا پورا والیوم کھول دیا اور کانچ کے اس دروازے کی طرف انگلی اٹھا دی جو کاؤنٹر کے پیچھے تھا۔

میں اس دروازے میں سے گزر کر نشست گاہ میں پہونچ گیا۔ اس کمرے میں بھی دکان کی طرح ناکافی روشنی تھی اور یہ بھی تنگ تھا۔ ہنیس اسٹبلن اسی کھڑکی کی طرف بیٹھ گئے کھڑا تھا جو مختصر سے صحن میں کھلتی تھی۔ اس نے کالی پتلون اور ہلکے بھورے رنگ کا سمر کوٹ پہن رکھا تھا اور وہ سگار پھونک رہا تھا۔

اس نے اپنی پلاسٹک کی سی بھوری آنکھوں سے میرا سرسری سا جائزہ لینے کے بعد اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھا دیا۔ وہ ربڑ کی طرح لجلجا رہا تھا۔

" واہ " وہ بولا " آؤ میرے ساتھ "

وہ پلٹ کر دروازے میں سے گزر کر صحن میں نکل گیا۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ بہت سے صحنوں، گلیوں اور عقبی گزرگاہوں کی بھول بھلیوں میں سے گزرتے ہوئے ہم ایک تنگ سڑک پر آ گئے اور ہنیس ایک کار کا دروازہ کھول رہا تھا۔ میں نے راستہ یاد رکھنے کی کوشش کی لیکن پھر ہار گیا۔ لندن میں ہر راستہ میں یاد رکھ سکتا تھا خواہ وہ کتنا ہی پر پیچ کیوں نہ ہو لیکن اس معاملے میں پیرس نے مجھے شکست دے دی۔ کچھ دیر تک ہم بونی کے متوازی سفر کرتے رہے، پھر بائیں طرف کا موڑ مڑ کر ابھو نیو وکٹر ہیوگو کے جال میں الجھ گئے اور اس کے بعد مجھے پتہ نہ چلا کہ ہم کہاں تھے اور کس طرف جا رہے تھے۔

"بہت عمدہ" میں نے کہا" اگر کوئی ہمارا تعاقب کر رہا تھا تو آپ نے بڑی مہارت سے اسے جھٹک دیا"

ہنیس نے سر ہلایا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔

ہمارا یہ چکر ایک تنگ عقبی سڑک میں ختم ہوا۔ ہنیس نے یوں "زون" سے کار موڑ دی کہ میں اس سڑک کا نام نہ پڑھ سکا۔ البتہ جہاں اس نے کار روکی ہے وہاں ایک دروازہ تھا جس پر نمبر آٹھ لکھا ہوا تھا۔ دروازے سے گزر کر ہم مختصر سے باغ میں اور اسے عبور کر کے ایک اندھیرے ہال میں آ گئے۔ ہال کے انتہائی سرے پر سروس لفٹ تھی۔ ہنیس نے جالی دار دروازہ کھول کر مجھے اشارہ کیا کہ "لفٹ میں"

"تم اکیلے ہی اوپر جاؤ گے" وہ بولا "چوتھی منزل۔ وہاں تمہارا انتظار کیا جا رہا ہے"

میں اکیلا اوپر پہنچا۔ چوتھی منزل پر ایک لڑکی میرا انتظار کر رہی تھی۔

وہ بولی" موسیو کارور ؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ مجھے اپنے آنے کا اشارہ کر کے ایک قالین بچھے ہوئے کوری ڈور میں چل پڑی۔ اس کا قد لانبا اور جسم پتلا تھا۔ وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جن پر سستا اور گھٹیا لباس بھی سج جاتا ہے۔ اس کے بال ریشمی اور کالے تھے۔ اس کی چال ایسی تھی جیسے اشتہا دے رہی ہو "آپ مجھے چھیڑ سکتے ہیں"

اس نے ایک بند دروازے پر دستک دی" اسے دھکیل کر کھولا اور اپنا ایک ہاتھ اور پھر پورا بازو بڑے دلفریب انداز میں ہلا کر مجھے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ میں اندر آ گیا تو اب وہ میرے پیچھے تھی۔ یہ ایک دفتر تھا جس میں بے حد قدیم قسم کی اور عجیب ٹانگوں والی میز دھری ہوئی تھی جس پر کچھ نقش و نگار تھے اور اس پر شیڈ والا نیلا بلب روشن تھا۔ اور اس جہازی میز کے پیچھے جو آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ غالباً دنیا کا سب سے زیادہ" منا" آدمی تھا اس کا چہرہ پوڈر کی طرح سفید تھا، بڑی ہوئی ناک جسے غالباً ہنسیا ناک کہتے ہیں، الٹے

برکیٹ کا سا پتلا منہ، بھوری اداس آنکھیں اور لمبوترے گنجے سر کے دونوں پہلوؤں سے لٹکتے ہوئے سفید گھونگھریالے بال۔ اس نے ڈنر جاکٹ پہن رکھی تھی اور دونوں کہنیاں میز پر ٹکا رکھی تھیں اس کے لئے وہ کرسی پر اوپر تلے دو تکئے رکھ کر ان پر بیٹھا ہوا ہوگا اس نے اپنے ہونٹوں کے ایک کونے میں یہ لمبا اور یہ موٹا سا سگار دبا رکھا تھا اور میں اس خیال سے پریشان ہو گیا کہ کہیں اس سگار کا بوجھ اس بچارے "منے" کی گردن نہ توڑ دے۔

اس نے اپنی بے لوچ انگلی سے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں اس کرسی میں سما گیا۔ میں حیرت سے سوچ رہا تھا کہ یہ متنازعہ کس طرح ہے۔ بالکل آکٹوپس کی طرح تھا وہ۔ لڑکی کہیں میرے عقب میں بیٹھ کر ایک نوٹ بک کے صفحات الٹنے لگی۔ صفحات الٹنے کی ہلکی سی آواز میری ڈھارس بندھا رہی تھی ورنہ میں مارے ہیبت کے ڈوبنے گیا ہوتا۔

منے نے منی آواز میں، جو اس کے حجم سے پوری طرح میل کھاتی تھی، کہا:۔

"مسٹر کارور! اچھا ہوا آپ آ گئے۔ یہ آپ کی مہربانی ہے چنانچہ میں بھی حتی الامکان صاف بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ میرا نام ادرام مالکوڈ ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ ہمارا کام کرنے کے سلسلے میں آپ نے چند شرائط پیش کی ہیں؟

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سپرد جو کام کیا جا رہا ہے وہ کس نوعیت کا ہے اور میں کس قسم کے کام کا بیڑا اٹھا رہا ہوں۔ مسٹر ہیس شاید آپ کے ایجنٹ ہیں؟"

"جی ہاں"

اور اس نے گھور کر مجھے دیکھا اور برابر دیکھتا رہا۔ اور میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ وہ میرے بولنے کا منتظر تھا یا کوئی قطعی فیصلہ کر رہا تھا۔ یہ دوسری بات میرے خیال میں قرین قیاس تھی چنانچہ میں خاموش رہا۔ چند لمحوں بعد اس نے اپنے منہ سے سگار نکال کر آہستہ سے چاندی کی ٹرے میں رکھ دیا۔ پھر وہ مسکرایا اور ایک ننھا سا معجزہ ہوا۔ اب وہ "منا" اتنا بے ڈھنگا نظر نہ آ رہا تھا۔ حوصلہ افزا مسکراہٹ تھی یہ، جو نہ صرف مجھے بلکہ

کسی کو بھی خوشی خوشی پیرس سے ٹمبکٹو تک بھیج سکتی تھی۔ غالباً اسے احساس ہو گیا کہ مجھ میں اعتبار کی جوت جل اٹھی تھی یا شاید وہ اس اثر سے واقف تھا جو اس کی مسکراہٹ لوگوں پر کر دیتی تھی ... وجہ کچھ بھی ہو اس نے لب کشائی کی۔

اس نے کہا "مسٹر کارور! آپ کے یہاں آنے سے پہلے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آپ کے سامنے جھوٹ بولوں گا اس لئے نہیں کہ میں آپ سے کوئی خلاف قانون کام کروانا چاہتا ہوں بلکہ اس لئے کہ یہ معاملہ نہ صرف میرے بلکہ دوسرے بہت سے لوگوں کے لئے بھی از حد اہم ہے۔ میں ایک من گھڑت کہانی تمہیں سنانے والا تھا تاکہ آپ مطمئن ہو کر ہمارے سپرد کردہ کام پر لگے رہیں اور آپ جانئے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔"

"ان آخری تین منٹوں میں؟"

"جی ہاں"

"وجہ؟"

ایک بار پھر وہ مسکرایا اور وہ معجزہ وقوع پذیر ہوا۔

"مسٹر کارور! آپ کو میں نے اپنا نام بتا دیا ہے چنانچہ آپ یہاں سے جا کر میرے متعلق تحقیقات کر سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔ انسان کو فوراً پہچان لینا میری امتیازی خصوصیت ہے اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے مسٹر کارور! اور ایک آخری فیصلہ بھی کر لیا ہے۔"

جس ڈھنگ سے اس نے یہ بات کہی وہ مجھے پسند آیا، اپنی سنی آواز میں جس طرح وہ انگریزی بول رہا تھا وہ بھی دل لبھانے والا طرز تھا۔ بے شک انگریزی اس کی مادری زبان نہ تھی تاہم اس کے تلفظ پر گرفت نہیں کی جا سکتی تھی۔

"اور کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے مسٹر مالکوڈو؟ یہ کہ آپ مجھے حقیقت سے آگاہ کر دیں گے یا یہ کہ آپ کے خلوص پر بھروسا کر کے مجھے اندھیرے میں رہ کر ہی آپ کے لئے کام کرنا

پڑے گا؟"

"حقیقت" اس نے اپنا سگار اٹھاتے ہوئے کہا، "تو ابھی بیان نہیں کی جاسکتی لیکن میں جھوٹ بولنا بھی نہیں چاہتا۔ چنانچہ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ میرے لئے کام کرتے رہیں اور صرف یہ جاننے پر اکتفا کریں کہ حقیقت ظاہر ہوگی، اور یقین کیجئے آپ خود بہت جلد اس سے واقف ہوجائیں گے، تو آپ جان لیں گے کہ میری نیت نیک اور صاف تھی"۔

میں مسکرایا۔ "معاف کیجئے مسٹر مالکوڈ، یہ آپ مجھ سے بڑی بات کی توقع کر رہے ہیں۔ میرے پیشے میں اعتبار کو بہت اہمیت حاصل ہے"۔

"صرف آپ ہی کے نہیں ہر پیشے میں۔ لیکن میرے اور آپ کے درمیان معاملہ اسی طرح چاہتا ہوں۔ رہا معاوضہ تو اس کے لئے خود آپ اپنی شرائط پیش کرسکتے ہیں۔ کم سے کم آپ مجھ پر جو بھروسا کر رہے ہیں اس کا صلہ تو آپ کو ملنا ہی چاہئے"۔ وہ مسکرایا لیکن اس کی یہ مسکراہٹ پچھلی مسکراہٹ سے مختلف تھی۔ خالص دنیوی مسکراہٹ جو یہ اعلان کررہی تھی کہ آدمی کے ساتھ پیٹ لگا ہے چنانچہ اسے کھانا پڑتا ہے اور بل بھی ادا کرنے ہوتے ہیں۔ "اور اس کے عوض میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ مسز وادرسی اور اس لڑکی کٹیا رینا کا تعاقب کریں۔ بس ان کا تعاقب کیجئے اور ان کی نقل و حرکت سے مجھے مطلع کرتے رہیئے"۔

"یہ مسز وادرسی کون ہے؟"

"کوئی ہے جو کٹیا رینا کو استعمال کرنا چاہتی ہے حالانکہ خود کٹیا رینا فی الحال اس عورت کے ارادوں سے واقف نہیں ہے۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس لڑکی کو کس طرح اور کہاں استعمال کر رہی ہے"۔

"اور آپ صرف یہ چاہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے پیچھے لگا رہا ہوں؟"

"سائے کی طرح مسٹر کارور سائے کی طرح۔ بہت جلد یہ دونوں کسی جگہ مقیم ہوجائیں گے اور یہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کوئی دور افتادہ مقام ہوگا۔ ایسا مقام جہاں ملاقاتیں

اور مہمانوں کو خوش آمدید نہ کہا جائے گا"

"اور یہ کام آپ یقیناً خفیہ طور پر کروانا چاہتے ہیں۔ یعنی احتیاط اور ہوشیاری سے۔ لیکن کیٹارینا مجھ سے واقف ہے۔ اگر میں سائے کی طرح ان کے پیچھے لگا رہا تو وہ یقیناً مسز وادرسی سے میرے متعلق چند الفاظ کہہ دے گی"

ایک بار پھر وہ مسکرایا۔ وہی ازلی مسکراہٹ۔

"میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہ ہوگی بشرطیکہ آپ کیٹارینا سے بالکل صحیح سلوک کرتے رہیں۔ وہ بڑی غیر معمولی لڑکی ہے۔ لوگوں کو بڑی مہارت سے استعمال کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں آپ کوشش کریں گے تو بڑی آسانی سے اس کے ساتھ کوئی معاملہ طے کر لیں گے۔ اگر ضرورت ہو تو بے شک روپے کو بیچ میں لے آئیے۔ البتہ میں اس بات پر ضرور زور دوں گا کہ مسز وادرسی کو یہ پتہ نہ چلنا چاہئے کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ ٹھیک؟"

آخری الفاظ اس نے میری طرف اچھال دئے اور میں نے سمجھ لیا کہ اب میں اس سے مزید کچھ معلوم نہ کر سکتا تھا۔

میں نے اپنے عقب میں نوٹ بک کے بند کئے جانے کی آواز سنی۔ وہ لڑکی، جو مجھے یہاں تک لائی تھی اور کہیں میرے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی، ہماری گفتگو کو نوٹ کر رہی تھی۔

اب کیا کرنا تھا مجھے؟ پہلے بھی میں نے لوگوں پر اعتبار کیا تھا اور اس کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا تھا کہ میرا بینک بیلنس نہ صرف ختم ہو گیا تھا بلکہ مجھے کچھ رقم اوپر سے قرض لینی پڑی تھی۔ لیکن اس گنبد جیسے سر، تتلیوں جیسے ہاتھ، باریک اور مسحور کن مسکراہٹ والے منے میں کوئی خاص بات تھی جس نے میرے دل کی وہ گھنٹیاں بجا دی تھیں جو صرف اس وقت بجنے لگتی ہیں جب کوئی مخلصانہ اور ایماندارانہ معاملہ طے ہوتا ہے۔

اور میں نے دنیا کے سب سے بڑے احمق کی طرح اس منے کی مسکراہٹ اور آواز سے مسحور ہو کر اور کھلی آنکھوں جال میں پھنس کر کہا:۔

"بہت اچھا۔ مجھے منظور ہے"

اس نے اپنا سر ہلایا اور کہا "شاباش۔ اور آپ نے مجھ پر اعتبار کیا جس کے لئے میں آپ کا مشکور رہوں"

میں نے کہا "تفصیلات کے متعلق کیا ارشاد ہے؟"

"کا ہے کی تفصیلات؟"

"آپ کو اطلاع دینا وغیرہ۔ میرا خیال ہے کہ میں مسلسل سفر ہی کرتا رہوں گا؟

"آپ کا خیال غلط نہیں ہے سٹر کار ور۔ اور ظاہر ہے کہ آپ یہ نہ چاہیں گے کہ انتظامی معاملات آپ کے کام میں روڑے اٹکائیں یا آپ کے لئے بار ثابت ہوں۔ مادام لاتور مسیین آپ کی ہم سفر ہوں گی اور آپ کی فراہم کردہ رپورٹوں کو یہی ہینڈل کریں گی اور سفر اور ہوٹل وغیرہ کا انتظام بھی انہی کے ذمے ہوگا۔ چنانچہ آئندہ سے آپ کسی بھی ڈیوٹی کے لئے، جو آپ کے نزدیک ضروری ہو، مادام لاتور کو طلب کر سکتے یا خود ان کے پاس جا سکتے ہیں۔"

میں نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا۔ لاتور مسیین۔ خاصا شبنمی نام تھا۔ اس نے نوٹ بک پر سے سر اٹھا کر مجھ پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔ بھوری اور بڑی آنکھوں والا کتابی چہرہ جس سے دلی کیفیت کا اندازہ لگانا ناممکن تھا۔ پرکشش چہرہ لیکن حیات سے عاری۔ تقریباً مردہ۔ حالانکہ میرے اندازے کے مطابق کبھی کبھی وہ بہت زیادہ "زندہ" بھی ہو سکتا تھا بشرطیکہ خود لاتور اسے یوں جذبات سے عاری رکھنے کی کوشش نہ کرے۔

"لیکن میں ہر دم انہیں اپنے ساتھ رکھنا نہ چاہوں گا" میں نے کہا

"تو پھر آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ کہاں رہیں اور کیا کرتی رہیں اس وقت تک جب تک کہ آپ کو ان کی ضرورت نہیں پڑ جاتی۔ مادام لاتار آپ کے لئے پوری طرح وقف ہیں

اور وہ آپ کی رپورٹیں مجھے یا ہر اسٹیلن کو بھجواتی رہیں گی۔"

اور یہاں میرا "انٹرویو" ختم ہوگیا۔ میں مادام لانور کی راہبری میں کوری ڈور میں آگیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس معاملے میں کس قدر آگے بڑھ گیا ہوں اور کہاں تک پھنس گیا ہوں۔ اس نے لفٹ کا بٹن دبایا اور جب ہم اس کا انتظار کر رہے تھے تو میں نے کہا:۔

"معاف کیجئے میں آپ کو بار بار مادام لانور میمین کہہ کر نہیں پکار سکتا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بزرگ لیڈی کی توہین طلب کر رہا ہو۔ اس سے پہلے کیا نام آتا ہے؟"

"ویراٹی" وہ بولی۔

"ویراٹی! ہم۔ م۔ م یعنی حقیقت۔ جس کا یہاں بے حد فقدان معلوم ہوتا ہے" میں نے اس کے نام کو لغوی معنی پہناتے ہوئے کہا۔

لیکن میری کوشش محض رائگاں گئی کیونکہ وہ مسکرائی نہیں۔ اس نے اپنی نوٹ بک سے ایک کاغذ پھاڑ کر مجھے دیا۔ اس پر اس نے ایک پتہ اور ٹیلیفون نمبر لکھ دیا تھا۔

"آپ کو فون وغیرہ کہاں کیا جائے؟" اس نے پوچھا۔

لمحہ بھر کے لئے میں شش و پنج میں پڑ گیا پھر کہا:۔

"بھٹکتا رہتا ہوں۔ یہ پیرس مجھے دیوانہ کر دیتا ہے لیکن آپ کوئی سا بھی پیغام ہوٹل فلوریڈا میں میرے نام چھوڑ سکتی ہیں"

لفٹ "کھڑ کھڑ" سے آکر رک گئی۔ ویراٹی نے ہاتھ بڑھا کر میرے لئے دروازہ کھولا۔ لفٹ میں داخل ہو کر میں نے ایک پاؤں جنگلے کے بیچ میں رکھ دیا کہ وہ اسے فوراً ہی بند نہ کر سکے۔

میں نے کہا "ویراٹی! آپ کو یہ انتظام پسند ہے؟"

"ہَر مالکوڈ کی ہر ہدایت پر عمل کرنا میرا فرض ہے"

"اچھا! یعنی ان کی یہ بات بھی کہ میں آپ کو کسی بھی طرح استعمال کر سکتا ہوں اور یہ کہ آپ پوری طرح میرے لئے وقف ہیں؟"

میں اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ یا بشرے پر غصّے کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا تھا۔ میرے الفاظ میں جو معنی پوشیدہ تھے وہ کسی بھی لڑکی کو یا تو مسکرانے پر مجبور کر دیتے یا اسے غصّہ دلا دیتے لیکن یہاں، برف کی اس سِل پر، ان کا یہ اثر ہوا کہ ٹمپریچر ایک دم سے اور بھی گر گیا۔

لفٹ مجھے لے کر نیچے اترنے لگی اور ویراٹی کی آخری جھلک میں میں نے اس کے کالے جوتوں کی نوکیں اور نائلون کی کے ٹخنے دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ وہ اپنے دائیں پیر کا پنجہ ہولے ہولے فرش پر بجا رہی تھی۔ شاید بے چینی سے یا پھر بیزاری سے۔

ہنیس بھی غائب تھا اور کار بھی۔ چنانچہ میں نکڑ تک ٹہلتا ہوا چلا گیا اور یہ انکشاف ہوا کہ میں اپونیوڈی ٹوکیو میں تھا ٹیکسی میں سوار ہو کر اپنے فلیٹ میں پہونچا، نہسکی کے دو جام چڑھائے، آملیٹ بنا کر رات کا کھانا کھایا اور جب پیرس بیدار ہو رہا تھا تو میں بستر میں دبک کر سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مجھے تو یہ کرنا چاہئے تھا کہ ویراٹی کو طلب کرتا اور اسے لے کر کسی نائٹ کلب میں چلا جاتا۔ خدا کی قسم بڑی طوفانی رات گزرتی

اس وقت رات کے ٹھیک تین بجے تھے۔ اتنے یقین سے یہ میں نے اس لئے کہا کہ کسی قریبی گرجا کا گھنٹہ گھر تین کا گجر بجا رہا تھا۔ جب تیسرا گجر بج رہا تھا تو میں نے ایک انسانی سایہ اپنے پلنگ اور کھڑکی کے درمیان سے خاموشی سے گزرتے دیکھا۔ میں نے باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ بڑی مہارت اور پیشہ ورانہ انداز

سے اس نے دروازہ کھولا تھا۔ اس طرح کہ اگر میں جاگ رہا نہ ہوتا تو میری نیند ٹوٹ نہ سکتی تھی

باہر چھپکتی ہوئی نمی اون لائٹ سرخ و سبز روشنی کی لکیریں کمرے میں پھینک رہی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے اس مہمان نیم شبی کو باتھ روم سے کیا مل جانے کی توقع تھی۔ بہر حال اسے جلد ہی پتہ چل گیا کہ وہ چیز باتھ روم میں تو نہ تھی۔ تو واپس آیا اور پلنگ اور کھڑکی کے درمیان کچھ فکرمند سا کھڑا ہو گیا۔ میں اپنا آدھا سر تکئے میں چھپائے چشم نیم باز سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب میں بچہ تھا اور میرے والد کرسمس کے تحفے رکھنے کے لئے دبے پاؤں میرے کمرے میں آجاتے تھے تو اس وقت میں سوتا بن کر ان کی طرف اسی طرح دیکھا کرتا تھا۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا جس طرح کہ مجھے سوتا سمجھ کر میرے والد اطمینان کا سانس لیتے تھے۔ اس کے یوں اطمینان کا سانس لینے پر خود میں نے بھی اطمینان کا سانس لیا کیونکہ اس کے ہاتھ میں کرسمس کا تحفہ نہیں پستول تھا۔

میں نے آہستہ سے کھڑکی کی طرف کروٹ لی اور لکڑی کی طرح سخت اس چیز کا جسے فرانسیسی تکیہ کہتے تھے کونا پکڑ کر گولے کی طرح بستر میں سے نکل آیا۔ یہ تکیہ میں نے اس کی طرف کھینچ مارا جو اس کی کنپٹی پر لگا۔ چونکہ یہ ضرب خلاف توقع تھی اس لئے اس کے لئے خاصی زوردار تھی وہ لڑکھڑایا تو میں نے ایک ٹھوکر اس کے گھٹنوں کے پیچھے لگائی وہ پھڑپھڑا کر گرا اور اس کا سر وارڈروب کے فرش سے ٹکرا گیا۔ میں نے جھک کر اس کا پستول اٹھایا اور اطمینان سے پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا اور بائیں ہاتھ سے اپنے سانس ٹٹولنے لگا۔ ایک آواز میرے دل میں کہہ رہی تھی کہ ننگے پاؤں گھومنا شریفوں کا کام نہیں۔

وہ اپنا سر سہلاتا اٹھ کر بیٹھ گیا تو میں نے کہا:۔

"برادر! مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ جگہ ساؤنڈ پروف ہے اور یہاں سے جاتے وقت میں اس کی صفائی کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوں"

خالص امریکی لہجے میں اس نے کہا "مسیح کی قسم۔ کیا استقبال کیا گیا ہے میرا بھی" اس نے بھی گھوم کر وارڈروب کے دروازے کو ٹھوک بجا کر دیکھا "ہم۔ پرانے فیشن کا اور مضبوط۔ میرے سر کی قاشیں بکھر گئی ہوتیں۔ مجھے ہارڈ جونسن کہتے ہیں۔ کم سے کم ٹی ایچ اے میرا یہی نام ہے"

میں نے کہا "ذرا پارلر میں تشریف لے چلئے۔ لائٹ کی سوئچ تمھارے بائیں طرف ہے"

اس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ سوئچ آن کی۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ میں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور میں خود اس کے اور دروازے کے بیچ میں بیٹھ گیا اور ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ کے شب خوابی کے لباس کی دھاریاں بڑی خوبصورت ہیں" اس نے مسکرا کر کہا

میں نے کہا "شب خوابی کے لباس میں میں ضروری احتیاط برتتا ہوں کیونکہ کیا پتہ کب کون آجائے"

اس نے سر ہلایا "چنانچہ میری آمد سے آپ کو مایوسی ہوئی ہوگی۔ لیکن براہ کرم جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کیجئے"

"نہ کروں گا"

وہ سو فی صد امریکی تھا۔ بے فکر اور خوش طبع۔ بال بھورے اور چھوٹے ترشے ہوئے اور چہرہ کرخت میں نے اس کی عمر کا اندازہ پچیس سال لگایا۔ خاصا تنومند تھا وہ اور اسے دلیر کھیلوں کی صف اول میں آسانی سے کھڑا کیا جاسکتا تھا لیکن امریکی ٹیم کی طرف سے نہیں۔ کیوں نہیں؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہ تھا۔ اس نے ریشمی جاکٹ اور کتھئی رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی۔ عمدہ چمکدار کریپ سول کے جوتے اور ٹائی پن سنہری تھی جس پر ایچ۔ جے۔ کندہ تھا۔

"اجازت ہو تو سگریٹ پی لوں؟" اور اس کا دایاں ہاتھ جاکٹ کی طرف بڑھا۔

میں نے دھمکی آمیز انداز میں پستول ہلایا تو اس کا ہاتھ ادھ بیچ میں ہی رُک گیا۔ میں نے قریبی میز پر سے خود اپنے سگریٹوں کا پیکٹ اور ماچس کی ڈبیہ اٹھا کر اس کی طرف پھینک دی۔

"بڑے محتاط ہو۔ یہ بات مجھے پسند ہے" اس نے سگریٹ سلگائی۔

"مطلب کی بات کرو۔ اپنی نیند میں خلل مجھے پسند نہیں"

لمحہ بھر تک وہ خاموش رہا لیکن بے حرکت نہیں۔ میں اس کے قریب پستول کو فرش پر رگڑتے سن رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "بہت اچھا سو کمپر۔ میں بے لاگ لپیٹ کے سیدھی بات کروں گا۔ تم روپے کی خاطر کام میں پھنسے ہو، ٹھیک؟"

"ہاں"

"ہم جانتے ہیں کہ لندن کی سکریٹ سروس نے تمہیں کام پر لگایا ہے۔ یعنی ہائر کیا ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ واشنگٹن اور لندن کے درمیان آپس میں ذرا چشمک بھی ہو جاتی ہے ——— اسٹاف کے سربراہ کا حسد معاملات میں ذرا اسٹرانڈ پیدا کر دیتا ہے۔ بہر حال ہم بھی تمہیں معاوضہ پر رکھنا چاہتے ہیں۔ جو اطلاع تم لندن بھیجو گے وہ ساتھ ہی ساتھ ہمیں بھی دے دینا۔ ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں یعنی لندن اور واشنگٹن۔ چنانچہ ہری رقم بنا لینے میں کیا ہرج ہے؟ اس کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ بات صیغۂ راز میں رکھی جائے گی کہ تم ہمارے لئے بھی کام کر رہے ہو اور تم روپوں کا انبار سمیٹ لوگے۔ کیا خیال ہے؟"

"یہ باتیں تم میری نیند خراب کئے بغیر خط کے ذریعہ بھی مجھے بتا سکتے تھے"

"نہیں۔ پہلا اور ضروری اصول یہ ہے کہ آدمی کو کام پر لگانے سے پہلے اسے آزما لو۔ اس کی ہمت، پھرتی، عیاری اور بلڈ پریشر وغیرہ معلوم کر لو۔ میں جانتا تھا کہ تم جاگ رہے ہو اس کے باوجود تم نے مجھے دبوچ لیا۔ اس تکیے کا تو مجھے خیال ہی نہ تھا۔ تو کیا جواب ہے تمہارا؟"

میں اٹھا اور ایک قدم ہٹ کر اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

"مختصر یہ کہ نہیں" میں نے کہا۔ "تفصیل سے یہ کہ کسی صورت نہیں۔ مجھ میں ایسی آخر کون سی بات ہے کہ لوگ مجھے ہی پسند کرتے ہیں؟"

"روپیہ" وہ بولا۔ "کھنکتا ہوا روپیہ پیارے۔ ڈھیروں"

اس کی امریکی زبان اب مجھے کھلنے لگی تھی۔ میں نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"شب بخیر جونسن"

اس نے حجت نہ کی اور کہا "اس کے نقصان تمہارا ہی ہے" اور دروازے کے قریب پہونچ کر بولا "میرا پستول اپنے پاس ہی رکھ رہے ہو؟"

میں نے کہا "ہاں۔ میں اسے اپنے نوادرات کے ذخیرے میں شامل کرلوں گا۔ جب میں ریٹائر ہو جاؤں گا تو اسے ساؤتھ کنیگٹن میوزم کو تحفتہ دے دوں گا اور چونکہ اس فلیٹ کے تالے عام سے معلوم ہوتے ہیں اس لئے وہ کنجی بھی عنایت کیجئے جس سے آپ تالا کھول کر اندر تشریف لائے ہیں۔"

میں نے بایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا اور دائیں ہاتھ میں پستول سے بدستور اسے کور کئے رہا۔ ایک لمحے کے کشمکش و پیچ کے بعد اس نے اپنی پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کنجی نکال کر میری طرف پھینک دی۔

میں نے دروازہ کھلا رکھا اور اسے زینہ اترتے سنتا رہا اور پھر میں نے کھڑکی میں سے اسے سڑک عبور کرتے دیکھا۔ میں پھر بستر پر تھا۔ کھنکتے روپے۔ ڈھیروں کیوں نہیں اور میرا معاوضہ ڈالروں میں ہی ادا کیا جا رہا تھا۔ کیا پتہ آگے چل کر وہ روسی سکے روبل بن جائیں ــــ پیارے!

چوتھا باب

چھیڑ خوباں سے...

دوسرے دن صبح سویرے میں نے ہلڈا کو فون کیا۔ اس وقت صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے چنانچہ ہلڈا کے بجائے اس کے باپ نے جواب دیا۔ ریسیور میں وہ حضرت ایسی عجلت میں اور یوں چیخے جیسے ان کے پڑوس میں آگ لگ گئی ہو۔ پھر میں نے انھیں اپنی دنیا کی آواز میں ہلڈا کو آواز دیتے سنا اور ہلڈا کے آنے تک، وہ شاید اپنے بال سنوار رہی تھی یا میک اپ کر رہی تھی کہ نفاست اور سلیقے سے فون پر آئے، بڑے میاں مجھے لندن کے موسم کا حال بتاتے رہے اور لگے ہاتھوں موسم کے متعلق اگلے چوبیس گھنٹوں کی پیشگوئی بھی کر دی۔

ہلڈا فون پر آئی تو نیم خوابیدہ اور خفا تھی کہ اتنی جلدی اسے بیدار کر دیا گیا تھا۔ اس کی ذہنی جمائیوں کی نذر۔ اور سننے کے بعد میں نے اس سے کہا کہ اورام مالکوڈ کے متعلق جتنی بھی معلومات فراہم کر سکتی ہے حاصل کر کے مجھے جلد از جلد فون کر دے۔ لالندر مسیمین کی طرف سے بھی ذرا پریشان تھا چنانچہ میں نے ہلڈا سے درخواست کی کہ وہ اس کے متعلق بھی اگر ممکن ہو تو معلومات فراہم کر دے۔

"خوش ہے؟"

"ہاں۔ ڈیئر" میں نے کہا۔ "میرے حافظے میں فلیش بلب جل رہے ہیں اس کے خلق سرخ و سبز۔ یا میں خواب دیکھ رہا ہوں؟"

"اس وقت تو تمہیں بستر میں ہونا چاہئے۔ گہری نیند میں۔"

میں نے اس سے بحث نہ کی اسے اپنے فلیٹ کا نمبر دیا کہ وہ یہاں مجھے فون کرے اور پھر ناشتہ تیار کیا۔ انڈے اور کافی۔ میں ناشتے پر بیٹھ کر دو اور دو کو ملا کر حاصل چار لانے کی کوشش کرنے لگا۔ مالکوڈ ہنیس کے ذریعہ مجھے اس کام پر لگانا چاہتا تھا کہ میں کٹیا رینا کا پیچھا کروں اور آخر میں اسے بتاؤں کہ مسز داورسی ڈیرے کہاں ڈالتی ہے سٹ کلف بھی یہی چاہتا تھا۔ پھر وہ آدمی تھے جو لندن میں مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے اور مجھے کھیلا پہنا دیا تھا اور پھر وہ امریکی "پیارے" تھا یعنی جونسن ان سب کا مسالک، مقصد یا منزل، جو بھی کہئے یہی تھی۔ اور مسز داورسی سے پتنگ کی طرح بندھی ہوئی وہ تھی۔ کٹیا رینا۔ جو بڑی آزادی سے یوں اڑ رہی تھی کہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہو ہی نہ سکتی تھی۔ ہنیس نے کہا تھا کہ مسز داورسی کٹیا رینا کو "استعمال" کرنے جا رہی تھی۔ کاہے کے لئے؟ مجھے کسی جگہ کٹیا رینا کو دبوچ لینا تھا اس طرح کہ وہ سب کچھ یا بہت کچھ بتا دے یہ کام آسان نہ تھا لیکن کوشش کرنے میں کیا جاتا تھا۔ اگر ہر انسان ہر دوسرے انسان کو "استعمال" کر رہا تھا اور اس کے ذریعہ اچھے اور خاطر خواہ نتائج کی آس لگائے بیٹھا تھا تو پھر کیوں نہ میں بھی اس میدان میں اتر آؤں خواہ سٹ کلف کا خیال ان لوگوں کے متعلق کیسا ہی کیوں نہ ہو جو اپنے بٹوے میں ضرورت سے زیادہ روپیہ ٹھونسنے کی کوشش میں اپنے ہاتھ توڑ بیٹھتے ہیں۔

میں ساڑھے نو تک انتظار کرتا رہا اور پھر ایلزاک ۲۵۔۳۰ کو فون کیا۔ کٹیا رینا کے لئے نجی فون۔ وہ فون پہ آئی تو نیند میں اور بے حد خفا تھی اور جب اسے پتہ چلا کہ فون پر میں ہوں تو وہ اور بھی خفا ہو گئی۔

"بعد میں رنگ کرنا۔" وہ بولی اور میں نے اسے جمائی لیتے سنا۔

"میں آج ہی تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بعد میں فون کرنا۔"

میں نے کہا" آج شام سات بجے ہسولفرنگ پل کے شمالی کنارے پر"

"نہیں"

"تو پھر میں اسی وقت ہوٹل پر آجاؤں ۔

"تو پھر میں تم سے نہیں ملوں گی"

"ملنا ہی پڑے گا ۔ میں کہوں گا کہ میں محکمہ صحت کی طرف سے آیا ہوں اور مالش کرنے کی تعلیم تم نے حاصل کی ہے اس کا سارٹیفکیٹ دیکھنا چاہتا ہوں ہسولفرنگ پل ۔سات بجے ۔

"اچھا"

"شاباش ! اچھی لڑکی ہو تم !"

"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ پل کا شمالی کنارا کون سا ہے"

"دریا کی طرف دیکھنا ۔اگر وہ تمھارے دائیں طرف سے بائیں طرف بہتا نظر آئے تو سمجھ لینا کہ تم غلط کنارے پر ہو ۔بس اسے عبور کر لینا"

"میرے خدا ۔کس قدر مشکل ہے ۔ میں تو ٹھیک بیچ میں کھڑی رہوں گی اور صرف دو منٹ انتظار کروں گی ۔" اس نے فون رکھ دیا اور میں نے تصور کی نظروں سے دیکھا کہ وہ پھر بستر میں گٹھڑی بن کر لیٹ گئی ہے چند ثانیوں تک میں نے اس تصور کو روک رکھا ۔ دلربا تصور تھا ۔

پھر رابرٹ کا ساس، جس نے پیرس میں میرا استقبال کیا تھا، خود اپنی کنجی سے دروازہ کھول کر میرے فلیٹ میں آیا اور بڑی بشاشت سے کہا ۔

"صبح بخیر مادر جانجہ ۔ گہری نیند سوئے ؟"

"کوئی ایک گھنٹے تک ۔ آدھی رات کے بعد ایک ملاقاتی آگیا تھا ۔ اس فلیٹ کی کنجی مستقبہ ہے ۔لیکن تمہیں اس کی کیا فکر"

"کوئی خاص نکر نہیں ۔ زندگی بذاتِ خود ایک عظیم الشان اشتباہ ہے" اس نے مجھ سے اجازت لئے بغیر بچی ہوئی کافی پیالی میں انڈیلی اور ایک ہی دقت میں آدھی پیالی خالی کر کے اور چٹخارہ دے کر کہا "بے حد لذیذ۔ تم یار کافی عمدہ بنا لیتے ہو"

"اس نے اپنا نام ہاورڈ جونسن یا ایسا ہی کچھ بتایا تھا سی۔ آئی۔ اے۔ کی طرف سے پیش کردہ تگڑے سادھنے کی گارنٹی دی تھی"

"بھورے اور چھوٹے ترشے ہوئے بالوں والا، بے فکرا اور خوش طبع، تنومند اور ایک کھیلوں کا کھلاڑی اور کرخت چہرہ، چلت پھرت میں پھرتی۔ یہی تھا تمھارا ملاقاتی؟"

"بالکل۔"

"بچارا ہاورڈ۔ یہ ان میں سے ہے جن کے دماغ وقت سے پہلے پک جاتے ہیں یا یوں ہو کہ ان کی عمر کی مناسبت سے زیادہ تیز اور پختہ ہوتے ہیں۔ کلاس کا بے حد ذہین لڑکا تھا۔ ہر مضمون میں اوّل، سب سے زیادہ نمبر۔ اور پھر جب اس کی آواز بھاری ہو گئی اور بلوغت کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو یہ ہاورڈ دلدل پھُدکتا کلاس سے باہر آ گیا۔ تاہم سی۔ آئی۔ اے۔ نے اس پر کافی روپیہ خرچ کیا ہے اور اب بھی وہ لوگ یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ میاں راہ پہ آ جائیں گے۔ مالکوڈ کا کیا قصہ ہوا؟"

"میرا خیال تھا کہ تم واقف ہو گے۔ اس نے مجھے رکھ لیا۔ دونوں طرف سے کوئی سوال نہیں پوچھا گیا۔"

"بہت جلد تم نے اس پر اعتبار کر لیا"

"مجھے اس کی مسکراہٹ پسند ہے۔ کمرے میں چکا چوند پیدا کر دیتی ہے"

"تمہیں دھوپ کی عینک لگا کر جانا چاہئے تھا"

"سخی داتا ہے یہ مالکوڈ" میں نے کہا "اپنی سکریٹری کو میرے لئے وقف کر دیا ہے۔ اب وہ میری ہم سفر ہے، راہبر ہے، مشیر ہے اور دوست ہے اس کا نام ہے ویرانیکا ٹوریمن"

میں نے کہا " آج شام سات بجے سولفرنگ پل کے شمالی کنارے پر"

"نہیں"

"تو پھر میں اسی وقت ہوٹل پر آ جاؤں۔

"تو پھر میں تم سے نہیں ملوں گی"

"ملنا ہی پڑے گا۔ میں کہوں گا کہ میں محکمۂ صحت کی طرف سے آیا ہوں اور مالش کرنے کی تعلیم تم نے حاصل کی ہے اس کا سارٹیفکٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔ سولفرنگ پل۔ سات بجے۔

"اچھا"

"شاباش۔ اچھی لڑکی ہو تم۔"

"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ پل کا شمالی کنارا کون سا ہے"

"دریا کی طرف دیکھنا۔ اگر وہ تمھارے دائیں طرف سے بائیں طرف بہتا نظر آئے تو سمجھ لینا کہ تم غلط کنارے پر ہو۔ بس اسے عبور کر لینا"

"میرے خدا۔ کس قدر مشکل ہے۔ میں تو ٹھیک بیچ میں کھڑی رہوں گی اور صرف دو منٹ انتظار کروں گی۔" اس نے فون رکھ دیا اور میں نے تصور کی نظروں سے دیکھا کہ وہ پھر بستر میں گٹھری بن کر لیٹ گئی ہے۔ چند ثانیوں تک میں نے اس تصور کو روک رکھا۔ دلربا تصور تھا۔

پھر رابرٹ کا ساس، جس نے پیرس میں میرا استقبال کیا تھا، خود اپنی کنجی سے دروازہ کھول کر میرے فلیٹ میں آیا اور بڑی بشاشت سے کہا۔

"صبح بخیر مادر جانبجہ۔ گہری نیند سوئے؟"

"کوئی ایک گھنٹے تک۔ آدھی رات کے بعد ایک ملاقاتی آ گیا تھا۔ اس فلیٹ کی کنجو منتبہ ہے۔ لیکن تمہیں اس کی کیا فکر۔"

"کوئی خاص فکر نہیں۔ زندگی بذاتِ خود ایک عظیم الشان اشتباہ ہے۔" اس نے مجھ سے اجازت لئے بغیر بچی ہوئی کافی پیالی میں انڈیلی اور ایک ہی دقت میں آدھی پیالی خالی کر کے اور چٹخارہ لے کر کہا "بے حد لذیذ۔ تم یار کافی عمدہ بنا لیتے ہو۔"
"اس نے اپنا نام ہارڈ جونسن یا ایسا ہی کچھ بتایا تھا سی۔ آئی۔ اے۔ کی طرف سے پیش کر گئے تگڑے معاوضے کی گارنٹی دی تھی۔"
"بھورے اور چھوٹے ترشے ہوئے بالوں والا، بے فکرا اور خوش طبع، تنومند اولمپک کھیلوں کا کھلاڑی اور کرخت چہرہ، چلت پھرت میں پھرتی۔ یہی تھا تمھارا ملاقاتی؟"
"بالکل۔"
"بچارا ہارڈ۔ یہ ان میں سے ہے جن کے دماغ وقت سے پہلے پک جاتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کی عمر کی مناسبت سے زیادہ تیز اور پختہ ہوتے ہیں۔ کلاس کا بے حد ذہین لڑکا تھا۔ ہر مضمون میں اوّل، سب سے زیادہ نمبر۔ اور پھر جب اس کی آواز بھاری ہوئی اور بلوغت کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو یہ ہارڈ دلدل پھدکتا کلاس سے باہر آگیا۔ تاہم سی۔ آئی۔ اے نے اس پہ کافی روپیہ خرچ کیا ہے اور اب بھی وہ لوگ یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ میاں راہ پہ آجائیں گے۔ مالکوڈ کا کیا قصہ ہوا؟"
"میرا خیال تھا کہ تم واقف ہو گے۔ اس نے مجھے رکھ لیا۔ دونوں طرف سے کوئی سوال نہیں پوچھا گیا۔
"بہت جلد تم نے اس پر اعتبار کر لیا۔"
"مجھے اس کی مسکراہٹ پسند ہے۔ کمرے میں چکاچوند پیدا کر دیتی ہے۔"
"نہیں دھوپ کی عینک لگا کر جانا چاہئے تھا"
"سخی داتا ہے یہ مالکوڈ" میں نے کہا "اپنی سکریٹری کو میرے لئے وقف کر دیا ہے۔ اب وہ میری ہم سفر ہے، راہبر ہے، مشیر ہے اور دوست ہے اس کا نام ہے دیرانا ماریمنٹ

"فصل کب کی ہے؟"

"یہی کوئی انیس سو چھتیس کی۔ واقعے میں ذرا پھیکی معلوم ہوتی ہے۔ تاہم مجھے اُمید ہے کہ آگے چل کر اگر پیا سے دلچسپ نہیں تو گوارا ضرور رہ جائے گا۔ بہرحال وہ مسز وادرسی کے تعاقب میں میرے ساتھ چل رہی ہے۔

رابرٹ نے منہ بنا کر کہا "میں سمجھتا ہوں یہ بات ہمیں پسند نہ آئے گی"

"ہم" سے اس کا مطلب کیا ہے یہ میں جانتا تھا تاہم میں پریشان نہ ہوا۔

"تم اب اس میں پھنس گئے ہو اور میں بھی پھنس گیا ہوں۔ چنانچہ دیکھا جائے گا" میں نے کہا "اچھا اب اس فلیٹ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ بن بلائے مہمان اور ملاقاتی مجھے پسند نہیں"

"تم ان سے نپٹ سکتے ہو لیکن مناسب ہو گا کہ میں اس فلیٹ سے اب دور ہی رہوں ہر شام چھ اور ساڑھے چھ کے درمیان جارج پنجم کے بار میں آجایا کرو۔ آج سے شروع کرو یہ سلسلہ۔ اگر دوسرے کو کوئی رپورٹ دینی ہوئی تو یہ کام ہم وہیں کریں گے۔ یہاں تو مجھے آسانی سے گرفتار کیا جا سکتا ہے"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "تم اپنی حفاظت آپ کر لیا کرو"

"میں اس کا عادی ہوں"

اور وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔

بارہ بجے ہلڈا اپنی تحقیقات کا مسالہ لے کر فون پر آگئی۔ میں کھڑکی کے سامنے میز پر بہت سے کاغذ لے کر بیٹھ گیا اور ریسیور کان سے لگا کر ہلڈا کی رپورٹ کا خلاصہ لکھتا رہا۔

یہ اختصار تین سو الفاظ پر مشتمل تھا۔ اختصار کرنے میں ہلڈا اپنا جواب نہیں رکھتی وہ جنگ اور امن جیسے گیارہ سو صفحات کے ناول کو مختصر کر کے صرف تین صفحات میں

مکمل کر سکتی ہے ــــ اور ہلڈا کا یہ اختصار تھا ویراٹی کے اس مقدمے کا جو اس پر اپنے شوہر کے قتل کے سلسلے میں انیس سو ستاون میں چلایا گیا تھا۔ تو ویراٹی اپنے شوہر کی قاتلہ تھی ــــ مقدمے کی تفصیلات "نیوز آف دی ورلڈ" میں شائع ہوئی تھی۔ تو یہی وجہ تھی کہ ویراٹی کا نام سن کر میرے دماغ میں دھندلی یادوں کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں ــــ میں مسز مسلیڈ کے باورچی خانے میں اکڑوں بیٹھ کر نیوز آف دی ورلڈ دیکھ لیا کرتا تھا ــــ یماغس کی فرانسیسی جیوری نے ویراٹی کو بری کر دیا تھا۔ بڑا ہی عجیب اور سنسنی خیز مقدمہ تھا۔

رہا مالکوڈ تو وہ فورڈز، روتھ شلڈ، نفیلڈ وغیرہ ایسے ہی دوسرے بڑے لوگوں کی صف میں آتا تھا۔ اس کے بینک تھے، جہاز تھے، میوزیم تھے چیریٹی ٹرسٹ تھے اور اس نے ریسرچ اسکالرشپ بھی جاری کر رکھی تھی۔ مالکوڈ یہودی تھا، ہمبرگ میں پیدا ہوا تھا اور غیر شادی شدہ تھا۔ لندن کے اخبار "ٹائمز" کے ایک مضمون کا اختصار بھی ہلڈا نے مجھے سنایا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ مالکوڈ نے ایک نیا ریسرچ فنڈ جاری کر رکھا ہے۔

ہلڈا کے اس "اختصار" کو دوسری دفعہ پڑھنے کے بعد میں نے وسکی کا ایک خاصا بڑا جام بھرا اور پہلے ہلڈا کا جام صحت پیا ــــ بڑے کام کی عورت تھی یہ ہلڈا ــــ اور جام میں جتنی کچھ شراب بچ رہی تھی اسے ویراٹی کے نام پر پی گیا۔ بر فیلی عورتیں پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بنائی جاتی ہیں۔

چھے بجنے کے چند سکنڈ بعد ہی میں جارج پنجم میں پہنچ گیا بار میں ایک امریکی، جس نے یہ چوڑی ٹائی لگا رکھی تھی، میری میز پر بیٹھا مجھے اپنے ایک دوست کی طویل داستان سنانے لگا۔ میں منتظر رہا لیکن یہ داستان بوستانِ خیال بنتی گئی اور امریکا

اختتام کہیں نظر نہ آیا۔ مارٹینی کے دوسرے جام پر میں اس کی داستان سے اکتانے لگا۔ مارٹینی جب میرے سامنے رکھی جا رہی تھی تو میں نے دیکھا رچرڈ مانسٹن بار میں آگیا۔

مجھ جیسے اکتا ئے اور تھکے ہوئے آدمی کے لئے اس وقت مانسٹن گویا ایک فرحت بخش نخلستان تھا لیکن میں نے فوراً سمجھ لیا کہ فی الحال وہ مجھ سے ملنا نہ چاہتا تھا۔ وہ مجھ سے تین گز آ کر ٹھیر گیا اور وہسکی اور سوڈے کا آرڈر دیا۔ اس نے لمبا کوٹ پہن رکھا تھا اور دو چھوٹے تمغے لگا رکھے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک حسین عینک بھی لگا رکھی تھی اور کمال ہے کہ اس نے اپنے بالوں کو بھی خوبصورت سنہرا رنگ دیا تھا۔ وہ مجھ سے ایسا انجان رہا کہ مجھے شک ہونے لگا کہیں مجھے کوئی دھوکہ تو نہیں ہو گیا ہے۔ اس نے انجان نظر ڈالی سی میری طرف، پھر میرے پیچھے امریکی کی طرف اور پھر اس کے پیچھے دیوار کی طرف دیکھا اور تب اس کے، یعنی مانسٹن کے آرڈر کی تعمیل کرتے ہوئے بارمین نے کہا :۔

"خوش آمدید۔ سر الفرڈ"

میں نے یہ سنا تو مانسٹن کی طرف پیٹھ کر کے امریکی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پانچ منٹ بعد مانسٹن بار کے قریب سے ہٹ آیا۔ وہ میرے قریب سے گزرا۔ میں منتظر تھا۔ جب وہ باہر چلا گیا تو میں نے ایک جمائی لے کر اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ بے شک اس میں ایک لفافہ تھا۔ یہ لفافہ مانسٹن میرے قریب سے گزرتے وقت میری جیب میں ڈال گیا تھا اور ایسی مہارت سے کہ کسی کو پتہ نہ چلا تھا سوائے میرے اور میں نے بھی ایک ہلکا سا بے حد نامعلوم لمس محسوس کیا تھا اور بس۔ یہ کام اتنے بہتر طور پر مانسٹن ہی کر سکتا تھا۔ ایک اور شخص بھی اس کام کا ماہر تھا لیکن وہ اس وقت پارہرسٹ میں پڑا تھا جہاں اس کی اس

قابلِ رشک مہارت کو زنگ لگ رہا تھا۔

اس بکواسی امریکی کو مزید دس منٹ تک برداشت کرنے کے بعد میں اٹھا اور ٹہلتا ہوا بار سے باہر آگیا۔ ہوٹل کی لابی میں پہونچ کر میں جلدی سے پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو گیا اور سگریٹ جلانے لگا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ کچھ زیادہ ہی منہ کی طرف اٹھا رکھے تھے اور سامنے کی دیوار میں لگے ہوئے آئینے میں وہ دیکھ رہا تھا جو میرے پیچھے ہو رہا تھا۔ ہوٹل کے پھاٹک کی طرف تین ہستیوں کا جلوس جا رہا تھا۔ مسز وادرسی، کیٹارینا جس نے شام کا عمدہ لباس پہن رکھا تھا اور ان کے ساتھ ـــــ سر الفرڈ یعنی میرا دوست ماسٹن۔ میں نے انہیں جاتے دیکھا اور مجھے یہ خیال بھی نہ آیا کہ ٹیکسی لے کر سلفرنو پل پر پہنچ جاؤں۔ کیٹارینا نے جس قسم کا لباس پہن رکھا تھا اور جس طرح سے بنی سنوری تھی اس طرح سولہ سنگار کر کے دنیا کی کوئی لڑکی دنیا کے کسی بھی پل پر دنیا کے کسی بھی مرد کا انتظار نہ کر سکتی تھی بلکہ دو منٹ کے لئے کھڑی بھی نہ رہ سکتی تھی۔ سبز رنگ کی بھڑکیلی پوشاک، سفید فر جو ذرا بازاری قسم کا تھا اور اس کی نیلی نیلی آنکھوں میں منڈلاتی ہوئی عنابی سی دھند۔ یہ مست کن دھند، میں نے اندازہ لگایا، ماسٹن عرف سر الفرڈ کے لئے تھی لیکن میرے دل میں رشک و رقابت کے شعلے نہ بھڑکے کیونکہ میں جانتا تھا کہ ماسٹن کو رجھانے کی اس کی تمام کوششیں محض بیکار ثابت ہوں گی۔

میں نے وہ دروازہ کھولا جس پر لکھا تھا "مردوں کے لئے" اور اندر پہونچ کر وہ لفافہ نکالا جو میرے قریب سے گزرتے وقت ماسٹن نے میری جیب میں ڈال دیا تھا اس میں ہوٹل کے کسی کمرے کی کنجی، ایک سگریٹ اور ایک خط تھا۔ اس میں لکھا تھا۔

"تو تم آگئے واپس۔ خوش آمدید دوست۔ کمرہ نمبر ایک سو ایک میں ذرا طائرانہ نظر ڈال آؤ احتیاط اور نفاست کی ضرورت نہیں۔ تم اس کمرے میں سگریٹ پھونک سکتے اور اس کے ٹکڑے جہاں چاہو پھینک سکتے ہو۔ ہماری ملاقات پھر بھی ہوگی لیکن خیال رہے نہ تم مجھے پہچانتے ہو اور نہ میں تمہیں۔ خواہ کچھ ہی

کیوں [illegible] ہونے دو گے کہ مجھے جانتے ہو۔ اور دیکھو کسی کی طرف راغب نہ ہو جانا۔ یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ پھر کہتا ہوں سنبھل کر۔ سفر میں خدا تمھارا نگہبان ہے۔

آر۔ اے۔ ڈی۔ آئی"

سگریٹ ٹب والی تھی اس پر لکھا تھا "بوگارڈ فلٹر"۔ میں جانتا تھا کہ اس کا ذائقہ بے حد کڑوا کسیلا ہوگا۔ یہ پیغام میں نے پھاڑ دیا اور ٹب میں ڈال کر ٹنکی کی زنجیر کھینچ لی۔ پانی کاغذ کے پرزوں کو گردش میں بہا لے گیا۔ پڑھ لو اور تلف کر دو۔ یہ میرا اصول ہے۔ چند منٹ بعد میں لفٹ میں تھا جو مجھے اوپر لے جا رہی تھی اور میں مستقبل کے معاملے پر غور کر رہا تھا۔ آئندہ جہاں کہیں بھی میری ملاقات مانسٹن سے ہو مجھے اسے پہچاننا نہیں تھا اور مجھے کسی کی طرف "راغب" بھی نہیں ہونا تھا۔ میں مسکرایا۔ وہی بات، جذبات پر قابو رکھو۔ لیکن جب مجھے یاد آیا کہ یہ بزرگانہ مشورہ مانسٹن نے دیا ہے تو میری مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ ہاں۔ یہ مشورہ مجھے کوئی بھی دے سکتا ہے لیکن مانسٹن نہیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ معاملہ سنگین تھا اور میں اس میں پھنس گیا تھا، بہت گہرائی تک اتر گیا تھا۔ کاش کہ میں نے ہنیس اشٹیبن سے معاوضہ نہ لیا ہوتا۔ کاش کہ میں نے ہلڈا کے مشورے پر عمل کر کے اشٹیبن کے سامنے صاف انکار کر دیا ہوتا۔

کمرہ نمبر ایک سو ایک ایسا ہی داخلی سا سوٹ تھا جیسا کہ پچاس گنی فی یوم کے حساب سے مل جاتا ہے۔ اس کی ایک چھوٹی سی لابی تھی، ایک نشست گاہ اور اس کے دونوں طرف ایک ایک خوابگاہ۔ "طائرانہ نظر ڈالنے" کی ابتدا میں نے مسز واربی کی خوابگاہ سے کی اور معلوم ہوگیا کہ بڑی بی دنیا کی بھوہڑ عورتوں کی صف اول میں تھیں۔ میں نے ایک ایک چیز کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا، ایک ایک کونے کی تلاشی لی۔ بڑی بی کا وارڈ روب اتنا عظیم الشان تھا کہ اس میں کسی بھی تاریخی فلم کی تمام ایکٹریسوں کے لباس رکھے جا سکتے تھے

اور زیورات اتنے سادے تھے کہ دنیا کے سب سے زیادہ مشہور جوہری کے شوکیس میں رکھے جا سکتے تھے۔ میرا جی چاہا کہ ان جواہرات کو اپنے قبضے میں کر کے اسی وقت سے روپوش ہو جاؤں اور پھر دنیا کے کسی دور افتادہ ملک میں ایک راجہ کی طرح زندگی کے دن گزار دوں۔ آگے چل کر جو کچھ ہوا اور جن خطرات کا مقابلہ مجھے کرنا پڑا ان کے پیش نظر بعد میں مجھے بے حد افسوس ہوا کہ میں نے اپنے اس ارادے کو جامۂ عمل کیوں نہ پہنا دیا۔ میری اس تلاشی کا کوئی اطمینان بخش نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ نہ تو مسز دادرسی کی خوابگاہ میں اس کے نجی کاغذات تھے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جو اس پراسرار بڑھیا کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈال سکتی۔ البتہ جس ایک چیز نے میرے شوقِ تجسس کو بھڑکایا وہ ایک لمبا اور نرم چرمی خول تھا جو ایک سفید چرمی کیس کے پھندے میں سے مل گیا۔ یہ سفید چرمی کیس زمانۂ قدیم کے سے زیورِ جامہ سے نصف کے قریب بھرا ہوا تھا۔ اس لمبے ہاتھی دانت کی تین چوڑیوں یا حلقوں سے اوپری سرے سے نچلے سرے تک سجا ہوا تھا۔ کوڑے کا دستہ میں نے اندازہ لگایا، عمدہ اور نرم فولاد کا تھا جس پر مراکشی چمڑا منڈھا ہوا تھا اور دستے کے نچلے سرے سے ایک چار فٹ لمبا چابک لٹک رہا تھا۔ اور آپ جانیے یہ کوڑا کھلونا نہ تھا کیونکہ جب میں نے اسے ہاتھ میں لے کر مشق کے طور پر دو چار دفعہ گھمایا ہے تو ہوا "سوں" سوں کر کے کٹ گئی۔

نشست گاہ میں سے کوئی چیز نہ ملی۔ چند اخبار تھے اور چند رسالے۔ سائڈ بورڈ پر شراب کی بوتلیں تھیں اور چاکلیٹ کا ایک بڑا ڈبہ۔ میں نے ایک چاکلیٹ کھایا، بےحد عمدہ تھا۔ اپنے لیے وہسکی اور سوڈا کا جام بھرا، آدھی سگریٹ پھونک گیا اور بقیہ ایش ٹرے میں ڈال دی۔ سگریٹ اتنی بدمزہ نہ تھی جتنی کہ توقع تھی۔

کٹیارینا کی خوابگاہ صاف ستھری تھی۔ ہر چیز اپنی جگہ پر قرینے سے رکھی ہوئی تھی۔ لباس اس کے پاس زیادہ نہ تھے لیکن جتنے بھی تھے تہ کر کے بڑی احتیاط سے رکھے ہوئے تھے۔ شب خوابی

کا لباس بستر پر دھرا ہوا تھا۔ یہ ریشمی تھا، ملائم تھا اور ہلکے آسمانی رنگ کا تھا۔ میز پر ایک سفری کیس تھا اور اس میں کٹیارینا کا پاسپورٹ تھا۔ جرمن پاسپورٹ تھا۔ کٹیارینا ہگاسیکمان بے حد عمدہ اور شیریں نام۔ اس کے ویزا کے اوراق الٹے تو اس پر یوگوسلاویہ کا ویزا سٹیمپ تھا۔ یہ ویزا ایک دن پہلے پیرس کے سفارت خانے سے جاری کیا گیا تھا۔ جو اگلے تین مہینے تک کے لئے تھا۔ اس کے ساتھ "ایر فرانس" کے ڈاکومنٹ تھے جو پیرس سے ڈوبرونک (دایا زگرب) کے تھے اور دوسرے دن کے تھے۔ ساتھ میں یوگوسلاویہ ٹراول کمپنی کا سیاحی اٹیلاس تھا اور اس میں ہوٹل ارجینٹنا، ڈوبرونک کے دو کمروں کے رزرویشن کی رسید تھی میں نے کیس اور اس کا اثاثہ فرش پر پھینک دیا اور ان چیزوں کو کیس میں بند کر کے میز پر رکھنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔

پانچ منٹ بعد میں ایونیو جورج پنجم کا موڑ مڑ کر حبیبس ایلاسنر میں آچکا تھا۔ ایک کیفے تلاش کیا اور اخبار لے کر ایک میز کے سامنے بیٹھ گیا۔ میرا ایک گھوڑا ریس میں اوّل آیا تھا۔ واہ۔ پھر میں نے ویراٹی لاتورسمین کو فون کر کے پوچھا کہ کیا وہ رات کا کھانا میرے ساتھ کھانا پسند کرے گی۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے بالوں کو "شامپو" کر رہی ہے اور شام کا کھانا اپنے فلیٹ میں کھا رہی ہے اور یہ کہ اگر میں اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا تو اسے مسرت حاصل ہوگی۔

میں کیفے سے باہر نکل کر ٹیکسی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ کہیں سے رابرٹ کاسالس نکل کر میرے قریب آیا اور سگریٹ سلگانے کے لئے ماچس طلب کی اس نے کاشتکاروں کا سا اودے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور نقلی مونچھیں لگا رکھی تھیں میں نے کہا۔ خدا کی قسم! کیا سوانگ بھر رکھا ہے؟ وہ ہارڈ جونسن بھی اسی لباس میں تمہیں پہچان سکتا ہے۔"

"پسند آیا میرا یہ بھیس؟"

"پیروں میں صرف کھڑاؤں کی کسر ہے"
میں نے لائٹر سے اس کی سگریٹ جلائی۔ اس نے دھوئیں کی ایک کلی کرنے کے بعد کہا۔
"شکریہ مادر جامبو۔ ایک پیغام ہے تمھارے لئے، ہوٹل فلورٹیڈا میں چھوڑ آیا ہوں اور میرا خیال ہے تم بھی میرے لئے کوئی اطلاع سمیٹ لائے ہو۔"

وہ میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا لیکن کچھ اس طرح سے کہ میں جانتا تھا کہ رابرٹ میرے ساتھ ہے لیکن دیکھنے والے یہی سمجھتے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے انجان ہیں۔ ذومعنی لفظ تو سنے تھے لیکن ذومعنی "ساتھ" آج دیکھا۔ کمرہ ایک سو ایک میں اپنی تلاش کے نتائج کی تفصیل میں نے اسے سنا دی اور اس کوڑے کا ذکر میں نے خصوصیت سے کیا جس کی موجودگی سنروادرسی کے سامان میں میری سمجھ میں نہ آئی تھی۔ رابرٹ نے میرے ہاتھ میں جلدی سے ایک لفافہ تھما دیا۔ اور اندھیرے میں الف لیلہ کے جن کی طرح غائب ہوگیا۔ یہ سگریٹ سروس والے دفعتہً ظاہر اور پھر یکایک غائب ہوجانے میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔

ٹیکسی میں سوار ہوکر میں نے لفافہ کھولا۔ کیٹارینا کی طرف سے تھا اور جب میں نے رقعہ پڑھا تو سوچا کہ کمرہ نمبر ایک سو ایک میں بیکار ہی اپنا وقت میں نے ضائع کیا تھا۔ لکھا تھا۔

> "افسوس ہے ڈارلنگ۔ پل پر آنے کا وعدہ وفا نہ کرسکوں گی سفارتخانے کی حد درجہ بیزار کن مگر عظیم الشان دعوت میں شریک ہونا ہے۔ کل صبح کے ہوائی جہاز سے دوبرونک جا رہی ہوں۔ کیا وہاں بھی کوئی پل ہے؟
>
> پیار۔
>
> "کیٹارینا"

یہ اسے یقین ... تھا کہ وہ جہاں بھی جائے گی میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گا؟

کیٹارینا مجھے یہ بتا رہی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے حالانکہ دوسرے لوگ یہی معلوم کرنے کے لئے مجھے معاوضہ دے رہے تھے۔ کیوں؟ یہ واقعی عجیب بات تھی۔

جہاں تک مجھے یاد ہے یہ میری زندگی میں پہلا موقع تھا کہ میں ایک ایسی عورت کے ساتھ رات کا کھانا کھا رہا تھا جس نے اپنے شوہر کو گولی مار دی تھی۔ اس وقت میں نے پہلی دفعہ تنقیدی نظر سے ویرائٹی کی طرف دیکھا اور وہ میری کسوٹی پر پوری اتری تھی اس کا چہرہ قدرت کا شاہکار نہ سہی حسین نمونہ ضرور تھا۔ ہڈیوں کی ساخت ایسی تھی کہ روشنی کسی زاویے سے ہی کیوں نہ پڑے اس کے چہرے پر روشنی کے سایوں کا کچھ ایسا امتزاج پیدا ہو جاتا تھا کہ دل میں بے قراری کی لہریں پیدا ہو جاتی تھیں۔ اس کی گہری بھوری آنکھوں کی پلکیں لانبی تھیں اور اس کی پتلی اور گہری بھوئیں ایسی تھیں کہ جی چاہتا تھا ہاتھ بڑھا کر انہیں انگلی سے رگڑ کر مٹا دیں حالانکہ میں جانتا تھا کہ بھوئیں نقلی نہ تھیں۔ جب تک میں اس کے ساتھ رہا وہ ذرا بھی نہ مسکرائی لیکن میں جانتا تھا کہ جب وہ مسکرائے گی تو اس کی مسکراہٹ میرے طویل انتظار کا بدلہ چکا دے گی چنانچہ مجھے صبر و سکون سے اس کی تاتل مسکراہٹ کا انتظار کرنا تھا۔

ویرائٹی کا فلیٹ بے حد صاف ستھرا اور اس عورت کی نفاست پسندی کا بہترین ثبوت تھا۔ باورچی خانہ آپریشن تھیٹر کی طرح صاف تھا اور ویرائٹی پکانا جانتی تھی۔ کھانے کی میز پر تلے ہوئے اور کالی مرچ چھڑکے ہوئے گائے کے گوشت کے پتلے ورق تھے اور ریمراسونٹ شراب کی ایک بوتل جو اس نے بہت کم پی۔

میں نے کہا "مسز وادرسی اور کیٹارینا کل بذریعہ ہوائی جہاز ڈربرونک جا رہے ہیں۔ ان کا قیام ہوٹل ارجینٹنا میں رہے گا۔ میرے خیال میں ہمیں بھی یہی کرنا ہے لیکن اسی ہوائی جہاز سے نہیں۔ دوسرے دن، دوسرے ہوائی جہاز سے بشرطیکہ ایسا کرنا ضروری ہوا۔ تو تم انتظام کر لو گی؟"

"کر لوں گی" وہ ناشپاتی کے چھلکے اتار رہی تھی۔ بڑی نفاست سے، بڑی مہارت سے۔ چھلکے کا ایک ٹکڑا ابھی میز پر نہ گر رہا تھا اور چھلکے کے اندرونی گودے کا ایک ذرّہ بھی نہ چپکا ہوا تھا۔

"ہر مالکوٹ کو مطلع کر دینا کہ میں مسز وادرسی کے ہوٹل والے فلیٹ کی تلاشی لے چکا ہوں اس میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ پرانی فیشن کے لباس تھے ــــ البتہ اس کے سامان میں ایک کوڑا ضرور ہے"

"کوڑا؟" دیرانٹی کے لہجے میں حیرت نہ تھی۔ اس نے چاقو سے ناشپاتی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

"ہاں۔ پرتکلف اور نفیس چیز ہے لیکن کارآمد ہے"

اور میں نے کوڑے کی ساخت بیان کر دی۔

جب میں خاموش ہوا تو وہ بولی "لو۔ یہ کھالو۔ میں پوری نہ کھا سکوں گی" اس نے آدھی ناشپاتی میری پلیٹ میں رکھ دی" ان کے کمرے میں گھسنا ضروری تھا؟"

"اس کے بغیر میں معلوم ہی نہ کر سکتا تھا کہ وہ دونوں کل یہاں سے روانہ ہو رہی ہیں۔ اور یہ لفظ "گھسنا" تم نے غلط استعمال کیا ہے۔ میں نے کنجی مستعار لی تھی اور شریفوں کی طرح دروازے سے اندر داخل ہوا تھا"

"بڑے مستعد ہو"

اس کے لہجے سے میں معلوم نہ کر سکا کہ یہ سوال تھا یا میری تعریف۔ میں نے ناشپاتی میں اپنے دانت نکوس دئے۔ اور میں جانتا تھا کہ ایسا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کا تھوڑا سا عرق میری ٹھوڑی پر بہ گیا۔ دیرانٹی نے جھک کر میرا نیپکن اٹھا لیا جو فرش پر گر گیا تھا۔ اور اب دفعتہً مجھے احساس ہوا کہ وہ کون سی چیز تھی جو مجھے اور دیرانٹی کو مختلف خانوں میں رکھ رہی تھی۔ اس کا سلوک میرے ساتھ بزرگانہ تھا۔ وہ

مجھے کم عمر اور ناتجربہ کار بچہ تصور کر رہی تھی۔ پھل مجھے چھلکے اتار کر دے رہی تھی، میرا منہ صاف کر رہی تھی اور میرے جام میں شراب کی مناسب مقدار انڈیل رہی تھی چنانچہ پیار سے اسے ایک فرمانبردار بچے کی طرح پی جاؤ۔ مجھے یہ بھی منظور تھا۔ لیکن ایک آواز میرے کان میں کہہ رہی تھی کہ مجھ سے ایسا سلوک کر کے وہ اپنے آپ کو میرے ساتھ محفوظ سمجھ رہی تھی ــــ میرے ساتھ ــــ اور یہ وہ عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر صرف چند قدم کے فاصلے سے یکے بعد دیگرے تین گولیاں چلائی تھیں۔ اور پھر بڑے سکون سے پولیس کو فون کیا تھا۔

"ہونا ہی پڑتا ہے" میں نے کہا۔ وہ کافی تیار کرنے باورچی خانے کی طرف جا رہی تھی اور نصف فاصلہ طے کر چکی تھی۔

"کیا ہونا پڑتا ہے؟" اس نے میری طرف سر گھما کر پوچھا۔

"مستعد"

"اچھا وہ! ــ ہاں"

وہ باورچی خانے میں چلی گئی اور دونوں ہاتھوں پر ٹرے اٹھائے واپس آئی جس میں دو کپ تھے اور ایک چائے دانی جس میں وہ تیز کافی تھی جو پیٹ میں پہنچنے کے پندرہ منٹ بعد معدے میں لاتیں چلانے لگتی ہے۔

ویرانی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "اور کامل بھی؟"

"کامل؟"

"ہاں" اس نے سگریٹ کیس کھول کر میری طرف بڑھا دیا، سگریٹ میں نے ہونٹوں میں دبائی تو ویرانی کے ہاتھ میں لائٹر بھڑک اٹھا [illegible] مگر پولیس کا [illegible] خطرہ میں سمجھتی ہوں تم نے ہر مالکوڈ کے متعلق تحقیقات کر لی ہوں گی"

"ہاں جتنی کچھ ہو سکا۔ ان کی دولت کے اندازے [illegible] جو تم نے [illegible] آسمان کو چھو رہی ہے"

وہ مسکرائی نہیں۔
"وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ اور ہیں ؟"
"تم ؟"
"میرے متعلق بھی تو تحقیقات کی ہو گی ؟ قدرتی بات ہے"
میں نے کہا "قطعی نہیں"
اس نے اپنی سگریٹ جلائی اور بغیر کسی جذبے کے کہا :۔
"جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں تمھارے اس جھوٹ کی قدر کرتی ہوں شکریہ"
اس کا کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا چنانچہ میں ہتھیلی کا پیندا ناخنوں سے بجانے لگا۔
"اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا" وہ بولی۔
وہ مجھے ڈانٹ رہی تھی۔ کم عمر بچہ جو تھا یا پھر وہ بے چین تھی۔
"سیاحوں کے موسم میں" میں نے بدستور ہتھیلی پر ناخن بجاتے ہوئے کہا "تم یہ آواز پورے [illegible] اور یہ آواز پیدا کرنے والے ہوں گے انگریز"
پھر بھی وہ نہ مسکرائی اور یاد پڑتا ہے کہ یہی وہ گھڑی تھی جب میں نے خود اپنے آپ سے شرط لگائی کہ ان ہونٹوں پر اگلے پانچ دنوں میں مسکراہٹ پیدا کرنے میں ناکام رہا تو دس پونڈ کا ایک چیک لندن کے کسی خیرات خانے کو بھیج دوں گا۔
وہ بولی "کچھ پیو گے ؟"
"نہیں۔ شکریہ"
"وسکی اور سوڈا ؟"
"آ۔ آں۔۔۔۔۔۔۔"
وہ اٹھ کر الماری کی طرف جا رہی تھی [illegible] نے میری طرف [illegible] کرکے پوچھا
[illegible]

وہ ایک کے بعد دوسرا ایسا سوال پوچھتی تھی جس کا تعلق پہلی بات یا سوال سے نہ ہوتا تھا چنانچہ اس کا ساتھ دینے کے لیے چھلانگیں لگانی پڑتی تھیں۔ اس کے سوال گویا غزل کے شعر تھے۔

"ہاں" میں نے کہا

"تو مناسب ہوگا کہ ہوائی جہاز میں سوار ہونے سے پہلے تم اپنا پستول مجھے دے دو۔ میں اسے آسانی سے کسٹم والوں سے بچا لوں گی"

"بہت اچھا۔"

لیکن میں سوچ رہا تھا کہ ڈبراٹی کا جسم ایسا تھا کہ اگر اس نے یہ پستول اپنے گھیر اور بنڈی کے نیچے چھپایا تو وہاں جو ابھار پیدا ہوگا وہ خاصا نمایاں ہوگا۔ میں یہی بات اس سے کہنا چاہتا تھا لیکن پھر اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ وہ پھر کبھی مسکرائے گی مجھے بے چینی ہونے لگی تھی اور عورتوں کو لبھانے کی اپنی صلاحیتوں پر سے میرا اعتبار اٹھ چلا تھا جب میں اس سے رخصت ہوا ہوں تو جھنجلایا ہوا تھا۔

میں نے فرانسیسی انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔ اس کی انگلیاں لمبی، نرم اور سرد تھیں۔ وہ بولی :-

"اس دعوت سے اور تمہارے ساتھ سے مجھے بھی لطف آیا مسٹر کارور لیکن مناسب ہوگا کہ میں ایک بات صاف کر دوں"

"ضرور" میں نے کہا، "پورے دن میں آپ وہ پہلی ہستی ہوں گی جو بات صاف کرتی ہیں"

"ہاں میں ہوں" وہ بولی "تم بے حد عمدہ آدمی ہو اور چونکہ ہم دونوں کا ساتھ رہے گا اس لیے بہت زیادہ ملاقاتیں بھی ہوں گی لیکن یہ جان لو کہ تمہیں اپنے ساتھ، ایک ہی بستر میں سلانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے"

اور اس وقت اس نے مجھے غصہ دلا دیا۔

"یہ بنانا ضروری تھا؟" میں نے کہا

"ماضی کے تجربات کے پیش نظر ضروری تھا۔"

اور جب میں نیچے پہونچا ہوں تو اس کتے کی طرح محسوس کر رہا تھا جسے پچکارنے کے فوراً بعد ہی لات مار کر سیڑھیوں پر سے نیچے پھینک دیا ہو

میں نے سڑک عبور کرنے کے لئے فٹ پاتھ سے نیچے قدم رکھا ہی تھا کہ ایک کار دور سے بھاگتی ہوئی آئی، دفعتہ اس کی ہیڈ لائٹس جل اٹھیں اور وہ گھوم کر خطرناک تیزی سے میری طرف آئی۔ میں نے ڈرائیور کا ارادہ سمجھ لیا اور فوراً ہی میں نے فٹ پاتھ کی طرف چھلانگ لگا دی اور وہ کار، جو یقیناً میرے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوئی۔ اپنا نشانہ صرف چھ انچ سے چوک گئی۔ میرے اور موت کے درمیان صرف چھے انچ کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ میں فٹ پاتھ پر گرا، دس گز آگے بڑھ کر کار رک گئی۔ اس میں سے ایک شخص باہر آیا اور تقریباً بھاگ کر میری طرف آنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے قریب پہونچتا میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن آنے والے سے پہلے اس کی صاف اور بشاش آواز مجھ تک پہونچی۔

"معاف کرنا یار۔ لیکن اس پرانے چھکڑے کا اسٹیرنگ پاگل ہے کہنا ہی میں ہی نہیں رہتا۔ کوئی ہڈی ڈڈی تو نہیں ٹوٹی پیارے۔ میرے خدا! میں نے تمہیں کچل ہی دیا تھا تقریباً۔"

ہاورڈ جونسن ــــــ وہی امریکی جس نے آدھی رات کو میرے فلیٹ میں گھس کر منہ میں پانی لانے والی پیش کش کی تھی ــــ دونوں ہاتھوں سے میرے کپڑوں پر سے دھول مٹی جھاڑنے لگا۔ میں نے اس کے ایک ہاتھ کی کلائی پکڑ لی، دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی اس کی ناف پر رکھی اور اسے اٹھا کر پھینک دیا۔ وہ میرے سر پر

سے گزرتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرا گیا۔ وہ دیوار سے لگا نیم دراز آنکھیں بند کئے پڑا رہا تو میں نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ کچھ نہ ملا سوائے یوگا رڈ سگریٹوں کے ایک پیکٹ۔ میں اسے وہیں پڑا چھوڑ کر اس کی کار کی طرف چلا۔ اس میں کوئی نہ تھا چنانچہ اس میں سوار ہو گیا۔ میں نے سوچا چلو دیرانی کے فلیٹ سے اپنی قیام گاہ تک ٹیکسی کا کرایہ ہی بچ گیا۔ اور خاصا تگڑا کرایہ تھا کیونکہ وہاں سے میرے فلیٹ تک خاصا طویل فاصلہ تھا۔ کار میں نے اپنے فلیٹ سے سو گز دور سڑک کے کنارے روک دی، چابی گٹر میں ڈال دی اور چاروں ٹائروں میں سے ہوا نکال دی۔ ایک فرانسیسی رنڈی جس نے ذرا اپنی رکھی تھی، کولہے ہلاتی میرے قریب آئی اور کہا:

"وانٹ ٹو امیوز یو۔ لو؟"

"ہاں" میں نے کہا

میں آگے بڑھا تو محترمہ نے کہا

"ہائیں۔ مادموازیل، ناؤ آلونسر، ناؤس آموزیس ہو کو پلیس؟"

"نہیں۔" میں نے کہا

میں اپنے فلیٹ میں پہونچا اور کار میں سے صرف ایک چیز اٹھائی جو میری دلچسپی کا باعث تھی۔ یہ ایک انگریزی پاکٹ بک تھی جسے لندن کی ایک ایسی فرم نے چھاپا تھا جس کا نام میں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا: "یونائیٹڈ مکس" یہ جرمنی کتاب کا انگریزی ترجمہ تھی اور عنوان تھا "انگشت نما" جو برفیلی قوتوں کا فسانہ انتساب۔ ایک ضخامت کی یہ کتاب سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر پڑھی جا سکتی تھی لیکن یہ کتاب میں اس لئے اپنے ساتھ لایا تھا بلکہ اس لئے کہ اس کا مصنف تھا "پروفیسر کارل زادوسکی"

ساتواں باب
مچھلی، صدفے اور اوگلو

ویرائی اپنی تمام تر مہارت اور انتظامی قابلیت کے باوجود دوسرے دن کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل نہ کر سکی۔ چنانچہ ہم تیسرے دن روانہ ہوئے۔ ویرائی نمودار ہوئی تو اس نے نیلے رنگ کا صاف ستھرا نہری سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں صرف ایک سوٹ کیس تھا اور کارگزاری میں وہ ہلڈا سے شانہ رگڑ سکتی تھی۔ اس نے آتے ہی مجھے گویا پروں تلے لے لیا اور ہدایتوں اور اشاروں سے مجھے ادھر ادھر چلانے لگی اور میں نے سوچا کہ اس کے دل میں مادرانہ شفقت کے جذبے کے علاوہ اور کوئی جذبہ جنم لیتا بھی ہے یا نہیں اور شفقت کا جذبہ بھی وہ، جسے شکست خوردہ کہیے جس نے محرومی کی کوکھ سے جنم لیا تھا۔

ہم دونوں ایک ہی سیٹ پر بیٹھے اور جب ہوائی جہاز نے زمین چھوڑ دی تو ویرائی نے روزنامے اور فیوڈور ماڈرن گائڈ ۔۔۔ یوگوسلاویہ کا باتصویر انگریزی ایڈیشن میری گود میں ڈال دیا۔ تاکہ اس سفر میں بور نہ ہو جاؤں۔ میں جانتا تھا کہ فرانسیسی ایرہوسٹیس سے نگاہ سارو مان لڑانا بھی ممکن نہ تھا کیونکہ اگر میں نے اس کی طرف مسکرا کر بھی دیکھا تو ویرائی مجھے ڈانٹ کر کہے گی کہ میں ابھی اس قابل نہیں ہوا ہوں یعنی ابھی چھوٹے ہو بالم۔

میں اخبار پڑھنے لگا اور گائڈ آئندہ کے لئے اٹھا رکھی۔ امید تھی کہ یہ گائڈ پروفیسر دادرسی کی کتاب "انگشت نما" کی طرح وقیق اور دیر ہضم نہ ہوگی۔

پچھلے دن کا زیادہ تر حصہ میں نے اس معاملے کا سرا ڈھونڈنے کی تلاش کرنے میں گزار دیا تھا تاکہ اس بھول بھلیاں میں مجھے ایک آدھ راستہ تو مل جائے لیکن مغز پچی کے باوجود

میں اس عجیب و غریب تکون کے کونے زیادہ دبا نہ سکا تھا۔ یوگارڈ سگریٹ کا معاملہ مشکل نہ تھا۔ وہ لوگ ان سگریٹوں سے یہ ظاہر کرنا یا یہ بتانا چاہتے تھے کہ ہاورڈ جونسن مسز داؤسن کے کمروں کی تلاشی لے چکا تھا۔ مسز الفریڈ (یعنی مانسٹن) اور کیتھارینا کا سفارت خانے کی کی دعوت میں جانے کا معمہ بھی حل ہو گیا تھا حالانکہ اس سلسلے میں مجھے روپیہ خرچ کر کے بلشا کو لندن میں فون کرنا پڑا تھا۔ پیرس میں لندن کا جو سفارت خانہ تھا اس کے اراکین میں ایک صاحب تھے مسٹر الفرڈ کوڈون۔ کے۔ بی۔ ای۔ سی۔ وی۔ او۔ وغیرہ وغیرہ چنانچہ معلوم ہوا کہ مسٹر الفرڈ کوڈون کہیں تعطیل گزارنے گئے تھے اور اب اشد ضرورت پڑی تو مانسٹن نے مسٹر الفرڈ بن کر مسٹر الفرڈ کوڈون کی خالی جگہ پر کر دی لیکن ایسا کیوں کیا گیا؟ وہ کونسی ضرورت تھی جس نے مانسٹن کو مسٹر الفرڈ بنا دیا؟ اس کا کوئی جواب نہ تھا سوا اس کے کہ۔ اور میرا اندازہ تھا۔ مانسٹن بھی یہی معمہ حل کرنے میدان میں اترا تھا۔ کیتھارینا اور مسز داؤسن کا معمہ جو دنیا کی بڑی طاقتوں کو الجھائے ہوئے تھا اور دنیا کی یہ بڑی طاقتیں اس معمے کو حل کرنے کے لئے اپنے بہترین آدمیوں اور بہترین دماغوں کو میدان میں اتار رہی تھیں۔ اب رہے وہ حضرت پروفیسر داؤسن تو وہ بڑی بھی تحیر ثابت ہوئے۔ بندہ پروفیسر صاحب کے متعلق کچھ ایک بات بھی معلوم نہ کر سکی۔ چنانچہ اب مجھے بس یہ کرنا تھا کہ [illegible] سونگھتا ہوا آگے بڑھتا رہوں۔ شکار یا اس کی ٹوہ میں کہیں نہ کہیں پا لوں گا۔ ہوا منہ مانگا مل رہا تھا اور امید تھی کہ کبھی نہ کبھی میں منزل پر پہنچ جاؤں گا۔ لیکن اگر اس وقت مجھے پتہ ہوتا کہ میری منزل کہاں ہو گی اور میں موت کے کس قدر قریب پہنچ جاؤں گا تو میں خدا کی قسم سب پر لعنت بھیج کر ایک [illegible] لیتا۔

میں نے ویرا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ شاید سو گئی تھی۔ میں نے [illegible] اور پھر سارے اوراق جمع کر کے گاڑی کی نشست پر وہ الفاظ رکھنے لگا جو سیاحوں کی مشکلیں آسان کرتے ہیں۔ یہ گویا ایسے گئے وہ ضروری الفاظ جنہیں

"کام چلاؤ" کہا جاتا ہے۔ انہیں یاد کر کے سیاح یا میرے جیسا اناڑی جوان ہوٹلوں، دکانوں، ریستورنتوں اور گیراجوں کے منیجروں سے سوالات پوچھ کر اپنا کام چلا سکتا تھا۔ یہ حروفِ تہجی' ایک کہانی کی صورت میں تھے اس کا ریسٹوراں والا حصہ مجھے بید پسند آیا ـــــ ویٹر! میں لنچ (ماڈرنہ) کھانا چاہتا ہوں۔ مینو لائیے۔ شکریہ۔ سوپ، ریڈیہ' ہورس ڈی اورے۔ ابالے ہوئے ہیم۔ ہیم آملیٹ (میرے خدا کیا جناتی بھوک تھی اس کہانی کے ہیرو کی جس نے اوپر سے لے کر نیچے تک' تمام چیزوں کا آرڈر دے دیا۔ حتیٰ کہ پھل بھی ایک نہ چھوڑا۔) براہ کرم سالان میں لے آئیے۔ ہاں کہاں دھو سکتا ہوں میں؟ بیر۔ بوتل کا پانی۔ ترکی کافی" ـــــ اور مجھے ویٹر کی حالت پر رحم آگیا غریب کو فیل پا ہوگیا ہوگا۔

دیرانی نے آنکھیں کھول دیں۔

میں نے پوچھا: "ہمارا قیام کہاں رہے گا؟"

"امپیریل ہوٹل میں جو ارجنٹینا کے بہت قریب ہے"

"عمدہ امید ہے کہ میرے لئے" سوبا پرنیا مارو" پسند کیا ہوگا؟"

"کیا پسند کیا ہوگا؟"

"اگر میرا تلفظ غلط نہ تھا تو اس کے معنی ہیں وہ کمرہ جس کی کھڑکیوں سے سمندر دکھائی دے"

میری یہ کوشش بھی رائیگاں گئی۔ دیرانی نہ مسکرائی۔ چنانچہ میں اس صفحہ پر جھک گیا جس میں مقامی اور قومی کھانے درج تھے اور معلوم ہوا کہ مجھے گوشت کے اسٹو کی بہت زیادہ مقدار مختلف ناموں سے کھانی پڑے گی۔

میرے کمرے کی کھڑکیوں میں سے بے شک سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا لیکن جب ہم وہاں پہونچے تو اندھیرا ہو چکا تھا چنانچہ مجھے کچھ زیادہ نظر نہ آیا۔ میں کھڑکی کے سامنے

سے ہٹ کر بستر پر لیٹ گیا۔ ایر پورٹ سے ہوٹل تک کے بیس میل کے سفر نے، جو کچھ کچی سڑک پر ایک کھڑ کھڑاتی ٹیکسی میں کیا گیا تھا، میرے انجر پنجر ڈھیلے کر دئے تھے۔
میں نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا۔ دوسری طرف سے کسی نے انگریزی زبان میں جواب دیا۔ میں نے کہا کہ میرے لئے وہسکی میرے کمرے میں بھیج دی جائے۔ پھر میں نے ہوٹل ارجنٹینا میں فون کر کے کیٹارینا کو لائن دینے کو کہا۔ مجھے مطلع کیا گیا کہ اس نے اسی صبح ہوٹل چھوڑ دیا ہے۔
میں نے شراب اٹھائی اور اپنے کمرے سے باہر آ کر قریب کے دروازے پر دستک دی۔ یہ دیرائی کا کمرہ تھا۔ میرے لئے دروازہ کھولا گیا اور مجھے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت بھی مل گئی۔ اس نے ڈریسنگ گون پہن رکھا تھا اور وہ ننگے پاؤں تھی۔ اس کی انگلیاں خوبصورت تھیں۔ لیکن چونکہ ہیجان انگیز تھیں اسی لئے میں نے اس کے پیروں پر سے نظریں اٹھالیں۔
میں نے جام بلند کر کے کہا۔ "کہو تو تمہارے لئے بھی منگوا لوں؟"
"نہیں۔ شکریہ"
میں نے ایک کرسی میں سما کر کہا۔ "مسز وادرسی اور کیٹارینا آج صبح چلے گئے"
وہ سرہلا کر سوٹ کیس پر جھک گئی اور غسل کے لوازمات نکالنے لگی۔
"جانتی ہوں۔ یہاں آتے ہی میں نے ہوٹل ارجنٹینا میں فون کیا تھا"
"اگر معلوم ہوتا تو میں فون نہ کرتا اور میرے چند سکے بچ جاتے۔ اب کیا؟"
"دیکھئے۔" یہ میں تھا جو دیرائی سے پوچھ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ میں نے سوچا کہ آئندہ احتیاط کروں گا۔ ہاں جی۔ میں اس عورت کا محکوم بن کر رہنا نہیں چاہتا تھا نہیں چاہتا تھا کہ دیرائی مجھ پر چھا جائے۔ چنانچہ آئندہ سے احتیاط لازمی تھی۔
اس ملک میں اکثر سیاح ٹراولنگ ایجنسیوں کے ذریعہ سفر اور ہوٹلوں کا رزرویشن

کرواتے ہیں۔ مثلاً اطلس یا ٹپنگ ایجنسی۔ اور یہ ان کے دفتر رات گئے تک کھلے رہتے ہیں۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد میں شہر میں جاؤں گی اور ان دونوں کے متعلق کچھ نہ کچھ امید ہے کہ معلوم کرلوں گی"

"لباس تبدیل کرنے کے بعد" میں نے کہا "تم میرے ساتھ کھانا کھا رہی ہو اور رودہ ڈالان میں۔ وادرسی وغیرہ کا معاملہ کل نپٹائیں گے"!

"لیکن یہ......."

"یہ حکم ہے" میں نے کہا۔

میں مسکرایا اور جام ہونٹوں سے لگالیا۔ واہ! گرا ہوا سوار ایک بار پھر گھوڑے کی پشت پر تھا۔

ہم نے رات کا کھانا اس بلند گیلری میں بیٹھ کر کھایا جو سمندر کے رُخ تھی۔ دور اور دائیں طرف ڈوبرونک کی روشنیاں تھیں۔ شام گرم تھی۔ ہوٹل میں جو دوسرے لوگ تھے ان میں سے اکثر جرمن معلوم ہوتے تھے جو آپس میں ایک دوسرے سے کم و بیش واقف تھے اور تقریباً سبھی گہری رنگت والے، موٹے اور خوداعتماد تھے۔

کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہم نے کیا کھایا البتہ جو شراب پی اس کا نام گرک تھا اور اس کا ذائقہ بھی ایسا ہی تھا یعنی ایک جام پی لے تو اس کے حلق سے "گرک" کی آواز خود بخود نکل جائے ویراٹی بے حد خوبصورت اور قابلِ تعریف نظر آرہی تھی اور میں سوچنے لگا کہ اس کا شوہر اس سے بے اعتنائی کیسے برت سکتا تھا۔ بڑا بدذوق اور الّو کا پٹھا ہوگا مرحوم۔ چند لمحات ایسے بھی آئے جب ویراٹی کیٹارینا کو میرے دل و دماغ سے دھکیل کر خود وہاں قدم جمانے لگی لیکن میں نے کوشش کر کے بڑی ضبطی سے کیٹارینا کو تھام رکھا۔ کہیں عقب میں آرکسٹرا بج رہا تھا اور جرمن لوگ اٹھ کر رقص کرنے لگے تھے۔

میں نے کہا" ویرانٹی! حیرت ہے کہ اتنے طویل سفر کے بعد بھی تمھارا لباس ایسا ہا ہے جیسے ابھی لانڈری سے آیا ہو۔ میرے سوٹ کیس میں سے تو میرے کپڑے ایسے نکلتے ہیں جیسے گائے کے منہ میں سے کھینچ نکالے ہوں"

وہ قریب قریب مسکرائی لیکن پوری طرح سے نہیں البتہ یہ میں نے ضرور دیکھا کہ وہ نرم پڑ رہی تھی۔

ہم میں پھر وہی باتیں ہونے لگیں۔ جی ہاں۔ وہ پہلے کبھی ڈوبرونک آچکی تھی ہر مالکوڈ بہت زیادہ سفر کیا کرتا تھا۔ وہ جزیرہ، جو رو بادہ کے دوسری طرف تھا لوکرم کہلاتا تھا۔ نہیں۔ وہ جرمن زبان نہ بول سکتی تھی۔ ہاں۔ وہ ہمیشہ شراب میں پانی ملا کر پینے کی عادی تھی۔ کھانے کے بعد شیرینی لائی گئی جسے" استرو کلجی" کہتے تھے۔ اخروٹ کشمش اور پتہ نہیں اور کن چیزوں کو پیر کے گولوں میں بھر کر ابال دیا گیا تھا۔ یہی تھی استرو کلجی ـــ کم سے کم نیویورک کی گائڈ نے تو مجھے یہی بتایا تھا۔ اس" استرو کلجی" کو ویرانٹی نے بڑی رغبت سے کھایا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی میں نے اکثر دبلی پتلی لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ وہ بے تحاشہ مٹھائی کھاتی ہیں لیکن ان کے جسم پر اس کے اثرات نمایاں نہیں ہوتے۔ ویرانٹی جب مٹھائی کھا رہی تھی تو میں نے ہمت کر کے ایک قدم آگے بڑھایا۔ نہیں۔ وہ نا نہ جانتی تھی کہ ہر مالکوڈ مسز وادرسی میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا تھا نہیں۔ وہ مسز وادرسی کے متعلق کچھ نہ جانتی تھی پروفیسر وادرسی؟ ـــ نہیں ـــ یہ جواب اس نے چند منٹ کی خاموشی کے بعد دیا۔ میں نے سوچا کہ شاید اس نے پروفیسر وادرسی کا نام آج پہلی دفعہ سنا تھا۔

اس نے" استرو کلجی" کا آخری گولا ہڑپ کر لیا تو میں کھڑا ہو گیا۔

میں نے کہا" ہوکیٹی می دا اگرانٹے؟"

ویرانٹی نے میری طرف دیکھا اور اس کی ایک بھوں نے اوپر اٹھ کر دل لوٹ لینے والی محراب

سی بنا دی۔

"تم تو میری طرف یوں دیکھ رہی ہو" میں نے کہا" جیسے میں پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں بدہضمی کی شکایت تو نہیں ــــ لیکن جو کچھ میں نے صحیح اور غالباً بہت کم غلط تلفظ کے ساتھ کہا ہے اس کا مطلب فیودور نے اپنی گائڈ میں یوں لکھا ہے کہ تم میرے ساتھ رقص کرنا پسند کرو گی؟"

اور تب وہ سچ مچ مسکرائی اور میں نے دل میں کہا کہ جس شخص نے اس مسکراہٹ کو نوادرات میں کی ایک چیز بنا دیا تھا، جس شخص نے اس حسین مسکراہٹ کو ان ہونٹوں سے محروم کر دیا تھا وہ واقعی اس قابل تھا کہ اس کے سینے میں یکے بعد دیگرے تین گولیاں پیوست کر دی جائیں۔ میں میز کا چکر کاٹ کر ویراٹی کے پیچھے پہونچا اور اس کی کرسی پکڑ لی۔ ویراٹی نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

وہ بولی "آنندہ چل کر میں پچھتاؤں گی کہ میں نے اس طرح دیکھا تمہاری طرف"

"تم کسی بھی بات کے لئے کبھی نہ پچھتاؤ گی" میں نے کہا" حالانکہ میں خود نہ جانتا تھا کہ میرے ان لفظوں کا مطلب کیا تھا لیکن ان کے مطلب سے کوئی غرض نہ تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے ویراٹی میری باہوں میں تھی اور ہم میز کے قریب سے ہٹ رہے تھے۔ وہ رقص کر سکتی تھی! لیکن ایسا نہیں جسے ذہنہ کی زبان میں یا اصطلاح میں "کرۂ آتش" کہیں لیکن وہ یقیناً چھلنے کی پتلی بھی نہ تھی۔

دوسرے دن ہم ٹیکسی میں سوار ہو کر ڈوبرونک پہونچے۔ اب تک ویراٹی اپنی اصلی حالت پر آ چکی تھی۔ سرد اور خاموش اور کام سے کام رکھنے والی اور میں نے سمجھ لیا کہ مجھے اس کی طرف سے ایک دن میں ایک دو سے زیادہ مسکراہٹیں نہ ملیں گی۔ وہ مجھے ٹراویلنگ ایجنسیوں کا چکر لگانا چھوڑ کر چلی گئی اور وعدہ کر گئی کہ دو گھنٹوں بعد وہ بستی کی بندرگاہ کے کیفے میں ملے گی۔ مجھے تاریخی مقامات دیکھنے کا کبھی شوق رہا ہی نہیں۔ بس آپ مجھے ساحل سمندر پر ایسی

جگہ بٹھا دیجئے جہاں بہت سی لڑکیاں نہانے کے لباس میں بیٹھی، لیٹی اور گھومتی ہوئی ہوں اور پھر آپ دن بھر صدیوں پرانے کھنڈروں میں گھومتے رہئیے۔ میں نے نہ تو کبھی شہر پناہ کی دیواروں سے سر پھوڑا ہے اور نہ ہی پرانے کلیساؤں کی قربان گاہ کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہیں؛ مجھے ان چیزوں سے دلچسپی ہی نہیں۔ اگر کبھی گیا بھی تاریخی مقامات کی سیر کو تو پندرہ منٹ میں ہی اکتا گیا۔

یہاں بھی یہی ہوا۔ گھومتا گھامتا بستی کے اوپر پہونچ گیا، یعنی بستی کے سرے کے ایک ٹیلے پر جہاں اونو فرو فوآرہ تھا (نیودوہ گائیڈ کی اطلاع کے مطابق پندرھویں صدی میں یہ فوارہ نیو پولٹن اونو فرودی لاکا دانے بنوایا تھا) اور وہاں میں نے وہ بار تلاش کرلیا جہاں کستورا مچھلی اور صدفے ملتے تھے۔ یہ بار ایک ٹھنڈا غار تھا جس کا دہانہ سڑک کی طرف تھا۔ اس میں موتیوں کی جھالروں کے پردے لٹک رہے تھے، صرف دو میزیں تھیں اور چار شلنگ میں ایک درجن پکے ہوئے صدفے ملتے تھے۔ میں نے دو درجن صدفوں اور ایک سفید شراب کی بوتل سے ابتدا کی۔ شراب ایسی تھی کہ وہ پہلے والی شراب "گرک" منھ دیکھتی رہ گئی۔ میں دروازے کے قریب بیٹھا صدفوں اور شراب سے — جس کا نام "داگوذا" تھا — لطف اندوز ہو رہا تھا کہ ایک شخص اندر آیا کرسی گھسیٹ کر میری میز پر بیٹھ گیا، مجھے آنکھ ماری میری پلیٹ میں سے ایک صدفہ اٹھا کر اپنے منھ میں رکھا اور جبڑے چلانے لگا۔ میں منتظر تھا کہ وہ دو لفظ کہے گا اور اس نے کہا۔

"مادر جانبو! خاصے لذیذ ہیں یہ صدفے۔ کیوں؟"

"اگر ہماری کانفرنس ذرا لمبی چلنے والی ہو" میں نے کہا" تو میں زیادہ کا آرڈر دے دوں؟"

"آپ کیوں تکلیف کریں۔ چنانچہ اجازت ہے؟ اور اس نے ایک درجن صدفوں کا آرڈر دینے کے بعد کہا: یہ صدفے مردہ درختوں پہ پیدا ہوتے ہیں۔ سمجھے؟ ان درختوں پر جو سمندر کی تہ میں غرق ہو کر مردہ پڑے ہوں۔ یہ اس لئے کہ یہاں سمندر کی تہ اچھی نہیں ہے۔

لوگ یہ بات نہیں جانتے۔ تمہارا وقت تو مزے میں گزر رہا ہے نا؟"
میں نے سر ہلا دیا۔

یہ نیا "مادر جابو" انگریز نہ تھا تاہم انگریزی بڑی عمدہ بول رہا تھا۔ عمر چالیس سال کے لگ بھگ۔ لباس۔ اودے رنگ کی قمیص جس کا رنگ ماند پڑ گیا تھا اور کینوس کی پتلون، پیروں میں سینڈل لیکن موزے نہیں اور سفید ٹوپی جو ایک آنکھ پر جھکی ہوئی تھی۔ ٹوپی پر اور قمیص پر بھی روغن کے داغ تھے اس کا چہرہ کسی ریڈ انڈین کا سا تھا جس سے رئیسانہ شان عیاں تھی اور اسے بھی صد نے اتنے ہی پسند تھے جتنے کہ شاید مجھے۔

اس نے پوچھا "خبر کیا ہے؟"
"وہ دونوں کل صبح چلی گئیں۔ بتا سکتے ہو کہاں؟"
اس نے نفی میں سر ہلا کر ایک کارڈ میری طرف بڑھا دیا۔
"میں یہاں مل سکتا ہوں۔ یہ میرا اسٹوڈیو ہے۔ میں مصوّر ہوں"
اس کا نام تھا مائیکل اوگو اور پتہ۔ ۱۲، اولیبا خدا جانے کیا اور کہاں۔ طویل پتہ تھا۔
"مالسٹن کے کیا حال ہیں؟" اس نے پوچھا۔
"مزے میں ہے" میں نے کہا "کس لئے آؤں تمہارے پاس؟"
"کسی بھی چیز کے لئے برادر۔ ایک تصویر ہی خرید لو آکر۔ فریم میں جڑے ہوئے قدرتی مناظر۔ اخروٹ کی لکڑی کے فریم ہیں"
"شکریہ"

"دو باتیں اور۔ ایک ــــ جب تم یہاں سے رخصت ہو گے تو مجھے مطلع کر کے جاؤ گے کہ کہاں جا رہے ہو۔ دو ــــ ایک بے حد شاندار اور حسین بڑے میاں سے جن کے بال سفید ہیں ہوشیار رہنا۔ یہ حضرت ملاکا[1] چھڑی لئے ہوئے ہوں گے جس کی موٹھ یا تو نقرہ چاندی کا

---

[1] ملاکا ملایا کا ایک جزیرہ ہے وہاں کی کھجور کی چھڑی کو "ملاکا چھڑی" کہتے ہیں۔ مترجم

اور اَدھ کھلے کنول کی شکل کا ہے۔"

"بنا رہے ہو؟" میں ہنسا

"دعائیں پڑھتے ہوئے پادری کی طرح سنجیدہ ہوں اور میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ انجیل کی طرح سچی ہے۔ بڈھے میاں بظاہر بڑے معصوم قسم کے بزرگ ہیں۔ لندن کے ہیڈکوارٹر نے اطلاع دی ہے کہ ان حضرت کو حال ہی میں اسٹارٹ بھیجا گیا ہے اور وہ ایک چھٹے ہوئے اور بے درد قاتل ہیں۔ چھڑی ان کے بڑے کام کی ہے لیکن وہ بھی خونی ہے۔ بڈھے میاں کچھ زیادہ خطرناک نہیں ہیں لیکن جب انھیں کوئی حکم دیا جاتا ہے تو وہ بہر طور اس کی تعمیل کرتے ہیں یعنی وہ دیوانگی کی حد تک فرمانبردار ہیں۔"

اوگلو نے اور پلیٹ میں بچے ہوئے آخری ثمرنے پر لیمو نچوڑا اور اس سے پہلے کہ میرا آگے بڑھا ہوا ہاتھ اس ثمرنے کو اٹھاتا وہ اوگلو کے منہ میں پہنچ چکا تھا۔

اس کے ایک گھنٹے بعد میں بندرگاہ پہ تھا اور وہاں کے "گراند کیفانا" میں دیرانی سے ملا اور اس کے لیے کافی اور کوک کا آرڈر دیا۔

"وہ کل صبح" اس نے کہا "ایک ساحلی جہاز میں سوار ہو کر جزیرۂ ملجٹ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"

"ملجٹ؟ وہ کہاں ہے؟"

"ساحل کے اوپر کی طرف اور کوئی چار پانچ گھنٹے کی مسافت پر۔ جزیرہ میں دو تین جھیلیں ہیں اور کسی ایک جھیل میں پھر ایک اور جزیرہ ہے اور اس جزیرے پر تیرھویں صدی کی ایک قدیم خانقاہ ہے جسے ہوٹل بنالیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی ہوٹل میں کمرے بک کئے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے لئے بھی وہیں کمرے بک کروا لئے ہیں۔ کل علی الصبح ہم روانہ ہو رہے ہیں۔ ٹھیک ہے؟"

"بالکل ٹھیک"

ہم واپس اپنے ہوٹل میں پہنچے اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد دیرانی اپنے

کمرے میں چلی گئی اور پھر میں اسے رات کے کھانے سے پہلے نہ دیکھ سکا۔ شام کے وقت مجھے شام کی مسکراہٹ کی خوراک کسی بات یا لطیفے کے عوض مل گئی اور پھر میں نے دیرائی کے ساتھ رقص کیا۔ ہوٹل کے بڑے کمرے میں خاصی بھیڑ تھی چنانچہ چند سکنڈ کے لئے ہمارا راستہ رک گیا یعنی رقص نہ کر سکے اور تب میں نے دیرائی کے ایک شانے کے اوپر سے دوسری طرف دیکھا میں اس میز کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر ایک پست قامت اور موٹی عورت اور ایک معمر مرد بیٹھا ہوا تھا جس کے بال گھور کالے تھے جو چھوٹے ترشے ہوئے تھے۔ شانے پتلے اور نقوش پر دست یافتہ۔ اس شخص کے قریب اور میز سے لگی ہوئی بلکہ ٹکی ہوئی ملاکا چھڑی رکھی ہوئی تھی جس کی چوٹی پر چاندی کا ایک لٹو سا بنا ہوا تھا جس کی شکل ادھ کھلے کنول کی سی تھی۔

اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی موٹی عورت نے بڑے میاں کی کسی بات پر قہقہہ لگایا، پھر اپنا ایک ہاتھ لمبا کیا اور کالے بالوں والے بڈھے میاں کا ایک گال بڑے پیار سے تھپتھپایا۔ اور میں نے سوچا کہ یہ مرد اس عورت کو غالباً اس لئے زیادہ پسند تھا کہ اس نے اپنے سفید بال کالے کر لئے تھے۔

رقص ختم کر کے ہم اپنے کمروں کی طرف چلے۔ میں اپنے کمرے میں جانے کے بجائے دیرائی کے ساتھ اس کے کمرے میں گھس پڑا۔ دیرائی کی تیوریاں چڑھنے لگی تھیں کہ میں نے جلدی سے کہا:۔

"ہر مالکوٹ کو رپورٹ بھیجنے کا کیا انتظام ہے؟ میرا مطلب ہے کیا کرتی ہو تم ان کا؟"

فوراً ہی اس کی چڑھتی ہوئی تیوریاں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔

"تیار کرنے اور ترتیب سے لکھنے کے فوراً بعد ڈاک سے بھجوا دیتی ہوں"

"ان کی نقلیں؟"

"نہیں رکھتی"

میں نے کمرہ عبور کیا اور کھڑکی کھول کر باہر دیکھا ایک ایک کھڑکی میں سے باہر دیکھا

ویرانی کے کمرے کی بالکونی الگ تھی۔ میری بالکونی اس سے تین فٹ دور تھی۔ کمرے اور بالکونی کے آخری سرے پر کچھ نہ تھا سوائے ہوٹل کے کونے کے اور وہاں سے چڑھ کر ویرانی کی بالکونی پر اور کمرے میں نہ آسکتا تھا حتیٰ کہ ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھنے والا سرایڈمنڈ ہلاری اور تین سنگھ بھی نہیں۔

میں کھڑکی کے سامنے ہٹ کر ویرانی کے قریب آیا۔

میں نے کہا "کمرے کا دروازہ اندر سے مقفل کر کے اس پر کرسی کی روک لگا دو۔ اس طرح سے پشت لگا کر نہیں بلکہ یوں کھڑی کر کے" اور میں نے کرسی رکھ کر بتائی تاکہ اگر کوئی دروازہ کھول کر اندر گھسے تو کرسی بڑی آواز کے ساتھ گر جائے فرش پر۔ اور جب کرسی گر جائے تو پھر تم اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر چیخ پڑنا۔ عورت کی چیخ کسی بھی پستول سے زیادہ پُراثر ہوتی ہے۔ میں فوراً آجاؤں گا"

"بہت بہت شکریہ کہ تمہیں میری اتنی فکر ہے اور میں تمھاری ہدایتوں پر پورا پورا عمل کروں گی۔ لیکن ـــــ" اور اس نے میز کے قریب پہونچ کر اپنا ہینڈبیگ اٹھالیا "میں اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہوں" اس نے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا آٹو میٹک پستول نکال کر مجھے دکھایا۔ "ہر مالکوٹ نے بڑا اصرار کر کے مجھے یہ پستول دیا ہے"۔

"تمھارے یہ ہر مالکوٹ دور اندیش آدمی ہیں" میں نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا کہ وہاں پہونچ کر اسے شب بخیر کہوں گا۔

وہ بولی "تم نے جو ہدایتیں دی ہیں ان کے پیش نظر میں پوچھتی ہوں کہ کیا تم کوئی ایسی بات مجھے بتانا نہیں چاہتے جس کی رپورٹ میں ہر مالکوٹ کو بھجوا دوں؟"

ویرانی اپنے آقا کی خدمت انجام دے رہی تھی اور مجھے کوئی ایسی راہ تلاش کرنی تھی کہ اپنے دونوں آقاؤں کی خدمات انجام دے کر انھیں مطمئن کر سکوں۔

"نہیں" میں نے کہا "یوں ہی ذرا احتیاطاً کہہ رہا ہوں اور دل میں ذرا خدشہ بھی

ہے۔ بات یہ ہے بھئی کہ جب آدمی روزانہ ایک ہی بس میں آتا جاتا رہتا ہو تو پھر فوراً نہ اس آدمی کو پہچان لیتا ہے جو بغیر ٹکٹ کے سفر کر رہا ہو۔

اور مجھے ایک خاص مسکراہٹ انعام میں مل گئی اور میں اسے شب بخیر کہہ کر باہر آگیا اور اس وقت تک دروازے کے قریب کھڑا رہا جب تک کہ میں نے تالے میں کنجی گھمانے اور پھر دروازے سے کرسی لگانے کی آواز نہ سن لی۔

میں نیچے بار میں پہونچا۔ رات کا جام پیا اور پھر ریسپشن کاؤنٹر پر پہونچ کر چند احمقانہ سوالات پوچھے جو دوسرے دن ہماری ملجٹ کی ٹرپ کے متعلق تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکی بہت دیر سے بور ہو رہی تھی چنانچہ گپ لڑانے کے لئے گویا ادھار کھائے بیٹھی تھی۔ اپنے کمرے میں جانے سے پہلے میں یہ معلوم کر چکا تھا کہ کالے بالوں اور ملا کا چھڑی والے بڑے میاں اور ان کی پست قامت موٹی معشوقہ کے نام ہوٹل کے رجسٹر میں اس طرح درج تھے —" ہر اینڈ فراؤ والٹر اسپیگل۔ برلن" تو برلن کے میوے تھے وہ اور مجھے شدت سے احساس ہوا کہ وہ دونوں مشرقی جرمنی سے مغربی جرمنی میں، اُدھر سے اِدھر یعنی برلن کی دیوار کے اس طرف سے اس طرف اور اس طرف سے اس طرف آسانی سے آجا سکتے۔

میں بستر پر پڑا بڑے وحشت کے عالم میں اس معاملے کی کڑیاں جوڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ جڑ نہ رہی تھیں — کیٹارینا اور مسز وادرسی اور ان کے پیچھے سرکاری اور غیر سرکاری جاسوسوں کا کارواں اور جاسوس بھی ملک ملک کے مالکوڈ ایک انسان دوست اور دولت مند یہودی، وائٹ ہال کے سٹ کلف جو حکومت برطانیہ کی سکریٹ سروس کا "بڑا" تھا اور ماسکو کے خوفناک ہارڈ جونسن اور ملا کا چھڑی والا والٹر اسپیگل۔ چنانچہ یقیناً جرمن فیڈرل آفس کے بھی جاسوس ہوں گے جو اپنی مرکزی حکومت کے دستور کی حفاظت کے میدان میں کود پڑے ہوں گے۔ ظاہر ہے

کہ اس زونڈ میں مشرقی جرمنی والے پیچھے رہنے والے نہ تھے بشرطیکہ کٹارینا ہنس اشٹیلین اور مالکوڈ مغربی جرمنی کے افراد یا حمایتی ہوں اور میرے خیال میں وہ یہی تھے۔ بہرحال یہ سب مل کر ایک سالنے دار پائی بنا رہے تھے۔ لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ پائی تنور میں پہونچ گئی تھی یا یہ سارے لوگ اب بھی تنور کے باہر بیٹھے اس کے پکنے کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ بھی ہو میں بہرطور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس پائی میں سے ایک چیدہ شے جھپٹ لینے کا خطرہ مول لینے کے تیار تھا۔ آخر کچھ تو پتہ چلے کہ سب بھاگ دوڑ کا ہے کی تھی اور تنور میں کیا پک رہا تھا۔

الکتا کرزا ورسی کی کتاب " انگشت نما " اٹھائی اور دو صفحے ہی پڑھے تھے کہ نیند آگئی اور میری اس نیند میں خلل ڈالنے کوئی نہ آیا یہاں تک کہ صبح پانچ بجے ہوٹل کے ایک ملازم نے کمرے کے دروازے پر گھونسوں کے بم برسائے۔ معلوم ہوا اس ملک میں جہاں اور خصوصیات ہیں وہاں ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر آپ کو کہیں سفر پر روانہ ہونا ہو تو ایسے بے وقت بیدار ہونا پڑتا ہے جبکہ دنیا کا ہر شریف آدمی اپنے بستر میں اکیلا یا جنس مخالف کے ساتھ خراٹے لے رہا ہو۔

ایک ٹیکسی ہمیں ڈوبرونک سے گروزکی بندرگاہ پر لے آئی اور وہاں سے ہم ایک چھوٹے سے ساحلی جہاز میں، یعنی ایسے جہاز میں جو آس پاس کی ساحلی بستیوں تک مسافروں کو لے جاتا ہے، سوار ہوئے۔ زیرائی نے فوراً جہاز کے نچلے حصے میں پہونچکر سیلون کے کونے میں قبضہ جما لیا۔ میں عرشے پر کھڑا رہا اور اس سامان کو دیکھتا رہا جو جزیروں پر بھیجنے کے لئے جہاز پر چڑھایا جا رہا تھا۔ چھوٹا اور ہر طرح کا سامان تھا یہ بسریں

ملہ ایک قسم کا انگریزی کھانا جس میں اوپر آٹے کی پپڑی جمی ہوئی ہے اور اندر گوشت، ترکاریاں اور پھل پکے ہوئے ہوتے ہیں۔ مترجم

ڈالنے کا تیل، مشینوں میں ڈالنے کا تیل، کھاد، فرنیچر کی پالش اور مرغیوں کے ڈابے جن میں چھوٹی بڑی مرغیاں اور اذانیں دیتے ہوئے مرغے بند تھے۔

سمندری ہوا کے فرحت بخش جھونکے چل رہے تھے اور ساحل پر پڑے ہوئے گھوروں کے ڈھیروں پر سے بدبو کے بھبکے بھی آ رہے تھے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک گروہ مینڈولن اور ہارمونیکا بجا بجا کر یوں جوش سے گیت گا رہا تھا جیسے ابھی ابھی کسی پیتے ہنسی خانہ دس سے بچے ہوں۔

جہاز کے روانہ ہونے میں چند منٹ باقی تھے کہ مائیکل اوگلو بھاگا ہوا جہاز پر آیا اور ایک کاغذ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

آج صبح آیا ہے یہ پیغام "دہ زراں" ہوٹل میں پہنچا تو پتہ چلا کہ تم جا چکے ہو۔ بعد میں اطمینان سے پڑھ لینا۔

اور وہ چلا گیا۔

جہاز جب ساحل سے کافی دور نکل آیا تو میں نیچے جا کر دیرانٹی کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ انڈوں، نمکین گوشت اور کافی کا آرڈر دے چکی تھی۔ انڈے آ گئے جو زیتون کے تیل کے پیالہ بھر تالاب میں تیر رہے تھے۔ ہماری میز پر دو ملاح تھے۔ دونوں جوان تھے جو چھٹی لے کر اپنے گھر جا رہے تھے جو ایک جزیرے پر واقع ہے اور ایک جوان لڑکی تھی جس کی گود میں ایک مہینے کا بچہ تھا۔ دونوں ملاحوں نے ایک زبان ہو کر مطلع کیا کہ یہ لڑکی کا پہلوٹھا تھا اور یہ کہ اس کی زچگی ڈوبروونک کے ایک زچہ خانے میں ہوئی تھی۔ لڑکی کا شوہر جزیرہ سیسیان کے ایک اسکول میں استاد تھا۔ بچہ ہر دس منٹ کے بعد رو دیتا تھا چنانچہ میں اندازہ نہ کر سکا۔ لیکن کافی خوش ذائقہ تھی۔ دیرانٹی نے آرڈر دے دیا تھا کہ کافی میں بہ اندازہ چینی دے دی جائے۔ جب میں نے اس پر ادیبانہ تبصرہ کیا تو دیرانٹی نے سر ہلا کر کہا:—

"ہاں۔ کافی ملی برانڈی سے بدہضمی نہیں ہوتی اور ابکائیاں نہیں آتیں"
جہاں تک صحت کا سوال ہے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملے میں فرانسیسی بڑی عظیم قوم ہے۔
ایک گھنٹے کے لئے میں سو گیا اور جب بیدار ہوا ہوں تو لڑکی بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کی چھاتی دودھ سے اتنی بھری ہوئی تھی کہ میرا جی چاہا کہ لڑکی سے کہوں محترمہ! ذرا احتیاط سے کہیں بچے کی ناک دب کر اس کا دم نہ گھٹ جائے" لیکن پھر اس خیال سے خاموش رہا کہ کہیں دونوں ملاح یہ سوچ کر مجھ پر ٹوٹ نہ پڑیں کہ میں ایک شریف بہو کی ننگی چھاتی دیکھ رہا تھا۔

میں نے کتاب "انگشت نما" کھولی اور اس کے پیچھے ادگلو کا دیا ہوا رقعہ رکھ کر کھولا۔ لکھا تھا:۔

"مسز دادرسی خلاف توقع یوگوسلازیہ سے رخصت ہو جانے کی شاید کوشش کرے گی۔ اگر اس شخص سے مل لو جس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا نہیں ہے تو وہ ہر طرح تمہاری مدد کرے گا۔ وہ ہمارا آدمی ہے۔ مادر جا ہو ہوشیار رہنا اب تم منتظم اعلیٰ ہو اس تماشے کے۔

آر۔ اے۔ ڈی۔ آئی

میں بیٹھا سوچتا رہا کہ کیا میں کسی ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا غائب ہو؟ دماغ پر بہت زیادہ زور دیا لیکن یاد نہ آیا۔

آٹھواں باب

ہم نے مانا کہ...

ہم لوگ سہ پہر کے وقت ملجٹ پہنچ گئے۔ ہمارا جہاز ساحل کی پوری لمبائی ناپتا اور جزیروں کے درمیان سے گزرتا اور کہیں کہیں تھوڑی دیر کے لئے رُک کر مسافر اور سامان لیتا ہوا ملجٹ تک پہونچا تھا۔ وہ جوان ماں سیپان کے جزیرے پر اتر گئی۔ اس کا شوہر اسے لینے آیا تھا۔ وہ بھی جوان تھا اور اس نے ملاحوں کا جامنی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا جوان ماں اور اس کے بچے کو ایک گدھے پر سوار کرا دیا گیا اور یوں یہ جلوس بستی کی طرف چلا کر گدھے کے آگے شوہر اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا اور گدھے کے پیچھے پیچھے کے چچاؤں، چچیوں اور ماموں ممانیوں کی قطار تھی،

سیپان کے بعد جو جزیرے آئے ان کے نام تھے لاپوڈ اور کالاکیپ اور میں عرشے پر بیٹھ رہا اور "انگشت نما" ایک طرف رکھ کر فیودورکی گائڈ اٹھائی۔ جہاز کے دائیں سمت اور ساحل سے دور بھورے اور سفید پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف سرسبز و شاداب جزیروں کی زنجیر۔ فیودورکی گائڈ کے مطابق ملجٹ کی سیر محض اس لئے اشد ضروری تھی کہ پورے یورپ میں اب صرف یہی ایک ایسا مقام تھا جہاں نیولے بڑی آزادی سے گھومتے پھرتے تھے ان نیلوں کو بہت پہلے مشرق بعید سے اس جزیرے میں لایا گیا تھا کیونکہ یہاں سانپ بہت زیادہ تھے اور اس بحث کا سلسلہ اب تک جاری تھا کہ ملجٹ اور مالٹا ہی وہ جزائر تھے جن کے قریب سینٹ پال کا جہاز ٹوٹ گیا تھا اور یہیں سینٹ پال کو ایک سانپ نے ڈس لیا تھا۔ سانپ، نیولے، کیتھارینا اور سینٹ پال۔ واہ۔ بڑی کشش تھی اس جزیرے میں۔

ملجٹ کے شمال میں ہمارا جہاز اس چھوٹی سی بندرگاہ سے جا لگا جس کا نام پولاس"

تھا۔ ہم اپنے سوٹ کیس لے کر ساحل پر اترے اور اس کھلونا سی بس میں سوار ہو گئے جو تیار کھڑی تھی۔ یہ بس ہمیں ایک پہاڑی کے شانے پر اور وہاں سے ایک جھیل کے کنارے لے آئی۔ یہ جھیل اس جزیرے کی خاص جھیل تھی۔ اس کا نام تھا "والیگو جازیرو" جازیرو یعنی جھیل (فیوددور)۔ ایک منتظر موٹر بوٹ نے ہم کو سمیٹ کر جھیل کے انتہائی سرے پر پہنچا دیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس کا رقبہ فٹ بال کھیلنے کے میدان جتنا ہوگا۔ اس جزیرے پر وہ ہوٹل تھا جس میں ہمیں قیام کرنا تھا: ہوٹل ملیتا۔ یہ ہوٹل ایک تیرھویں صدی کی خانقاہ میں قائم کیا گیا تھا چنانچہ کبھی یہاں مناجاتیں گونجا کرتی ہوں گی۔ ہوٹل کے سامنے کھلا میدان تھا جو جھیل کے کنارے تک چلا گیا تھا۔ اس میدان میں میزیں رکھی ہوئی تھیں اور رنگ برنگی چھتریاں لگی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے جس پر میری نظر پڑی وہ کٹیا رینا تھی۔ اس نے نیلے رنگ کی سکینی پہن رکھی تھی اور وہ ایک ڈیک کرسی پر آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ سورج کی طرف اٹھا ہوا تھا اس کے قریب کافی کے رنگ کا لباس پہنے اور بڑے چھجے کی ہیٹ سر پر رکھے مسز وادرسی بیٹھی لانبی لانبی سلائیوں سے کوئی چیز بن رہی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ یہ چیز، جو وہ بن رہی تھی، جب تیار ہو جائے گی تو زمین کا غلاف ثابت ہوگی۔

ایک لڑکی نے، جس کی کالی وردی سینے پر سے تنگ اور گھٹنوں سے اونچی تھی، ہمارے سوٹ کیس اٹھائے اور ان کے ساتھ ہمیں بھی بیرونی زینے کے ذریعہ ہوٹل میں پہنچا دیا یہاں حجروں کا سلسلہ تھا۔ یہاں سے ہم ایک تنگ دروازے میں داخل ہو کر ریسپشن روم میں پہنچ گئے۔ حجروں میں داخل ہوتے وقت میں نے سر گھما کر پیچھے دیکھا۔ کٹیا رینا کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ لمحے بھر کے لئے ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر کٹیا رینا نے ایک جمائی لی —— غالباً مسز وادرسی کو دھوکا دینے کے لئے —— اور ایک بار پھر کرسی میں لیٹ گئی۔

ہمارے کمرے پہلی منزل پر اور عمارت کے اگاڑی تھے اور ان کے دروازے ایک لمبی اور محرابی غلام گردش میں کھلتے تھے۔ غلام گردش میں کافی لمبی چوڑی محرابی کھڑکیاں تھیں جو ہوٹل کے گھاٹ کے رُخ تھیں اور جھیل وہاں سے تقریباً دس گز دور تھی۔

میرے کمرے کے اندر اور دروازے پر تین مختلف زبانوں میں ایک نوٹس لگا ہوا تھا کہ ہوٹل کے نلوں میں جو پانی آتا ہے وہ پمپ کے ذریعہ خود ہوٹل کے کنوئیں سے کھینچا جاتا ہے اور قمقموں کو جو بجلی روشن کرتی ہے اسے بھی ہوٹل کا خاص جنریٹر پیدا کرتا ہے۔ نماز کے بعد وہ "اوقات" درج تھے جن میں بجلی اور پانی نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ پلنگ کے قریب ایک موم بتی رکھی ہوئی تھی کہ اگر آپ آدھی رات کے وقت کہیں اِدھر اُدھر بھٹکنا چاہیں تو اندھیرے میں فرنیچر سے ٹکرا کر اپنی ٹانگ نہ توڑ دیں یا دیوار سے ٹکرا کر اپنا سر نہ پھوڑ لیں۔

میں اپنا سامان کھول ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے کہا آ جاؤ تو دروازہ کھلا اور کٹیا رینا آ گئی۔

بکینی کے اوپر اس نے ڈھیلا غسلی لبادہ لپیٹ رکھا تھا۔ وہ بے قرار کبوتر کی طرح میری بانہوں میں آ گئی۔ میں اسے لئے لئے بستر پر چت لیٹ گیا۔ ہم ایک دوسرے کو بھینچ رہے تھے اور چوم رہے تھے اور ایسے کھوئے ہوئے تھے کہ وہ مجھ سے اور میں اس سے کچھ نہ کہہ رہا تھا بہت دیر بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ میرے بال بنانے کے برش کے سخت بال میری ریشمی قمیص میں سے گزر کر میرے شانے پر کی جلد میں سوراخ کر رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ اُٹھ کر سیدھی بیٹھ گئی، میری بے تابی کو نظر انداز کر کے مجھے اپنے آپ سے دور روک رکھا، اپنا سر ہلایا اور بولی،

"صرف چند سکنڈ کے لئے آئی ہوں۔ مسز واندرسی عقاب کی طرح مجھ پر نظر رکھتی ہے۔"

میں نے اپنے اُلٹے ہاتھ سے اس کی ناف سے ذرا اوپر آہستہ آہستہ سہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہم اسے زہر دے دیں؟"

وہ مسکرائی اور اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں میرے بالوں میں پھیرنے لگی۔ میری پوری چندیا میں برقی رو دوڑ گئی۔

"ڈارلنگ ......" وہ بولی اور پھر ایک اچٹتا ہوا بوسہ۔

"کیتھارینا۔ میں تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اطمینان سے۔ پانچ منٹ کے لئے نہیں بلکہ آدھے گھنٹے کے لئے تمہارے کمرے میں آجاؤں آج رات کو؟"

"نہیں۔" اس نے آگے بڑھ کر اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں پر رگڑے اور میرے جسم کی ساری ہڈیاں جیسے لئی بن گئیں۔ اس نے اپنے ہونٹ ہٹالئے اور کہا "مسز وادرسی کا دروازہ میرے کمرے میں کھلتا ہے۔ وہ سن لے گی"

"تو پھر تم یہاں آجاؤ"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"جب بتیاں بجھ جاتی ہیں تو یہ ہوٹل مقبرہ بن جاتا ہے۔ تم چاہتے ہو کہ میں موم بتی لے کر اپنے کمرے سے باہر آؤں اور غلطی سے کسی اور کے کمرے میں گھس پڑوں؟"

"تمہارا مطلب میں سمجھ گیا۔ تو پھر کہاں؟"

وہ ایک لمحے تک سوچتی رہی۔ اس کے ماتھے پر تین سلوٹیں ابھر آئیں جس نے اس کا حسن دوبالا کر دیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد مسز وادرسی دو گھنٹے کا قیلولہ کرتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ ایک کشتی کرائے پر کر لو اور کل جزیرے کے پچھواڑے مجھ سے ملو"

وہ اٹھی، لبادہ لپیٹا، میں نے سر ہلایا تو وہ مسکرائی اور دروازے کی طرف چلی۔ وہاں پہونچ کر وہ رکی، پلٹی اور کہا:۔

"یہ ماداموزیل لاتور تھیں، تم جس کے ساتھ ہو، اچھی ہے۔ ہے نا؟ لیکن اگر تم اس کے ساتھ سوتے ہو تو میں تم سے غصے ہو جاؤں گی۔

"وہ مادامو زیل نہیں مادام ہے" میں نے تصحیح کی" اور اس بات پر غصہ مجھے بھی ہے کہ میں اس کے ساتھ سوتا نہیں۔ لیکن تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہوا؟"

اب میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرے اس سوال سے وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔ اس لڑکی کے ساتھ مشکل بس یہی تھی کہ آدمی یقین سے کچھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔ ویسے جہاں تک یقین کا تعلق ہے یہ پورا معاملہ ہی "بے یقینیا" تھا جس میں میں آنکھیں بند کر کے پھاند پڑا تھا۔

وہ بولی" یہاں آنے سے پہلے رجسٹر میں میں نے اس کا نام پڑھا۔

اور اس نے دروازے سے اپنا سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور نو دو گیارہ ہو چکی تھی۔

اس شام رات کے کھانے کے بعد میں اور ویرانی ہوٹل کے گھاٹ کے رخ بیٹھے کافی اور شربت پی رہے تھے بے حد پرسکون رات تھی۔ اگر یہ پریشانی نہ ہوتی کہ یہ سب بھاگ دوڑ کیوں ہے، کون کس کو الو بنا رہا ہے اور کیوں بنا رہا ہے تو پھر یہ جزیرہ میرے لیے جنت ثابت ہوتا اور یہاں اپنی تعطیل بڑے لطف سے گزار دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میں تعطیل گزارنے نہ آیا تھا چنانچہ مزا کرکرا ہو رہا تھا۔ تالاب پہاڑیوں کی آغوش میں تھا اور پہاڑیاں رات کے شفاف اور نیلے پس منظر میں اندھیری اور کالی نظر آ رہی تھیں۔ ہوا خنک تھی اور اس میں اسٹرابیری اور صنوبروں کی بو تھی۔ ہوٹل کے رنگ برنگی قمقمے روشن تھے اور ڈرائنگ ہال کے سامنے والے ستون دار دالان کی محرابوں کو عجب رنگ دے رہے تھے۔ جھیل کے پرسکون پانی میں مچھلیاں چھلانگیں لگا رہی تھیں۔ کبھی کبھی کوئی جھینگا آتا اور چند سکنڈ تک بھنبھنانے کے بعد جھیل کی طرف چلا جاتا۔ جھیل کے ساحل پر کے کسی درخت پر بیٹھا ہوا الو کبھی کبھی یکایک گھُو گھُو سے اس تقریباً فردوسی ماحول کو ذرا ویران اور غمناک بنا دیتا۔ جرمن لوگ زیادہ تھے، دو تین پارٹیاں انگریزوں کی تھیں چند یوگوسلاویہ کے باشندے تھے۔ بجری بچھے راستے کے دوسری طرف سے

کبھی کبھی مسز واد رسی کی بشاش آواز سنائی دے جاتی تھی ــــ بچاری بڑی بی! میں نے سوچا اپنے چہیتے گھوڑے کے لئے کمبل بُن رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنے پاس لمبی چابک والا کوڑا بھی رکھتی ہے کہ اگر یہ چہیتا گھوڑا بڑی بی کی مرضی کے خلاف کچھ کرے تو وہ مار مار کے کوڑوں سے اس کی کھال ادھیڑ دے۔

میں نے آگے کی طرف جھک کر اپنے لائٹر سے ویرانی کی سگریٹ سلگائی۔ لائٹر کے ننھے سے شعلے کا عکس اس کے چہرے کے خوبصورت نقوش پر پڑا تو وہ اور بھی حسین معلوم ہونے لگی خصوصاً اس لئے بھی کہ ہوٹل کی روشنیوں میں اس کی آنکھیں بڑی دلفریبی سے چمک رہی تھیں اور میں نے سوچا کہ اگر منطقی نقطۂ نظر سے سوچا جائے تو کیٹا رینا کی بہ نسبت ویرانی سے محبت کرنے میں مزا ہے۔ آج پہلی دفعہ میں نے دل ہی دل میں اقرار کیا کہ کیٹا رینا وہ لڑکی ہے جو یقیناً ایک آوارہ اور خود غرض لڑکی ثابت ہوگی۔ اپنی مقصد برآری کے لئے وہ ہر شخص کو کھلونا بنا سکتی اور اسے جس طرح چاہے استعمال کر سکتی ہے۔ مجھے اس کا احساس تھا لیکن میں مجبور تھا۔ جبلت کے سامنے آدمی کیا کر سکتا ہے؟ سب کچھ جانتے ہوئے میں کیٹا رینا سے پھنسا ہوا تھا۔

ویرانی نے کہا: "یہاں آتے ہی میں نے اسے تمہارے کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔"

"اور تمہاری آنکھوں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا۔ وہ نہیں چاہتی کہ ــــ کہ میں اس سے رابطہ ختم کر دوں۔ کیوں؟ یہ معلوم کرنے کے لئے میں اپنی زندگی کا ایک بہترین سال بخشنے کے لئے تیار ہوں۔"

"تم اس سے محبت کرتے ہو؟"

"پتہ نہیں۔ بہرحال اس مسئلے پر غور و خوض کرنے کے لئے شیر جوان دل کی ایک منگنی ہے کافی یعنی ہیں اور کیٹا رینا مل رہے ہیں۔ بہرحال اونٹ کس کروٹ کیوں نہ بیٹھے یہ بات تو ہوا ونے۔ مگر میں آجرت پر لگا ہوا ہوں۔ تم کیا جانتی ہو کیٹا رینا کے متعلق؟"

"کچھ بھی نہیں سوائے ایک بات کے"

"کوئی جدید قسم کی بات؟"

"نہیں بے حد معمولی بات۔ وہی بات جو عورتیں کیٹا رینا جیسی عورتوں کے متعلق عموماً جانتی ہیں"

"وہ کیا بات ہے بھلا؟"

"صرف یہ کہ کیٹا رینا صرف اپنے آپ سے محبت کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ ہے ہی نہیں"

"اب میں ایک جدید بات بتاؤں؟ ایسی ہی عورتیں ہیں جن کی محبت میں مرد گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہ ان عورتوں کی طرف سے ایک چیلنج ہوتا ہے اور مرد یہ چیلنج قبول کرتا ہے۔ اور اس کے ہونٹوں میں وہ بوسہ پھڑپھڑانے لگتا ہے جو بستہ دلوں کو پگھلا دیتا ہے۔ دنیا کا واہیات قسم کا ادب اس موضوع سے بھرپور ہے اور پھر یہ نہ بھولو کہ دنیا میں صرف عورتیں ہی نہیں بلکہ اس قسم کے، بقول تمھارے کیٹا رینا کی قسم کے، مرد بھی ہوتے ہیں۔ یعنی برف دل۔ اور پھر ان کے مقابلے میں چند عورتیں ہوتی ہیں جو سمجھتی ہیں کہ ان مردوں کے دلوں کو پگھلانے کا جادو وہ جانتی ہیں۔

ویرانی آہستہ سے اٹھی اور بجری کے راستے پر ہوٹل کی طرف نہیں بلکہ پگڈنڈی کی طرف چل پڑی جو جزیرے کے دوسری طرف اور جھیل کے کنارے سرو کے درختوں کے جھنڈ تک جاتی تھی۔

میں بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل دیا۔ میں دل ہی دل میں اپنے کو کوس رہا تھا۔ اپنے یہ الفاظ کہتے وقت میں ویرانی کی داستان حیات بھول گیا تھا اور قصداً نہیں بلکہ غیر شعوری طور پر ایک تلخ حقیقت اس کے منہ پر کھینچ ماری تھی۔

جب میں اس سے چند قدم دور رہ گیا تو وہ گھوم کر ٹھہر گئی اور میرا انتظار کرنے لگی۔

میں نے کہا" معافی چاہتا ہوں دیرانی۔ میں وہ الفاظ بے خیالی میں کہہ گیا"
اس نے سر ہلایا۔
"جانتی ہوں"
اور پھر اس نے خلاف توقع اپنا ہاتھ میری کہنی کے خم میں ڈال دیا لیکن اس طرح کہ وہ میری کہنی کے اندرونی حصے کو ذرا سا ہی، نامعلوم طور پر، مس کر رہا تھا اور اس طرح ہم دونوں آگے بڑھے۔

ہم دونوں جزیرہ کا چکر لگا کر دس منٹ میں واپس آ گئے اور اس چھت دار برآمدے پر جا چڑھے جو گھاٹ کے رُخ اور ہوٹل کے پھاٹک کے اوپر تھا۔ وہ روشن قمقموں کے نیچے آکر گھاٹ سے لگ گئی۔ ایک آدمی بوٹ سے کنارے پر کودا، بوٹ میں سے ایک رسہ پھینکا گیا جو اس آدمی نے گھاٹ پر گڑے ہوئے موٹے چوبی کھونٹے سے باندھ دیا اور پھر اس آدمی نے دو مسافروں کو، ایک مرد اور ایک عورت کو، سہارا دے کر کنارے پر اتارا۔ مجھے چاندی کی مٹھ والی ملاکا چھڑی کی جھلک نظر آگئی اور پھر وہ عورت اور مرد پتھر کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ ان کے پیچھے بوٹ کا آدمی تھا جس نے ان دونوں مسافروں کے سوٹ کیس اٹھا رکھے تھے۔
میں نے دیرانی سے کہا" دیکھا ان دونوں کو؟ وہ بڑے میاں ہر والٹر اسپیگل اور بڑی بی ان کی بیگم صاحبہ ہیں۔ چنانچہ آج رات تم اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے کرسی کواڑوں سے لگا کر رکھ دینا"

رات خیریت سے گزر گئی۔ میرے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوا۔ دیرانی کے ساتھ بھی کوئی واقعہ نہ ہوا۔ ناشتہ کرنے جانے سے پہلے میں دیرانی کی خیریت معلوم کرنے گیا اس نے ناشتہ اپنے کمرے میں ہی منگوا لیا تھا۔ والٹر اسپیگل کے متعلق اس کے تجسس

کو تسکین دینے کے لئے میں نے اس سے کہا یہ لندن میں ایک سیاسی معاملے کے سلسلے میں ، میں اس سے واقف ہو چکا ہوں اور یہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ محض اپنی صحت سدھارنے کے لئے بلجٹ نہیں آیا ہے اور یہ کہ وہ اپنے خط میں مالکوٹ کو اس کی اطلاع دے سکتی ہے کیونکہ ہوٹل میں ٹیلیفون نہ تھا۔ میں نے اسے یہ نہ بتایا کہ مجھے یقین تھا کہ یہ شخص اسپیگل جرمن نہیں ہے۔

میں نے گھاٹ کے میدان اور دھوپ میں بیٹھ کر ناشتہ کیا۔ اس کے بعد میں نے ہوٹل کے لاؤنج میں سے ایک رسالہ تلاش کر لیا اور اسے بغل میں دبا کر ہوٹل کے پچھواڑے ٹیلے پر چڑھ گیا وہاں باغ تھا۔ میں ایک بنچ پر بیٹھ گیا اور بیزاری سے وقت گزارنے لگا۔ زیتون کا درخت میرے سر پر سایہ فگن تھا۔

میں جس بنچ پر بیٹھا ہوا تھا وہ پتھر کی اور تقریباً چھ فٹ لمبی تھی۔ اس کی پشت پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ کبھی خانقاہ کے بوڑھے راہب اس بنچ پر گھڑی دو گھڑی بیٹھ کر سوچا کرتے ہوں گے کہ خدا نے دنیا کیوں بنائی؟ پھر اس کی بے ثباتی پر غور کرنے کے بعد دل ہی دل میں حمد باری تعالیٰ گا کر اور دعا پڑھ کر جھکی ہوئی کمر پر ہاتھ باندھے گرجا کی طرف چلے جاتے ہوں گے۔

مجھے اس بنچ پر بیٹھے پندرہ منٹ ہوئے تھے کہ اسپیگل آیا اور بنچ کے دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا۔ ایک سرے پر میں بیٹھا ہوا تھا اور میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کر دیا تھا کہ یہ بڈھا میرے متعلق تمام باتیں معلوم کر چکا تھا۔ ان لوگوں کا تحقیقاتی محکمہ کوئی بات چھوڑتا نہ تھا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرے سر پر چمکدار سکوں کا شاید ہالہ تھا جو سنٹ کنف اور رانسٹن جیسے لوگوں کو نظر آجاتا ہے اور پھر وہ مجھے کسی کام پر لگانے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔

اس نے چاندی کی مٹھ والی ملاکا چھڑی ہمارے درمیان رکھی" وہ کی آواز

کے ساتھ جیب سے رومال نکال کر چہرے پر سے پسینہ پوچھا، رومال واپس جیب میں رکھ کر دوسری طرف کی جیب سے ایک پتلا اور لمبا سگار برآمد کر کے دانتوں میں دبایا اور اسے سلگایا تو میرے نتھنوں میں اس کی بو پہونچی جو ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا صحرائی جھاڑیاں جل رہی ہوں۔ میں نے سگریٹ سلگائی۔

اسپنگل نے کہا "بچارا ڈوجونسن اس کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا ہے"

"اناڑی کہیں کا"

وہ ہنسا۔ اس کا چہرہ امتیازی تھا۔ کھال بھوری اور جھانوے کی طرح تھی۔ اس نے بھورے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا، سر پر پتلا ہیٹ تھی اور وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے برن کا کوئی وکیل چھٹیاں گزارنے آیا ہو۔ ممکن ہے وہ خود بھی چاہتا ہو کہ کاش وہ وکیل ہوتا۔

"مسٹر کارڈر! میں آپ سے صاف اور بے لاگ گفتگو کر سکتا ہوں؟"

"جی ہاں۔ لیکن اسی وقت تک جب تک کہ آپ سیدھی بات کہیں"

اس نے سر ہلایا اور پھر بولا "ہاں۔ میں بھول گیا — وہ حماقت — مجھے کہنا چاہئے تھا مادر جاہو — یہی ہے نا تعارف کا سیدھا اور صحیح طریقہ۔ معافی چاہتا ہوں۔ دراصل اس بزنس میں اتنی مدت سے ہوں کہ یہ سب قدیم لوازمات یا تو بھول جاتا ہوں یا پھر میں ان سے اکتا گیا ہوں"

"میں کہہ چکا ہوں جناب کہ آپ کو اپنی زبان پر قابو رکھنا ہے۔ آپ کی بات سیدھی اور صاف ہو۔ نہ اس میں تلمیحات ہوں اور نہ اشارے اور کنائے"

اس نے دھوئیں کا ایک بادل مچھروں کے ایک بادل پر چھوڑ دیا اور مچھر تتر بتر ہو گئے۔ وہ بولا "لندن اور ماسکو کے درمیان طے ہوا ہے کہ یہ کام یا آپریشن ساتھ مل کر کیا جائے ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ چوٹی کی کانفرنس میں کیا گیا ہو گا۔ ایسے فیصلے اور کہاں کئے جاتے ہیں۔

ایں؟ سچ تو یہ ہے کہ اس فیصلے سے مجھے ذاتی طور پر مسرت حاصل ہوئی ہے۔ مختلف راستوں سے صرف ایک منزل کی طرف بے چینی سے بڑھنا بڑا الجھاؤ پیدا کر سکتا ہے، کام بھی دگنا ہو جاتا ہے اور سب سے بڑی بدقسمتی تو یہ کہ اس طرح آپس میں بے اعتباری پیدا ہو جاتی ہے۔ بہرحال۔ اس فیصلے سے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوتی ہے۔ پوچھو کیوں؟ سیدھی سی بات ہے۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور یہ حوصلہ افزا بات ہے کہ نوجوان اور زیادہ جوشیلے اور باعمل آدمی۔ اس کام کا بیڑا اٹھالیں۔ کیا کہیں گے ہم اس کام کو؟"

"گدھا مزدوری بالکل صحیح اصطلاح ہے"

"بالکل صحیح فرمایا۔ گدھا مزدوری۔ حالانکہ اس سے تحقیر منظور نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ چونکہ آپ کسی بھی سرکاری محکمہ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ آپ کو اپنی امتیازی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے اس کام پر خصوصاً لگایا گیا ہے اور چونکہ آپ اس کی اجرت بھی وصول کرتے ہیں اس لئے یہ اصطلاح آپ پر صادق آتی ہے"

"آپ کی مراد دولت سے ہے؟"

شاید وہ اتنا بوڑھا تھا کہ اب اس کام کے قابل نہ رہا تھا یا پھر وہ معاملہ کچھ گڑبڑ کر رہا تھا۔ شاید اس تعاقب نے، جس کا سر پیر کسی طرح اس کی سمجھ میں بھی نہ آیا تھا اسے اعصابی ہیجان میں مبتلا کر دیا تھا۔ ایک دفعہ میں ایک ایسے شخص سے ملا تھا جو اس کی بھاگ دوڑ سے تنگ آکر تقریباً دیوانہ ہو گیا تھا یا ممکن ہے اسپیگل مجھ سے ایک فرلانگ آگے ہو لیکن میرے سامنے کسی سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت اپنے آپ کو تھکا ہوا اور رقیق القلب ظاہر کرنا چاہتا ہو۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ معاملہ کیا تھا۔ کبھی کبھی تو میرا جی چاہتا تھا کہ گھر بھاگ جاؤں۔

"روپیہ ــــ ہاں ــــ ٹھیک ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ لندن اور ماسکو کے درمیان اشتراک کا فیصلہ ہو چکا ہے چنانچہ صاف گوئی ضروری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ پچھلے حالات کے

کے پیشِ نظر اُمید ہے کہ آپ ہارڈ جونسن کے بقول اس "اناڑی پن کو معاف کر دیں گے"

"اگر روپیہ کھرا ہو تو میں ہر بات معاف کرنے کو تیار ہوں"

"بہت عمدہ"

اور اس نے ایک لفافہ جیب سے نکال کر اپنی چھڑی کے قریب آہستہ سے رکھ دیا

میں نے تجدت کا ثبوت نہ دیا۔ جہاں مکاری اور فریب کاری کا تعلق ہوتا ہے تو میں کبھی بڑے صبر و سکون سے کام لیتا ہوں۔ مادر جامبوہ۔ اسپگل جب ان خفیہ لفظوں کا مطلب سمجھے گا اور جب خود اس کے محکمے کی طرف سے اسے ہمارے رنگ ماسٹر کے متعلق بتایا جائے گا تو غریب بڑھا اپنی بنیں کش پر پچھتائے گا اور آپ آپ کو جگاذری احمق کے لفظ سے سرفراز کرے گا۔

میں نے لفافے کی طرف نہ دیکھا اور نہ ہاتھ بڑھایا اور کہا:۔

"کیا کرنا ہے مجھے ؟"

"وہی جواب تک کر رہے ہو"

"مطلب" ؟

"ہم سب ہی یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مسز داورسی کہاں جا رہی ہے۔ اس کی ایک ایک حرکت کی خبر آپ کو مل سکتی ہے اور شاید مل رہی ہو کیونکہ اس کے ساتھ والی ایک خاص ہستی سے آپ کا رابطہ قائم ہے۔ یہی ہمیں کرنا ہے کہ ایک دوسرے سے رابطہ قائم رہے حالانکہ اس بنچ پر سے اٹھ جانے کے بعد میں آپ کے لئے سراسر اجنبی ہوں گا۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اب ہم دونوں مل کر کام کریں گے۔ میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اور آپ میری۔ ہمارا اشتراک اگر دنیا کی بڑی قوتوں کے اشتراک کا سنگ بنیاد ثابت ہو تو پھر وہ دور کس قدر خوشگوار ہوگا۔

"آپ تجویز پیش کیجئے۔ میں تائید کر دوں گا"

میں نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ اٹھا لیا سو کرارے نوٹ تھے پانچ پانچ ڈالر کے بالکل نئے نوٹ۔ میں تھوک لگا لگا کر انھیں شمار کرنے لگا اور اسپیگل غور سے میری طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ میں نے سر اٹھایا اور اس کی بوڑھی اور سرد کینچے جیسی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"ماہانہ اجرت" اس نے مجھے مطلع کیا۔

"اس سخاوت کا شکریہ" میں نے روپیہ جیب میں رکھ لیا اور اب چونکہ ہم دونوں دوست جن گئے تھے اس لئے میں نے اس معاملے کے "قدیم ترین" مسئلے کے متعلق اپنے ٹٹولنے کا فیصلہ کیا۔

"اگر چوٹی کے آدمی ہم پر ذرا اعتبار کریں تو مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اندھیرے میں کام کرتے کرتے میں اکتا گیا ہوں۔ پتہ ہی نہیں یہ سب بھاگ دوڑ کا ہے کے لئے ہے"

اسپیگل نے سر ہلایا" بات یہ ہے کہ ہم اہرام کی چوٹی سے اتنے نیچے ہیں کہ ابھی ہم پر اتنا اعتبار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیں حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ اب تک میں نے بہت سے معاملات پر کام کیا ہے لیکن ان میں صرف پانچ کیس ایسے تھے جن میں مجھے حقیقت سے باخبر کیا گیا تھا۔ چھکڑے میں جتے ہوئے گھوڑوں کی طرح ہم زور تو پورا لگاتے ہیں لیکن ہماری آنکھوں پر اندھیاریاں چڑھا دی گئی ہیں کہ ہمیں صرف سامنے کا ہی راستہ دکھائی دیتا ہے"

"بالکل صحیح فرمایا" میں نے کہا" تاہم سچ تو یہ ہے کہ اگر ایک کتاب اتفاقاً میرے ہاتھ نہ لگ گئی ہوتی تو میں اس انجانے راستے پر ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتا۔ یہ کتاب مجھے ہارڈ جونسن کی کار سے ملی تھی۔ انگشت نما از پروفیسر داورسی۔ اگر یہ کتاب نہ مل جاتی تو میں سچ مچ گھپ اندھیرے میں رہتا۔

تھا۔ ہاں" وہ مسکرایا" بے حد عزیز ہی اور مناسب مطالعہ۔ رئیس کے آقا کا گرگٹ ہوا علامتی کوڑا۔ لیکن ہمیں نہ بھولنا چاہیئے کہ مجنونانہ جذبات کے علاوہ اکثر دفعہ......"

وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا، میری طرف دیکھا، مسکرایا اور میں نے سمجھ لیا کہ اس نے عین وقت پہ اپنی زبان روک کر ایک راز کو فاش کرنے سے بچا لیا تھا۔ اسپیگل نے بھی سمجھ لیا کہ اس کے ایک دم خاموش ہو جانے کا مطلب میں نے سمجھ لیا تھا۔ اس سے مزید کچھ کہلوانا اب ممکن نہ تھا لیکن اس کا ایک لفظ میرے دماغ میں گونج رہا تھا۔ علامتی کوڑا۔

میں نے اس کی ملاکا چھڑی اٹھائی، اس کے منھ پہ بنے ہوئے کنڈل کو دیکھا اس پر ہاتھ رکھ کر گھمایا تو معلوم ہوا کہ اس میں پیچ تھے۔ میں نے منھ گھما کر کھینچ لی "سوں" کی ہلکی سی آواز کے ساتھ چھڑی میں سے پتلی اور برف کی طرح چمکتی ہوئی تلوار نکل آئی۔

بے حد خوبصورت"

"انیس سو انتالیس میں ہسپانیہ میں خریدی تھی۔ خاص طلیطلہ کی بناوٹ ہے۔ اس میں ٹینک کمانڈر تھا۔ کیا دن تھے وہ بھی"

"یہ غالباً میرے زمانے سے پہلے کا ذکر ہے"

"ظاہر ہے" وہ بولا۔

میں نے تلوار چھڑی میں واپس رکھ دی تو اس کی سرسراہٹ کی آواز نے میرے جسم میں کپکپاہٹ کی ایک لہر دوڑا دی۔

وہ اٹھا، چھڑی اٹھائی، اپنی ہیٹ کا چھجا ٹھیک کیا، مسکرایا اور کہا "اب میں پیرنے جا رہا ہوں۔ روزانہ صبح میں سوئمنگ کیا کرتا ہوں۔ اب ہم ہمیشہ نگاہ رکھیں گے۔ آپ اور میں۔ اور ہمیشہ ہم ساتھ مل کر کام کریں گے۔ عمدہ انتظام ہے"

"شاندار" میں نے کہا۔

اور واقعی اسپندرہ سوڈالر کے پیشِ نظر انتظام واقعی شاندار تھا۔

دوپہر کے کھانے سے فارغ ہوکر میں نے ان چھوٹے ڈونگوں میں سے ایک، جو ہوٹل میں مقیم ہونے والوں کے لئے مخصوص تھے، کرائے پر حاصل کر لیا۔ یہ دو نشستوں والا تھا جس کے ساتھ ایک دو طرفہ چپو تھا۔ میں اسے کھیتا ہوا ہوٹل سے دور اور جزیرے کے عقب میں لے آیا۔ یہاں راہبوں کا ایک پرانا قبرستان تھا جو کنارے کی ڈھلان کے ذرا اوپر تھا۔ میں نے ڈونگا کنارے سے لگا دیا اور قبرستان کے سائے میں بیٹھ کر کیٹھارینا کا انتظار کرنے اور سگریٹ پھونکنے لگا۔

اور وہ آگئی۔

اس نے نیلے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جس کے آگے کے حصے میں اوپر سے نیچے تک بوتام لگے ہوئے تھے، اس کے بازو اور ٹانگیں عریاں تھیں اور سورج کی شعاعیں اس کے سنہری بالوں کو جلا دے رہی تھیں اور وہ اس طرح چمک رہے تھے کہ نظر خیرہ ہو جاتی تھی۔ وہ ڈونگے میں سوار ہوگئی، میں نے چپو اٹھایا اور ڈونگے کو جھیل کے اس انتہائی سرے پر لے چلا جہاں پانی کی ایک تنگ کھاڑی سمندر کے دہانے تک جاتی تھی۔ اس تمام عرصے میں ڈونگا چونکہ میں نے کنارے کے قریب ہی رکھا تھا اس لئے جزیرے پر سے کوئی ہمیں دیکھ نہ سکتا تھا۔ جزیرے کے کنارے کنارے ایک نئی سڑک حال ہی میں بنائی گئی تھی لیکن معلوم ہوتا تھا یہ سڑک کوئی استعمال نہیں کرتا تھا چنانچہ وہ اس وقت بھی سونی پڑی تھی۔ سورج بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا اور گرم فضا میں صنوبروں، سرو اور خودرو پیلے پھولوں اور جھاڑیوں کی بو تھی۔ آسمان کی نیلاہٹوں میں چند گدھ چکر کاٹ رہے تھے اور اس طرف نیولے اپنے بلوں میں گھسے قیلولہ کر رہے تھے۔ کسی بھی لڑکی کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے یہ کامل ترین دوپہر تھی۔ گرمی بلا کی تھی۔ کیٹھارینا نے اپنے لباس کے بوتام کھولے

اور اسے اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ لباس کے نیچے اس نے ہلکے آسمانی رنگ کی بکنی پہن رکھی تھی۔

میں نے ایک چھوٹا سا ساحل تلاش کر لیا جس پر تمرس اور صنوبر کے لگے ہوئے تھے اور وہاں میں نے ڈونگا روک لیا۔ ہم دونوں ساحل کی ریت پر چل پڑے اور چند قدم آگے بڑھ کر ایک چٹان کے سائے میں بیٹھ گئے۔ میں نے دو سگریٹیں سلگائیں۔ ایک کیٹارینا کے لئے اور دوسری اپنے لئے اور دل ہی دل میں کہا کہ پہلے معاملے کی بات اور اگر اس کے بعد وقت بچا تو محبت اور ذرا سی عیاشی۔ کیٹارینا نے بھی شاید یہی سوچا تھا کیونکہ اس نے اپنی دونوں ٹانگیں سمیٹ کر گھٹنے اٹھائے اور ان پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر بیٹھ گئی اور بڑی سنجیدگی سے میری طرف دیکھنے لگی۔ اس کے بدن کے دلآویز خطوط "پہلے معاملہ پر عشق" کو "وقت ضائع کرنا" ثابت کر رہے تھے لیکن میں اپنے فیصلے پر اڑا رہا۔

میں نے پوچھا "تم نے کبھی ہالکوڈ کا نام سنا ہے؟ یہ ایک مرد ہے"

"نہیں"

میرا جی چاہا کہ یہ معلوم کر لوں کہ کہیں وہ جھوٹ تو نہیں بول رہی تھی لیکن میں نے کوشش کر کے اپنے اس جذبے کو دبا دیا۔ یہ کام ذرا دقت طلب تھا۔ چنانچہ میں نے صرف سوالات پوچھنے اور کیٹارینا کے جواب بلا حجت قبول کرنے پر اکتفا کی۔ بعد میں ان کے جوابات کو ترتیب دے کر کوئی نتیجہ اخذ کر سکتا تھا۔

ہینس اسٹبلن ان کے لئے کام کرتا ہے اور اب میں بھی اسی ہالکوڈ کے لئے کام کر رہا ہوں"

"تم کیا کام کر رہے ہو؟"

"محض تعاقب بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ خصوصاً مسز ڈادرسی کا تعاقب"

"کیوں؟"

اب یہ مجھے پسند نہ تھا کہ وہ خود سوالات پوچھنے لگ جائے اس طرح تو گویا میں ملزم بن جاتا تھا۔ لیکن میں نے سوچا کہ فی الحال چلنے دو۔

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ مجھے تو صرف ہدایت دی گئی ہے کہ مسز وادرسی کا تعاقب کرتا رہوں اور مالکر ڈ کو مطلع کروں کہ آخر کار وہ اپنے ڈیرے خیمے کہاں لگاتی ہے۔ آسان سا کام ہے۔ تم جانتی ہو کہ جہان گشتی کے بعد وہ آخر کار کہاں جائے گی یا جا رہی ہے؟"

"نہیں"

"بہت سے دوسرے لوگ بھی مسز وادرسی کی منزل سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آخر وہ جا کہاں رہی ہے"

"سرکاری لوگ؟"

میں مسکرایا "شکریہ میں لپیٹ کر کہا ہے۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"جب ہم پیرس میں مقیم تھے تو کوئی ہمارے کمروں میں گھس پڑا اور اس نے یا انہوں نے ایک ایک کونے کی تلاشی لے ڈالی تھی لیکن چونکہ ہماری ایک بھی چیز چرائی نہیں گئی اس لئے ہمارے کمروں میں گھسنے والا یا گھسنے والے عام سے چور نہ تھے۔"

"بے حد عمدہ قیاس۔ ہاں تو آمدم برسر مطلب گویا۔ مسز وادرسی تمہاری دکان میں آتی ہے، تم سے ملتی ہے، تمہیں پسند کرتی ہے اور تمہیں اپنا سفری سکریٹری بنا لیتی ہے ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے؟"

اور تم نے اس سے پہلے اسے کبھی نہ دیکھا تھا؟"

"کبھی نہیں"

"ایک ایماندار اور نمک حلال سکریٹری کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ مسز وادرسی کو مطلع کر دے کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تم نے اسے مطلع کیوں نہ کیا؟ بلکہ تم نے اپنے

راستے سے ہٹ کر میرے لئے یہ سہولتیں کیوں مہیا کر دیں کہ میں آسانی سے اس کا تعاقب کرتا رہوں؟ اگر تم مجھے ہر دفعہ یہ نہ بتا دیتیں کہ تم کہاں جا رہی ہو تو ظاہر ہے کہ میں یہ بات آسانی سے معلوم نہ کر سکتا۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟"

اس نے سگریٹ کا ایک لمبا کش لے کر دھوئیں کا مرغولہ ہوا میں بکھیر دیا جو باریک نقاب کی طرح اس کے چہرے کے سامنے تنا رہا اور پھر آہستہ آہستہ تحلیل ہو گیا اور کیٹارینا نے اپنے پیر کا انگوٹھا ریت میں دفن کر دیا۔

"میں نے ایسا کیوں کیا؟ دو وجوہات کی بنا پر۔ ایک وجہ تو یہی ہے۔ تم مجھے بے حد پسند ہو۔ تمھاری آنکھیں مجھے پسند ہیں۔ تمھاری حرکتیں مجھے پسند ہیں۔ تمھارے بوسے مجھے پسند ہیں، اپنی کمر کے گرد تمھارے بازوؤں کا دباؤ مجھے پسند ہے۔ غرض تمھاری ہر بات اور ہر چیز مجھے پسند ہے۔ چنانچہ میں چاہتی ہوں کہ جہاں میں جاؤں وہاں تم بھی آ جاؤ۔ تمھارے قرب سے میں عجیب طرح کا سکون محسوس کرتی ہوں"

اور اس نے ہاتھ بڑھا کر میری ران پر رکھ دیا اور اس وقت معاملے کی بات" ختم ہوتے ہوتے رہ گئی۔

"عمدہ اور قابلِ قبول وجہ" میں نے جذبات کا ہیجان کچل کر کہا۔ "دوسری وجہ؟"

"وہ بھی شاید ایک حد تک ذاتی ہے۔ تم میری طرف دیکھتے ہو اور کیا نظر آتا ہے تمھیں؟ ایک حسین جسم جسے دیکھ کر بستر میں لیٹ جانے کو جی چاہتا ہے۔ جس سے اپنی آرزو پوری کرنے کے لئے تم بے چین ہو جاتے ہو۔ دنیا کے اکثر آدمی خوبصورت جسم کے ساتھ بس یہی کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں ــــ اس کے علاوہ اور بھی کچھ چاہتی ہوں۔ اور چونکہ میں ایک غریب لڑکی ہوں اس لئے یہ "کچھ اور بھی" اپنے طور پر حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اور مسٹر داورسی مجھے بتا سکتی ہے کہ میں اسے کس طرح حاصل کر سکتی ہوں"

"یہ بات خود اس نے کہی ہے؟"

"اشاروں کنایوں میں۔ وہ بہت زیادہ بولتی ہے اور کبھی کبھی چند باتیں کہہ جاتی ہے"

"کیسی باتیں؟"

"جو تمہیں پسند نہ آئیں گی"

"کہہ کر تو دیکھو"

"سنو اور سنو ــــ کیا کہو گے تم اسے؟" کیتھارینا نے اپنی نازک انگلیاں ماتھے پر پھیریں "وہ مستقبل کا حال بتاتی ہے ــ میرے متعلق بہت سی باتیں کہتی ہے؟"

"مثلاً؟"

"یہی کہ میں ــــ خاص الخاص ہوں۔ میرا مستقبل شاندار ہے۔ میری سوئی قسمت جاگنے کے دن قریب ہیں۔ بہت جلد میری زندگی پلٹا کھائے گی ــ ہر چیز بدل جائے گی ــــ میرا حسن، میرا جسم، میرا وہ اندرونی جذبہ جس کی وجہ سے میں محسوس کرتی ہوں کہ زندگی بڑی چیز ہے ــ وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ میرا یہ جذبہ حقیقت بن جائے گا اور پھر زندگی حقیقت میں بڑی عمدہ ہو گی۔ دولت، اپنا ذاتی شاندار گھر اور شہرت ــ ایسی شہرت جو ہیلن آف ٹرائے کی طرح عالمگیر ہو گی اور قیامت تک لوگ میرے نام اور کارناموں سے واقف رہیں گے۔ یعنی تاریخی شہرت"

"اور تم ان پیشنگوئی پر یقین رکھتی ہو؟"

"کیا برائی ہے اس میں ــ اپنے درخشاں مستقبل کے خیال سے میں خوش تو رہتی ہوں اور یہ بڑی بات ہے۔ ہاں ــ ایک بات اور کہی ہے میری شادی ہو جائے گی"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کسی نجومی کے سامنے ہاتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں تقریباً ہر لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے۔"

"ہاں۔ لیکن کسی معمولی انسان مرد سے شادی ہو گی بلکہ جو خاص الخاص سے بھی بڑھ کر

ہوگا کچھ ــــ بے حد شاندار"

نام نہیں بتایا گیا؟"

"البتہ صفات بتائی گئی ہیں۔"

"کیا ہیں وہ؟"

"یہ کہ وہ طویل القامت ہے، سنہرے بال ہیں اس کے، بے حد مضبوط و توانا ہے

وہ اور دیوتا سمان ہے"

"اور اس انٹی شنٹی میں تم یقین رکھتی ہو اس میں؟"

"کیا ہرج ہے۔ مزے کی چیز ہے۔ اس دیوتا سمان پر حسد آتا ہے؟"

"قدرتی بات ہے"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی جان نہ جلاؤ۔ میں ہمیشہ تمہیں پسند کرتی رہوں گی"

"شکریہ۔ خیر تو اب خاص معاملے کی بات کریں۔ بہت سے لوگوں کو منرو اور سی

سے اور اس بات سے دلچسپی ہے کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ لیکن میرا اور تمہارا دل

نہ صرف ایک دوسرے کی طرف سے بلکہ اس معاملے کی طرف سے بھی صاف ہے ٹھیک

ہے؟"

"بالکل"

"تمہاری طرح میں بھی ایک غریب لڑکا ہوں اور میرے پاس بھی اپنے خوبصورت جسم

کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، عمدہ زندگی گزارنے کا چسکا مجھے بھی ہے چنانچہ میری نظر

بھی موقع کی تلاش میں رہتی ہے"

"کہے جاؤ"

"اب اگر اس معاملے ہٹ کر میں زندگی سنوارنے کا کوئی دوسرا اور زود اثر موقع

تلاش کر سکا تو اسے دبوچ لوں گا۔ تم بھی ایسا ہی کرو گی کیونکہ ممکن ہے وہ ٹنبرآف ٹرائے

کی سمی تاریخی شہرت والی بات غلط ثابت ہو۔ لیکن اگر ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے تو ہماری منافع حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جب یہ معاملہ بلکہ یوں کہو کہ یہ بھاگ دوڑ ختم ہو جائے گی تو پھر ہم کوئی عمدہ مقام تلاش کر کے بڑی فراغت سے یہ منافع خرچ کر دیں گے۔"

"یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ معاملہ نفع بخش ہے؟"

"اس لئے کہ بہت سے لوگ مسز وادرسی سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ کوئی بات ہے۔ کچھ کھچڑی پک رہی ہے۔ اس معاملے یا بھاگ دوڑ کے آخری سرے پر کوئی چیز ہے یا کوئی ایسی ڈھکی چھپی اطلاع ہے جس کی قیمت روپوں کا انبار ہی ہو سکتی ہے۔ اچھا تو اب ہم سودا کر رہے ہیں یا نہیں؟"

اس نے اپنی سمٹی ہوئی ٹانگیں لمبی کر دیں اور آہستہ سے ریت پر چت لیٹ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور اس کے سینے کا مدوجزر اور جسم کے خطوط بجلیاں گرانے لگے۔

میں مسحور سا اس کی طرف دیکھتا رہا اور میں نے سوچا کہ ایسے وقت اور مقام میں کون مردود روپے کے متعلق سوچ سکتا ہے لیکن میری عقل سلیم نے عین وقت پر مجھے ٹوک دیا۔ اس نے کہا۔ بھیا! یہ نہ بھولو کہ کبھی ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ تم گرم بستر میں سے نکلو گے، یخ بستہ فرش سے تمہارے پیر چھو ئیں گے اور تم سردی سے کانپ جاؤ گے اور اس وقت تمہاری جیب میں ایک شلنگ بھی نہ ہوگا کہ گیس چولھے کے لئے گیس خرید سکو۔

"یہ سودا کیسے کیا جائے؟" وہ بولی

"تم صرف اس بات کا خیال رکھنا کہ میں مسز وادرسی کا سراغ نہ کھو دوں۔ بس مجھے مطلع کرتی رہنا اور ہم اپنی آنکھیں کھلی اور کان کھڑے رکھیں گے۔ اور جلد یا بدیر وہ موقع ضرور آئے گا جس کا ہمیں انتظار ہے۔"

اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں وہی گہری بنفشی دھند تھی، جس سے میں واقف تھا۔

"بہت اچھا - وہ بولی" ہم مل کر ایک نہ ایک تدبیر سوچ لیں گے"

اور اس نے میری طرف کروٹ لے کر ایک ہاتھ سے اپنے شانوں پر سے ریت جھاڑی اور دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا دئے اور جب اس نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہیں تو بکینی نے پھسل کر اس کا سینہ بالکل عریاں کر دیا تھا۔

اس کے نیم وا نرم ہونٹ میرے ہونٹوں میں پیوست ہو گئے میں نے اسے سینے سے لگا لیا اور اب مجھے اس کی پروا نہ تھی کہ کیٹارینا نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا یا جھوٹ۔ اس وقت تو صرف مجھے ایک بات کا احساس تھا اور وہ یہ کہ کیٹارینا میری رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی۔ مجھے اس لڑکی کی ضرورت تھی۔ میں اسے بہرحال حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پھر وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے اس سے محبت تھی اور اگر "محبت" صحیح لفظ نہ تھا تو پھر دنیا میں کوئی صحیح لفظ نہیں ہے۔ مجھ سے لپٹی ہوئی کیٹارینا میں بھی میں یہی جذبہ محسوس کر رہا تھا۔ اس کے چکنے جسم پر پھسلتے ہوئے میرے ہاتھوں میں جو آگ بھڑک رہی تھی وہ آگ ان نرم و نازک ہاتھوں میں بھی بھڑک رہی تھی جو میرے جسم کا جائزہ لے رہے تھے۔

دفعتہً کہیں قریب سے ایک ٹرانزسٹر ریڈیو چیخ اٹھا۔ ایک دلخراش آواز ایک جذباتی گیت گا رہی تھی۔ میں اور کیٹارینا الگ ہو گئے اور میں نے دوسری طرف کروٹ لے کر دیکھا۔

سامنے ذرا دور والٹر اسپیگل نظر آئی۔ وہ جھیل کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے سرخ یا تھنگ ٹوپی سر پر پہن رکھی تھی اور اس کا نہانے کا سوٹ نائیلون کا تھا جس پر چیتے کی کھال کے سے چکتے بنے ہوئے تھے مسز اسپیگل کی ننگی ٹانگیں بازو

اور ننگی بیٹھ تھلتھلا رہی تھی جیسے گندھے ہوئے آٹے کی ہو۔ اس نے ٹرانسسٹر کنارے پر رکھا اور پانی میں اتر گئی۔ وہ ہماری طرف گھوم گئی، پانی میں اکڑوں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کے چلوؤں میں پانی لے کر اپنے جسم پر چھڑکا اور پھر چھپاک سے پیچھے کی طرف جیسے ڈھے گئی اور ایک دو دفعہ بڑے دوستانہ انداز میں ہماری طرف ہاتھ ہلایا۔ اگر اس وقت میرے پاس رائفل ہوتی تو میں نے اس موٹی عورت کو بلا جھجک گولی ماردی ہوتی اور اس کی لاش کو گدھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہوتا سور نی نے سارا لطف کرکرا کر دیا تھا۔

نواں باب
منجدھار

وقت گزرتا رہا۔ فراؤ اسپیگل اتھلے پانی میں لوٹتی اور پانی اڑاتی رہی اور میں کٹیا رینا کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا اور یکے بعد دیگرے چار سگریٹ پھونک گیا ٹرانزسٹر چیختا رہا اور فضا کا تمام سحر غائب ہو گیا۔ ہوٹل ملیٹا کے کسی کمرے میں مادام وادریسی تپیدی کروٹیں بدل رہی ہوں گی اس کے قیلولے کا وقت قریب الختم تھا چنانچہ اب کٹیا رینا کا جلد از جلد واپس پہونچنا ضروری ہو گیا تھا۔

ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیئے ڈونگے تک پہونچے اور کنارے پر رکھے ہوئے ٹرانزسٹر کو لات مار کر جھیل میں پھینک دینے کے جذبے کو میں نے بڑی کوششوں سے دبا دیا اور جب ڈونگا فراؤ اسپیگل کے قریب سے گزر رہا تھا تو ایک دوسرے جذبے سر اٹھایا کہ چپو سے اس بدذوق اور کمینی عورت کے سر پہ ضرب لگا دوں۔ لیکن یہ بھی میں نے دبا دیا۔

جھیل کے بیچ میں پہونچے تو کٹیا رینا نے جذبات سے لدی ہوئی آواز میں کہا:۔
"کوئی بات نہیں ڈارلنگ۔ پھر کبھی سہی"

میں غصے کی جھنجھلاہٹ میں بے تحاشہ چپو چلانے لگا۔

اور جب ہم جزیرے کے عقب میں پہونچے تو کٹیا رینا نے گھوم کر ایک گرم اور طویل بوسہ میرے ہونٹوں پر ثبت کر دیا اور ڈونگا بُری طرح سے ڈول گیا۔ ڈونگے سے اتر کر اس نے کہا:۔

"تو پھر یہ طے رہا کیوں؟ ایک دوسرے سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور منافع حاصل کرنے کے موقع کی تلاش میں رہیں گے؟"
میں نے اثبات میں سر ہلایا۔
"چنانچہ ــــ کوئی بھی بات اہم ہو سکتی ہے؟ بظاہر معمولی بات بھی؟"
"ہاں"
اس نے اپنی جیب سے کاغذ کا ایک پرزہ نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔
"یہ کیا ہے؟" میں اسے کھولنے لگا۔
"جب ہم ڈوبرونک میں تھے تو مادام وادرسی کے نام ایک تار آیا تھا۔ یہ اس کی نقل ہے۔ ممکن ہے کارآمد ثابت ہو"
وہ پلٹ کر اس راستے پر چل دی جو ہوٹل تک جاتا تھا۔ میں اس کی گداز ٹانگوں کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ کیٹارینا اوجھل ہو گئی۔ اس نے تار کی نقل جو مجھے دی تھی اس میں لکھا تھا۔
"لوکا پومینا۔ تاریخ وہی ہے جو طے کی گئی ہے۔
کومیرا
نیچے کیٹارینا نے حاشیہ لکھا تھا:۔
یہ تار ایتھنس سے جرمنی زبان میں بھیجا گیا تھا"
میں نے کاغذ کے اس پرزے کو دیا سلائی دکھادی اور جب وہ جل گیا تو راکھ جھیل میں بہادی میں ڈونگے کو ہوٹل کے سامنے والے رخ لے آیا اور کنارے سے لگا دیا۔ تار کے دو لفظ پومینا اور کومیرا میری سمجھ میں نہ آئے تھے کہ یہ کیا چیز ہو سکتی ہے لیکن لفظ لوکا میرے دماغ کے کسی ایک حصے کو آشنا معلوم ہو رہا تھا۔
ایک معمر عورت ہوٹل کے بیرونی کمرے میں بیٹھی بل بنا رہی تھی۔ میں نے

اس سے چند تصویری پوسٹ کارڈ خریدے اور یہ پوچھا کہ اس کے پاس جزیرے کا نقشہ ہوگا وہ الماری میں چند منٹ تک کچھ ڈھونڈتی رہی اور بالآخر ایک پھٹا پرانا نقشہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی جو الیگزانڈرا ... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس میں سینڈوچ لپیٹے ہوں گے میں نقشہ لے کر اپنے کمرے میں آیا اور بستر میں دھنس گیا۔"

ملجٹ ایک لمبا اور پتلا جزیرہ تھا جو میرے اندازے کے مطابق، شمال مغرب سے جنوب مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ جزیرے پر گنتی کے ہی گاؤں تھے اور اس کے زیادہ تر حصے پر "نیونلنی پارک" کا لیبل لگا دیا گیا تھا شمال مغرب کے جنوبی سرے پر سمندر کا ایک زبردست بازو خشکی میں در آیا تھا جس کا ایک تنگ سا دہانہ والیکو جازیرو میں تھا۔ والیکو جازیرو اس جھیل کا نام تھا جس کے جزیرے پر یہ ہوٹل تھا۔ اس جھیل کے مغربی سرے پر ایک اور دہانہ تھا جس میں سے ہو کر ایک دوسری اور چھوٹی جھیل میں جایا جا سکتا تھا۔ اس جھیل کا نام "مالو جازیرو" تھا۔ اس جھیل کے بعد خشکی کی ایک پتلی دھجی تھی جو اسے، یعنی جھیل کو، سمندر سے الگ کرتی تھی۔ اور وہاں، کنارے سے دور و نزدیک کے چھوٹے چھوٹے جزائر کی آغوش میں ایک گھاٹ پر نشان لگا ہوا تھا اور اس پر لکھا ہوا تھا "پومینا : پولاس" یعنی وہ مقام جہاں ہم جہاز سے اترے تھے، جزیرے کے شمال میں تھا، اور اس کے سامنے لفظ "لوکا" لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ، میں نے سوچا، لوکا کے معنی ہیں گھاٹ یا بندرگاہ۔ فیوردر کی گائڈ اس موضوع پر خاموش تھی۔

چنانچہ ایک خاص تاریخ میں، جو پہلے سے طے کر لی گئی تھی، پومینا کے چھوٹے گھاٹ پر یا اس سے پرے کچھ ہونے والا تھا۔ کیا ہونے والا تھا؟ مسز والدرسی کے نام جرمن زبان میں آیا ہوا تار اس سلسلے میں خاموش تھا۔ نقشے میں کومیراکا

کوئی ذکر نہ تھا۔

دروازے پر دستک دی گئی، میں نے نقشہ جلدی سے تکئے کے نیچے رکھ کر کہا:۔

"آجاؤ"

ہر ذالطرا اسپیگل کمرے میں آگیا، ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا، ملا کا چھڑی اپنے گھٹنوں پر آڑی رکھی، ریشمی رومال سے اپنا منہ پونچھا اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"بڑی یا: گار سہ پہر گزری تمھاری؟" وہ بولا۔

"کوئی خاص نہیں"

"کچھ معلوم ہوا؟"

"صرف ایک بات"

"کیا؟" وہ آگے کی طرف جھک گیا۔

"آدمی کو ضبطِ نفس کی مشق کرنی چاہیے کیونکہ بعض دفعہ یہ مشق بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے اور آدمی خود اپنا خون اونٹانے سے بچ جاتا ہے"

اسپیگل مسکرایا۔ بزرگانہ مسکراہٹ جوانوں کی نا سمجھی پر تھی اور یہ ظاہر کرتی تھی کہ بزرگ جوانوں کی اس قسم کی ناکامیوں سے واقف ہیں۔ اور پھر چونکہ اسپیگل اپنے خیال میں مجھے اپنا آلۂ کار بنائے ہوئے تھا میں نے سوچا کہ جواب میں میں بھی اسے اپنا آلہ بنالوں، اس کی رائے معلوم کروں اور شاید معلومات کے ایک دو ٹکڑے اپنی جھولی میں ڈالنے میں کامیاب ہو جاؤں۔

میں نے کہا "مجھے اس لڑکی کیٹارینا سیکسان پر اعتبار نہیں۔ وہ جانتی ہے کہ میں مسز وادرسی کا تعاقب کر رہا ہوں لیکن وہ اس آنکھ مچولی سے محفوظ ہو رہی ہے اور اس نے بڑی بی کو اس کی اطلاع نہیں دی ہے، یعنی یہ کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ میں اس لڑکی کو سمجھ نہیں سکا اور نہ ہی اس کا زاویۂ نظر ہی سمجھ سکا ہوں۔ پتہ نہیں اس کے ارادے کیا ہیں۔۔۔

اور پھر وہ کچھ بتاتی نہیں۔ اب تک میں لوگوں کے خیالات اور ارادے پڑھ لینے میں اپنے آپ کو جینئس سمجھ رہا تھا لیکن اس لڑکی نے یہاں بھی مجھے گڑبڑا دیا ہے۔"

اسپیگل نے سر ہلایا، ہونٹ دبائے ماتھے پر سلوٹیں پیدا کیں، نتھنے پھلائے، بھوئیں اچکائیں اور اس طرح بہت دیر تک سوچتے رہنے کے بعد کہا:۔

"میں نے اس لڑکی کا ہر پہلو سے مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ مخلص لڑکی ہے لیکن اس کا خلوص صرف اپنی ذات تک محدود ہے۔ گویا وہ اپنے آپ سے منسوب ہے۔ اسے صرف اپنی ذات سے محبت ہے اور اس میں تعجب کی بات نہیں۔ ایسی صورت اور ایسے جسم اور ایسی ذہانت کی مالک ہو کر وہ اور بن بھی کیا سکتی ہے؟ دوسری ہر بات اس کے لئے محض تضیع اوقات ہو گی۔ اس نے بہرحال یہ تسلیم کر لیا ہے کہ وہ منتخب لڑکی ہے لیکن بات یہیں آکر ختم نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ اب وہ ادھر ادھر نظر دوڑا رہی ہے اور منتظر ہے کہ وہ اور کیا بن سکتی ہے اور کیا حاصل کر سکتی ہے۔ وہ تمہیں اپنے پیچھے محض اس اُمید پر لگائے ہوئے ہے کہ شاید کبھی کسی جگہ تم اس کے منصوبوں کی تکمیل میں کام آسکو۔ بے شک اس قسم کی لڑکی تنہا کام نہیں کرتی۔ چنانچہ اس کی پشت کی طرف کہیں کوئی مرد ضرور ہے۔ یہ سیدھی سادی نفسیات ہے۔ ایک عورت خواہ وہ کتنی ہی خوبصورت، کتنی ہی ذہین، کتنی ہی مستقل مزاج اور ثابت قدم کیوں نہ ہو مرد اس کے لئے بہرحال ضروری ہوتا ہے۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو"

یہ بڑے میاں توخلافِ توقع بڑے خطرناک ثابت ہوئے چنانچہ فہرست میں ان کا نمبر بادرڈ جونسن سے پہلے آنا چاہئے۔ وہ تو پھر بھی ناتجربہ کار تھا۔ یہ حضرت تو گرگ باراں دیدہ نکلے پھر پرانے مکتب کے پروردہ۔ پرسکون اور گھنّے۔ چہرے سے جذبات ہویدا؟ توبہ کیجئے۔ خطرہ مول لینے والے؟ جی نہیں۔ انہیں تو کتاب ہاتھ میں دے کر ٹھنڈے کمرے میں بس بٹھا دینا چاہئے تاکہ آدمی یکسوئی سے اپنا کام تو کر سکے۔

میں نے کہا" در اصل میں اور آپ کچھ جانتے نہیں اور اگر کچھ جانتے بھی ہیں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ ہمیں تو صرف یہ کرنا ہے کہ اپنی تھوتھنیاں بو کی طرف اٹھائے سونگھتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں۔ میرا خیال ہے کہ کیٹارینا بہت کچھ بلکہ شاید سب کچھ جانتی ہے۔"

"شاید"

"جانتے ہیں آپ کہ وہ کون سا مرد جو کیٹارینا کے پیچھے اور سائے میں ہے؟"

وہ مسکرایا۔ عیارانہ مسکراہٹ۔

"صرف میں ہی نہیں بلکہ میرا خیال ہے تم بھی جانتے ہو۔ یہاں تم نے آنکھیں بند کرکے چھلانگ نہیں لگائی ہے۔ خصوصاً اس معاملے میں"

"میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ کیٹارینا کی قسم کا مرد ہوگا" میں نے ہینس شٹلبن کے متعلق سوچ کر کہا اور سوچا کہ خدا کرے وہ کیٹارینا کے قابل نہ ہو۔ میرے رقیبوں کی بہت فہرست میں تنہا اسی کا نام تھا۔

"قسم کیسی؟ بھلا! دنیا میں صرف عورت ہے اور مرد اور حضرت آدم سے لے کر دونوں کا میل رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اس میں قسم کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ میرا خیال تھا کہ وہ اس موضوع پر نہ صرف کھل کر گفتگو کرے گا۔ بلکہ ثبوت میں اپنے تجربات بھی بیان کرے گا اور اس طرح میں اس کی سوانح حیات سے ایک حد تک واقف ہو جاؤں گا لیکن یہ بڈھا بڑا کائیاں تھا۔ اس نے دروازے کے قریب پہونچ کر وہیں سے پوچھا:۔

"تو اس نے تمہیں کچھ نہیں بتایا؟"

"صرف یہ کہا ہے کہ وہ اور مسز وادرسی یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔"

اسپیگل نے حیرت کا اظہار نہ کیا۔

"کب ؟"

"یہ کٹیا رینا نہیں جانتی"

"کیسے ؟"

"اس کے خیال میں بحری راستے سے"

"کہاں سے ؟"

"جزیرے کے جنوبی سمت ایک گاؤں یا بستی ہے وہاں سے۔ اس بستی کو بامیتو پولیجی کہتے ہیں۔ اس ملک میں مقامات کے نام بڑے حیرت انگیز ہیں۔ کیوں ؟"

"میرے لئے نہیں ہیں" وہ مسکرایا۔ "بہر حال یہ نہ بھولو کہ ان ناموں کی بھی کوئی وجہ تسمیہ ہوگی۔ خیر تو اس کا خیال ایسا کیوں ہے ؟"

"اس لئے کہ مادام وادرسی وہاں ایک رات کی ٹرپ لگانے کے متعلق کچھ بکتی رہی ہے"۔

وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر سر ہلا کر بولا :۔

"مناسب ہوگا کہ میں فراؤ اسپیگل کو فوراً وہاں بھیج دوں"

بڈھے کے چہرے پر مسکراہٹ نے مزید جھریاں پیدا کر دیں اور پھر وہ سینہ اٹھائے اور گردن اکڑائے، جو اس کی عمر کے دوسرے بڈھوں کے سینوں میں رشک کی آگ بھڑکا دے، کمرے سے باہر چلا گیا۔ اب یہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں نے اسے جو اطلاع دی تھی وہ معاوضے کا کچھ بدل تھی یا نہیں۔ لیکن میں نے سوچا کوشش کرنے میں کیا جاتا ہے ایک آدھ پتا بھی فروخت ہو جائے تو کیا حرج ہے۔ اسپیگل یہ تو محسوس نہ کرے گا کہ میں اس کی رقم حرام میں ہی ہڑپ کر گیا ہوں۔

نل اور بجلی آگئی تھی چنانچہ میں نے حجامت بنا کر غسل کیا اور پھر چھت دار برآمدے میں پہونچا کہ اس سے پہلے کہ سورج پہاڑیوں کے پیچھے چھپ جائے اس کی گرمی سے ذرا لطف اٹھالوں اور دیرائی کے ساتھ ایک آدھ جام پی لوں۔

"دوپہر مزے میں گزری؟" دیدائی نے پوچھا۔

"خدا جانے کیا بات ہے کہ آج لوگ مجھ سے بس یہی ایک سوال پوچھ رہے ہیں" میں نے کہا" دوپہر ٹھیک ٹھیک رہی"

"ہر اسٹیبلن کو کوئی رپورٹ دینی ہے؟"

"اسٹیبلن کو؟"

"میری ساری رپورٹیں انہی کے ذریعہ ہر مالکوٹ تک پہنچائی جاتی ہیں۔ صاف بات ہے"

"بالکل صاف بات" لیکن یہ بڑا دلچسپ انکشاف ہوا تھا" نہیں" میں نے کہا" فی الحال توکوئی رپورٹ نہیں"

اس رات سونے سے پہلے میں نے پروفیسر وادرسی کی" انگشت نما" ختم کرلی اور میرے دماغ میں جالے تن گئے۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا سوائے اس کے کہ اس میں مردوں اور عورتوں کی جنسی بے راہ روی، قوموں میں پھیلی ہوئی سڑاند، جیل خانوں میں ترقی کرتی ہوئی ہم جنسی اور حکومتوں کی کمزوریوں وغیرہ کا ذکر تھا اور رنگے ہاتھوں جمہوریت پر بھی ضربیں لگائی گئی تھیں۔ کسی کو بھی، اچھے سے اچھے تندرست آدمی کو بھی، ہائی بلڈپریشر میں مبتلا کرنے کے لئے یہ کتاب کافی تھی۔ اسے پڑھنا حقیقت میں جہاد کرنا تھا۔ ڈکٹیٹر شپ اور خود مختاری اور شہنشاہیت کے پروفیسر صاحب نے گن گائے تھے۔

میں نے حیرت سے سوچا کہ کیٹارینا اور مادام وادرسی کا اس سے کیا تعلق تھا یا ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے مادام وادرسی اپنے آپ کو دنیا کی حکمراں سمجھ رہی ہو۔ بہرحال اس کے پاس کوڑا تو تھا ہی جو" حاکم عالم" کی شاید علامت ہے۔ چنانچہ میں مادام وادرسی کے اس کوڑے کے متعلق ہی سوچتا ہوا سو گیا۔ میرے دماغ کے کسی عقبی حصے میں یہ خیال پھڑپھڑا رہا تھا کہ اس کوڑے کا عقدہ ایک حد تک حل ہو گیا ہے اور یہ کہ میں اس کے متعلق کچھ جاننے لگا ہوں۔

پڑ پھٹ رہی تھی کہ کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میری آنکھ کھل گئی اور میں نے ایک جمائی لے کر کہا کہ جو بھی ہے اندر آجائے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ میں نے دروازے کی طرف کروٹ لے کر دیکھا کہ ایک خط کواڑوں کے نیچے والی جھری میں سے اندر دھکیل دیا گیا تھا۔

میں نے خط اٹھا لیا، پڑھا اور پھر محرابی برآمدے میں آ گیا اور بلند محرابی کھڑکی کھول کر باہر دیکھا۔ گھاٹ پر کیٹ رینا زرد رنگ کی بکنی پہنے چھلانگ لگانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ اس نے چھلانگ لگائی اور مچھلی کی سی تیزی سے تیرنے لگی۔ اگر میرے اور اس کے درمیان تیرنے کا مقابلہ کبھی ہوا اور میں اس سے پچاس گز آگے ہوا تب بھی وہ مجھے آسانی سے ہرا دے سکتی تھی۔ بڑی ماہر پیراک تھی وہ۔

واپس آکر بستر پر بیٹھ گیا اور اس کا رقعہ پڑھا۔

لکھا تھا:۔

"آج سہ پہر کو ہم پو مینا تفریح کو جا رہے ہیں۔ ٹوتھ برش اور شب خوابی کا لباس ساتھ لے جا رہے ہیں۔

پیار

کے۔"

میں نے حجامت بنائی، لباس تبدیل کیا اور ویرائی کے کمرے میں پہونچا۔ وہ بستر میں بیٹھی ناشتہ اڑا رہی تھی۔

میں نے کہا "میں سمجھتا ہوں مسز وادرسی اور کیٹیا رینا آج روانہ ہو رہی ہیں میرا اندازہ یہ ہے کہ کوئی کشتی انہیں یہاں سے لے جا رہی ہے۔ دیکھو۔ یہاں سے؟"

میں بستر کے کنارے پر بیٹھ گیا اور نقشہ کھول کر اس میں ویرائی کو پو مینا دکھایا۔

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟"

میں نے پیالے میں سے شکر کی ایک ڈلی اٹھا کر منہ میں رکھ لی اور اسے چوسنے لگا۔ بستر میں بیٹھی ہوئی ڈیراٹی بڑی دلکش معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے کالے بال گردن پر ایک ریشمی فیتے سے بندھے ہوئے تھے اور اس نے اپنی جاکٹ کے سارے بٹن تمام لگا رکھے تھے: "ظاہر ہے کہ میں جھیل میں چھلانگ لگا کر اور تیر کر ان کا تعاقب نہیں کر سکتا میں صرف یہ کر سکتا ہوں کہ پومینا پہنچ جاؤں اور اس اگن بوٹ کا ــــ بشرطیکہ وہ اگن بوٹ ہو ــــ نام دیکھ لوں بعد میں اس کا سراغ لگایا جا سکتا ہے لیکن یہ چکر چلانے کے لئے ہمیں واپس ڈوبرونک جانا پڑے گا جس کا مطلب ہوا وقت میں ایک کافی لمبی چوڑی خلیج پڑ جائے گی۔ ایک ایسی خلیج جسے میرے لئے گیٹارینا بھی نہ پاٹ سکے گی۔ بہر حال تم سفر کے انتظامات کر لو: ڈبرونک تک"

"تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ پومینا چلی چلوں؟"

"نہیں۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری نقل و حرکت سے کھٹک جائے۔"

"یہ احتیاط ہر ڈالٹرا سپیگل کی وجہ سے ہے؟" اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر موہوم سی مسکراہٹ تھی۔

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈیراٹی بیوقوف نہ تھی۔ اور بیوقوف ہو بھی کیسے سکتی تھی آخر مالکوڈ کی سکریٹری تھی۔

میں نے کہا "وہ حضرت بھی اس معاملے سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس نے اپنی اس دلچسپی میں مجھے لپیٹنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات نہیں ہے کہ اس نے اس پُراسرار بھاگ دوڑ پر کچھ روشنی ڈالی ہو لیکن میں بہر حال یہ خبر اس کے ہاتھوں فروخت کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں کہ مسز واڈرسی بامبو پوچی سے روانہ ہو رہی ہے اور یہ بامبو پوچی ساحل

کے ذرا اوپر ہے اور ظاہر ہے کہ غلط سمت میں واقعہ ہے چنانچہ یہ اسپنگل صاحب وہاں ناپتے رہیں گے بلکہ یوں ہو کہ وہ بڈھی کھوسٹ وہاں ناپتی رہے گی کیونکہ بڑے میاں اپنی شریک حیات کو وہاں بھیج رہے ہیں۔ اور وہ شاید خچر پر سوار ہو کر جائیں گی ــــ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف کوئی سڑک اور راستہ نہیں ہے۔ لیکن وہ نراؤ اسپنگل اپنا ٹرانزسٹر اپنے ساتھ لے جائیں گی کہ ان کا دل بہلتا رہے۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ آج دوپہر کے وقت خود اسپنگل تیلولہ کرتا ہے یا نہیں۔ ٹھیک ہے؟"

ویراٹی نے سر ہلایا اور شکر کی ڈلیوں کے پیالے کی طرف بڑھتا ہوا میرا ہاتھ جھٹک دیا۔

"اس سے دانت خراب ہو جاتے ہیں"

میں نے منھ کھول کر اور ہونٹ کھینچ کر اپنے دانت دکھائے۔

"میرے دانت بڑے ہیں اور مضبوط ہیں۔ اور کسی کو کاٹنے کے لئے ان میں کھجلی اٹھ رہی ہے۔"

اور وہ ہنسی۔ جی ہاں دبی ہوئی ہنسی۔ اور ایسا معلوم ہوا جیسے فضا میں صابن کے بلبلے پھوٹ رہے ہوں۔

"بھئی مجھے غلط نہ سمجھو" میں نے کہا۔ "میں کسی کو غصے میں باؤلے کتے کی طرح کاٹ لینا چاہتا ہوں۔ میں تعاقب کرتے کرتے اکتا گیا ہوں۔ میں گھپ اندھیرے میں ٹامک ٹوئے مارتے مارتے تھک گیا اور بیزار ہو گیا ہوں۔ تجسس مارے ڈال رہا ہے۔ آخر یہ سب کیا ہے؟"

وہ کھل کر ہنسی بلکہ اس نے ایک مختصر سا قہقہہ لگایا۔

"میرا ایک بھائی تھا جو بالکل تمھاری طرح تھا"

میں اٹھ کر الٹے قدموں دروازے کی طرف چلا۔

"یہ تم نے بڑی واہیات بات کہی ہے۔ یہ بات کسی بھی مرد کے لئے غلط ہے کیونکہ

یہ اسے رومانٹک راستے کے سراسر غلط اور ذلیل کنارے پر پٹخ دیتی ہے۔ میں اپنی حقیقی بہن کے علاوہ کسی بھی عورت کا بھائی بننا نہیں چاہتا۔"

"اب — اس معاملے میں — میرا مطلب ہے شرائط کے پیشِ نظر تم مجھے کوئی ایسی بات بتانا نہیں چاہتے جس کی رپورٹ میں ہر اسپیگل کو بھجوا دوں؟"

"کیوں نہیں — سنو۔ ایک تو یہ کہ اسپیگل روسیوں کا فرستادہ ہے۔ وہ بڈھا اور تھکا ہوا جاسوس ہے۔ اور دوم یہ کہ ہر مالکو زکو ڈبل کراس کرنے کے لئے وہ مجھے پانچسو ڈالر ماہوار دے رہا ہے۔ روپیہ بہر حال کار آمد چیز ہے۔ اور سوم یہ کہ وہ مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر رہا۔ حتیٰ کہ پانچسو ڈالر کی رسید بھی نہیں۔ یہ ہو گئی تمھاری رپورٹ۔

سفر دلچسپ تھا حالانکہ میرے خیال میں، ذرا جلد ہی، دوپہر کے کھانے سے فارغ ہونے کے فوراً بعد ہی روانہ ہو گیا۔ ہوٹل کی چپو والی کشتی میں، میں نے جھیل کی ڈھیجی عبور کی۔ اور کشتی میں، میں اکیلا نہ تھا بلکہ میرے ساتھ اسکول کی چند استانیاں بھی سوار تھیں جو جنگلی اور خودرو پھولوں کے نمونے حاصل کرنے جا رہی تھیں۔ یہ استانیاں باتونی اور منہ پھٹ تھیں، ہر ایک عمر میں چالیس کے آس پاس منڈلا رہی تھیں اور وہ سبھی بیک وقت مجھ سے عشق لڑانے بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ فلرٹ کرنے کے لئے تیار تھیں۔ آخر چھٹیاں گزارنے آئی تھیں۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ استانیاں کہیں چھٹی گزارنے جاتی ہیں تو ان پر فلرٹ کرنے کا موڈ طاری ہو جاتا ہے اور وہ اس بکری کی طرح، جو نئی نئی جوان ہوئی ہو، میانے کدکڑے بھرنے لگتی ہیں۔ میں نے انھیں مطلع کیا کہ میں جنگلی پھولوں کو "عشق لڑاتے" دیکھنے اور ان کی فطرتوں کا مطالعہ کرنے جا رہا ہوں اور اکیلا ہی جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ کشتی سے اتر کر ہنستی اور کھلکھلاتی ہوئی ایک طرف چلی گئیں اور ان کی آوازیں دوپہر کی

گرم، خاموش اور چمکیلی فضا میں بہت دیر تک گونجتی رہی۔ میں سیدھا اس پگڈنڈی پر چل پڑا جو سڑک سے ہٹ کر اور ٹیلے کے پہلو پر تھی اور اسی وقت مجھے یک بیک ہلڈا یاد آ گئی۔ وہ ہوتی تو میرا ہر کام آسان ہو جاتا۔ براسٹن اور ہلڈا بہت دور نظر آ رہے تھے اور حقیقت میں دو نوں دور ہی تھے۔ بہت دور ـــ صدیوں دور اور پھر میرے پیٹ میں بھی اتھل پتھل ہو رہی تھی اور میرا جی چاہتا تھا کہ کہیں پڑ کر لمبی تان لوں۔ میں سمجھتا ہوں میرے پیٹ کی اس ہلچل کا تعلق اس کھانے سے نہ تھا جو میں نے روانہ ہونے سے پہلے کھایا تھا۔

میں ایک دشوار گزار راستے سے ہوتا ہوا ٹیلے کے شانے پر پہنچ کر جھیل کی سڑک پر آ گیا۔ اب میں ہوٹل میں سے کوئی بھی مجھے دیکھ نہ سکتا تھا۔ میں مغرب کی سمت اور جھیل کے انتہائی سرے پر چل پڑا اور آدھے گھنٹے بعد اس چھوٹے پل پر تھا جو ایک مختصر سی نہر پر بنا ہوا تھا اور جو بڑے دالیکوجا زیرو کو چھوٹے تالوجا زیرو سے جوڑتا تھا۔ میں سڑک چھوڑ کر کچھ دیر تک چھوٹی جھیل کے مغربی کنارے پر چلتا رہا۔ اور پھر ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا، صنوبروں اور شاہ بلوط کے درخت تھے۔ ان درختوں کے بعد دھرتی کی ایک کوب سی تھی اور اس کے بعد پومینا۔

پومینا کچھ نہ تھا۔ ایک ناہموار کچا راستہ تھا جو بڑے بڑے پتھروں اور سنگلاخ ساحل میں جا کر ڈوب گیا تھا۔ بانس کے چند سائبان تھے جو جھینگے کے ڈبوں اور مچھلیاں پکڑنے کے ساز و سامان سے بھرے ہوئے تھے اور ماہی گیروں کے صرف چار مکانات تھے جن کی دیواریں پتھر پر پتھر چنا کر کھڑی کی گئی تھیں چھت پھوس کی تھی اور کھڑکیاں بے کواڑ کی۔ ان مکانوں کی طرف دیکھ کر آدمی یہ سوچنے لگتا تھا کہ یہ مکانات زیرِ تعمیر ہیں یا رفتہ رفتہ گر رہے ہیں۔ ایک

چوبی پلیٹ فارم سے، جو سطح آب سے صرف ایک فٹ اوپر تھا، ایک موٹر بوٹ بندھی کھڑی تھی، ایک خارش زدہ کتا پلیٹ فارم پر سو رہا تھا اور ایک مرغا اپنی حرم کے چھے مرغیوں کو جلو میں لئے ساحل پر "مارچ" کر رہا تھا۔ ایک عورت کھڑی ایک دیوار پر چٹائی پٹخ پٹخ کر اس سے دھول جھاڑ رہی تھی۔ اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ میں نے فیوزدرکی گائڈ کا جملہ یاد کر کے اور مسکرا کر کہا "ذوبور دان" اور وہ بدحواس ہو کر یوں گھر میں گھس گئی جیسے میں پاگل تھا۔

پلٹ کر واپس ٹیلے پر چڑھ گیا اور جھاڑیوں اور درختوں میں ایک مناسب اور تقریباً آرام دہ جگہ تلاش کر لی۔ یہاں بیٹھ کر میں سمندر کی طرف بخوبی دیکھ سکتا تھا لیکن اس طرف سے کوئی مجھے نہ دیکھ سکتا تھا کیونکہ سامنے جھاڑیوں کا پردہ سا تنا ہوا تھا۔ میں بیٹھ گیا اور اس گتھی ہوئی نائیلون کی تھیلی میں سے، جو میں نے ویرانٹی سے مستعار لی تھی، دوربین نکال لی۔ دوربین کے علاوہ اس تھیلی میں چند دوسری چیزیں بھی تھیں میری سگرٹیں، وہسکی کی ایک بوتل اور ایک اونی پل اوور۔ یہ اس خیال سے لے لیا گیا تھا کہ کیا پتہ دن دفعتہً سرد ہو جائے۔ آپ جانئے موسم کا کوئی ٹھیک نہیں ہے۔ پل اوور میں میں نے اپنا پستول بھی لپیٹ رکھا تھا۔ پوائنٹ بائیس کا لاچا شور پستول۔

میں نے سامنے والی جھاڑی کی چند ٹہنیاں توڑ کر الگ پھینک دیں اور اب خلیج بخوبی نظر آتی تھی۔ میں نے دوربین آنکھوں سے لگالی۔ پومینا تقریباً میرے قدموں میں تھا۔ میری وہ دوست، جو چٹائی سے دھول جھاڑ رہی تھی، ایک بار پھر گھر سے نکل آئی اور اب دیوار پر ٹماٹروں کی سرخ سرخ دھجیاں خشک ہونے کے لئے پھیلا رہی تھی۔ میں نے کچھ دیر تک اسے دوربین کی زد میں رکھا۔ عورت نے چند سکنڈ بعد ایک جھٹکے کے ساتھ اپنا سر گھمایا اور ٹیلے کی چوٹی کی طرف دیکھنے لگی جیسے چھٹی حس نے اسے بتا دیا ہو کہ وہ "ذوبور دان" کہنے والا دیوانہ کہیں آس پاس ہی ہے۔ اس عورت کے بالائی

ہونٹ پر کالے بالوں کا ہلکا سا اور بے حد خوبصورت غبار سا تھا۔ میں نے اس پر سے دوربین ہٹا لی۔ بائیں طرف ایک پتلی راس تھی جو بہت دور تک چلی گئی تھی اور خلیج کے جنوبی حصّے کی جیسے حفاظت کر رہی تھی۔ دائیں طرف دور، خلیج کے شمال میں، وہ جزائر تھے جن کی چوٹیوں پر کے درختوں سے چونے کی سفید سفید چٹانوں نے سر ابھار رکھے تھے۔

پومینا سے تقریباً بیس گز دور خلیج میں ایک اگن بوٹ لنگر انداز تھی۔ چونکہ وہ میری نظر کی سیدھ میں تھی اور پھر وہ ترچھی بھی کھڑی نہ تھی اس لئے اس کی دم میری دوربین کی حدود میں بڑی عمدگی سے سما رہی تھی۔ کالے اور جلی حروف میں اس کا نام اور آبائی بندرگاہ کا نام بھی اس کی دم پر لکھا ہوا تھا۔

"کومیرا، برانڈیسی"

بوٹ پر کوئی نہ تھا۔ ایک اطالوی جھنڈا اس کے عقبی حصّے پر پھڑ پھڑا رہا تھا۔ ہوا کا جھونکا آتا تو یہ جھنڈا اپنی تہیں کھولتا اور جب جھونکا گزر جاتا تو وہ پھر مست کر ستون سے لپٹ جاتا۔ بہت خوبصورت بوٹ تھی اور میں نے سوچا کہ اگر میں اسے خریدنا چاہوں تو مجھے کب تک ہر اسپیگل کی ملازمت میں رہنا ہوگا۔ اس کے دائیں پہلو سے ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی اور اس سیڑھی کے قدموں میں ایک لاؤنچ کھڑی تھی۔ میں نے سگریٹ جلائی اور پومینا کے ناہموار کچے راستے پر نظریں گاڑ دیں۔ ایک گھنٹے تک سورج اپنی منزلیں طے کرتا رہا اور میں جھاڑیوں میں میٹھا بیزار ہوتا رہا۔

اور پھر بوٹ پر زندگی کے آثار نظر آئے۔ دو آدمی عرشے پر نمودار ہوئے اور سیڑھی اتر کر اس کے قدموں میں کھڑی ہوئی لاؤنچ میں سوار ہو گئے۔ لاؤنچ کومیرا کے قریب سے ہٹ کر پومینا کی طرف بڑھی۔ وہ چوبی پلیٹ فارم تک پہونچی اور وہی دو آدمی

جو کو میرا سے اس میں سوار ہوئے تھے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ میں ان دونوں کو دوربین کی زد میں لئے رہا۔ ان میں سے ایک معمر تھا اور ملاح معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سر پر کالے بالوں کا گچھا تھا جس کے بیچ میں گنج چمک رہا تھا۔ وہ، حیرت ہے کہ گولف کھیلنے کی دو اسٹکس اور ایک سفید تھیلا لئے ہوئے تھا۔ دوسرا طویل القامت اور نسبتاً جوان تھا۔ اس نے کالے رنگ کی ریشمی قمیص پہن رکھی تھی جس کے بوتام کھلے تھے اور اس کے سخت اور ابھرے ہوئے پٹھے نظر آ رہے تھے جنہیں اگر ٹارزن بھی دیکھتا تو رشک کرتا۔ اس نے کالی ہی پتلون اور کالے ہی سینڈل پہن رکھے تھے۔ اس کے بال بھورے اور چھوٹے ترشے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ تقریباً چوکور تھا، نقوش متناسب اور بہت حد تک قبول صورت جیسا کہ اس پتلے کا ہوتا ہے جو لباسوں کی دکان کے شوکیس میں کھڑا کیا جاتا ہے، چہرہ ضرورت سے زیادہ "مردانہ" تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر اس کی مسکراہٹ ایک انچ بھی زیادہ پھیلی تو چہرے کے پٹھے تڑخ جائیں گے وہ پرسکون تھا اور اس کی حرکتیں اضطراری نہ تھیں۔ جب اس نے پلیٹ فارم پر قدم رکھا ہے تو وہاں سویا ہوا کتا بیدار ہو گیا، اپنی نیند میں خلل پڑنے سے بھنا کر وہ ایک دم سے اس آدمی کی ٹانگ لینے کے لئے لپکا لیکن موخر الذکر نے ذرا بھی گھبرائے بغیر کتے کے ایک لات رسید کر دی اور اسے اپنے جوتے کی نوک پر اٹھا کر پانی میں پھینک دیا اور خود یوں آگے بڑھ گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

دونوں چوبی پلیٹ فارم عبور کر کے ساحل پر آ گئے اور ٹیلے کی بلندی پر چڑھنے لگے وہ میری طرف آ رہے تھے۔ میں نے جلدی سے اپنی سگریٹ بجھا دی۔

وہ دونوں اس مختصر سے میدان میں آ گئے جس میں گھاس اگ رہی تھی اور جو میری کمین گاہ سے پندرہ گز نیچے تھا۔ دونوں اس میدان میں آ کر ٹھہر گئے۔ میں نے اوندھے منہ لیٹ کر جھاڑیوں میں اپنا سر ڈال دیا کہ ان کی طرف ٹھیک سے دیکھ سکوں وہ چونکہ

جرمن زبان میں باتیں کر رہے تھے چنانچہ میں کچھ سمجھ نہ سکا سوائے "جا۔جا" اور "نائین۔نائین" کے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دو لفظ کچھ پتہ نہ دیتے تھے۔

ان میں سے اس نے، جو ملاح نظر آتا تھا، تھیلی اوندھا دی اور اس میں سے تین درجن گولف کی گیندیں سی نکل آئیں۔ بھورے بالوں والے سگ فرِیڈ نے گولف اسٹک اٹھائی اور دو چار دفعہ ادھر ادھر گھما کر مشق کی۔ اسٹک نے ہوا کو کاٹ دیا تو "سوں۔سوں" کی آواز پیدا ہوگئی۔ اب اس نے ملاح کی طرف دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔ موخر الذکر گیندیں ترتیب سے رکھنے لگا۔

اسٹک: اے سگ فرِیڈ نے گیند کو ضرب لگائی۔ گیند ایک زناٹے کے ساتھ اڑی اور کومیرا سے تیس گز ادھر اور اس کی دم کی سیدھ میں گری۔ اس نے مزید بارہ گیندیں یکے بعد دیگرے اسی طرف اڑا دیں اور یہ تمام گیندیں ایک دوسرے کے اتنے قریب گریں کہ آپ ایک میز پوش سے انہیں ڈھک سکتے تھے۔ میں آنکھیں پھاڑے اس کی یہ مہارت دیکھ رہا تھا۔

اب اس نے آہنی اسٹک رکھ کر وہ چوبی اسٹک اٹھائی جس کے نیچے ایک چمچہ سا بنا ہوا تھا اور اگن بوٹ پر دنادن بم باری کرنے لگا۔ گیندیں اڑ کر جاتیں اور کومیرا کے آس پاس اور اس کے پیچھے پانی میں گرتیں تو چھوٹے چھوٹے فوارے سے بلند ہو کر بیٹھ جاتے۔

جب وہ سارے کے سارے گولف بال اڑا چکا تو اس نے اپنی قمیص اور پتلون اتار کر ایک طرف رکھی اور پندرہ منٹ تک ڈنڈ پیلتا، بیٹھک لگاتا اور الٹی سیدھی قلابازیاں کھاتا رہا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر کھڑے ہو کر اور ٹانگیں ہوا میں بلند کر کے اس نے پورے میدان کے تین چکر لگائے۔ اس کی جلد کی رنگت گہری تھی۔ سنگار کے اور کی یہ رت جیسی ورزش کے باوجود اسے پسینہ آیا تھا۔

اس نے اپنی ورزش ختم کی، ملاح سے کچھ کہا اور پھر سرکس کا وہ پہلوان بھاگ کر ٹیلے کی ڈھلان اتر رہا تھا۔ میں اس کی دیکھتا رہا اور جب وہ ان چھے فٹ بلند جھاڑیوں کو آسانی سے پھلانگ جاتا تو اس کے لنگوٹ کی جھلک نظر آجاتی۔ وہ کنارِ آب تک پہنچ گیا، پانی میں چھلانگ لگائی اور سیل کی طرح کو میرا کی طرف تیرنے لگا۔ اس کے پیچھے سطح آب پر کف کی ایک زنجیر سی بنتی چلی جا رہی تھی، جیسے اس شخص کے پچھلے حصے پر دس ہارس پاور کا انجن لگا ہوا ہو۔

ملاح معلوم ہوتا ہے، ذرا بھی جلدی میں نہ تھا، وہ گھاس پر اطمینان سے بیٹھ گیا، جیب سے کاغذ اور تمباکو کی مٹھی برابر تھیلی نکالی اور اپنے لئے سگریٹ بنانے لگا۔ جب کوئی مہارت سے سگریٹ بناتا ہے تو میں اسے دیکھ کر مسحور ہو جاتا ہوں۔ اور یہ ملاح سگریٹ بنانے میں ماہر تھا حالانکہ اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا غائب تھا۔

میں نے اسے سگریٹ کے دو چار کش لینے دئے اور پھر ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر جھاڑی کی چوٹی پر سے پھینک دیا۔ اس نے بہت ہی آہستہ آہستہ اپنی گردن گھمائی۔

میں نے نیچی آواز میں کہا "رنگ ماسٹر — جھاڑی میں مادر جا ہو۔"

اس نے سر گھما کر بوٹ کی طرف دیکھا سگ فریڈ بوٹ کی سیڑھی چڑھ رہا تھا۔ سر گھمائے بغیر اس نے کہا "نام؟"

"کارور"

"برا نہیں ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے کسی کتے کا نام لو شکاری کتے کا۔"

"جوس"

"بہت اچھے اس حرامی نے کاٹا ہے تمہیں کبھی؟"

"ایک دفعہ غلطی سے۔ — جوس مانسٹن کے شکاری کتے کا نام تھا۔

"بجھے کمبخت دو دفعہ کاٹ چکا ہے اور وہ بھی اڑا دیتا۔ اچھا۔ اب میں تمھاری طرف گھوم رہا ہوں۔ تم اپنے چہرے پر سے نقاب ہٹا دو لیکن جہاں ہو وہیں رہو"

اس کا سر آہستہ آہستہ گھوم گیا اور میں نے جھاڑی کی چند ٹہنیاں ادھر اُدھر ہٹا دیں۔ اس نے غور سے میری طرف دیکھا، پھر اس کا سر گھوم چکا تھا اور اس نے کہا:۔

"ٹھیک ہے۔ حلیہ تو ایسا ہی ہے جیسا مجھے بتایا گیا ہے تاہم مزید احتیاط کی خاطر میں ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔ بتاؤ کہ میں بوٹ پر جانے میں دیر کیوں کر رہا ہوں؟"

"مسافر آنے والے ہیں۔ ایک مسز وادرسی اور دوسری بھورے بالوں والی لڑکی"

اس نے اثبات میں سر ہلایا لیکن نظریں بدستور بوٹ پر جمائے رکھیں اور وہ بولا، تو اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا جس میں خلاف توقع استرے کی سی کاٹ آگئی تھی۔ اس نے کہا "تم سے مل کر خوشی ہوئی۔ مجھے لانسنگ کہتے ہیں اور رسٹ کالف سے کہنا کہ میں اتنے دنوں سے اس لعنتی بوٹ پر ہوں کہ اب تھک گیا ہوں۔ جلد یا بدیر وہ لوگ میری حیثیت سے واقف ہو جائیں گے اور پھر نتیجہ معلوم؟"

"اب میں آگیا ہوں چنانچہ تمہیں واپس جانے کی ضرورت نہیں۔ بس یہیں سے چلے جاؤ جہاں جانا چاہتے ہو"

"اگر میں چلا گیا تو وہ لوگ پندرہ منٹ کے اندر اندر اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑا دیں گے۔ اس کے علاوہ مجھے چلے جانے کا حکم بھی نہیں ملا۔ لانسنگ ان لوگوں کے ساتھ ہی رہو۔ یہ حکم ملا ہے مجھے ـــــ تو سنہری بالوں والی دوسری لڑکی آرہی ہے کیوں؟ وہ یقیناً لوٹی سے زیادہ حسین ہوگی"

"لوٹی سے زیادہ؟ تمھارا مطلب ہے ایک اور لڑکی بھی ہے؟ وہ لڑکیاں جمع تو نہیں کر رہا جس طرح لوگ ڈاک ٹکٹ جمع کرتے ہیں؟"

"ایک حد تک۔ سنو۔۔۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم آ رہے ہو تو بوٹ پر سے ایک چیز لے آتا تمھارے لئے۔ رنگین سلائڈ۔ میرے خیال میں اس سلائڈ میں جو مقام بتایا گیا ہے وہ وہی جگہ ہے جہاں یہ لوگ جانا چاہتے ہیں۔ دیکھو میاں۔ اپنے کان کھلے رکھنا کیونکہ میں کوئی بات دہراؤں گا نہیں۔ وہ سرخ بالوں والا مسخرہ کوئی دم میں، ممکن ہے، یہاں آجائے اور مجھے جلد از جلد بوٹ پر پہونچنا ہے۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے چنانچہ سن لو غور سے۔ اس پہلوان کو تو تم دیکھ ہی چکے ہو۔ میں نے اس کے ساتھ دو دو ہاتھ کر لئے تھے مشق کے طور پر۔ پھر ایک دفعہ میں جان بوجھ کر اس سے پٹ گیا۔ دھڑام دھڑام۔ اس نے مجھے آؤٹ کر دیا۔ عمدہ مکّے باز ہے وہ۔ تھوڑی دیر کے لئے میں بیہوش ہو گیا چنانچہ بعد میں وہ مجھے اپنے کیبن میں لے گیا۔ اپنے مظالم کی معافی چاہی اور وہسکی کے چند جام بھی پلائے اور پھر مجھے اپنے کیبن میں چند منٹوں کے لئے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے پاس ایک سلائڈ پروجیکٹر ہے سلائڈوں کے بکس میں جو تانے میں رکھے ہوئے ہیں لیکن ایک لائڈ پروجیکٹر کی سلاٹ میں تھی۔ وہ میں نے اپنے قبضے میں کر لی۔ سلائڈیں جو بند رنگ ہیں وہ دنیں میں ایک دو دفعہ بوٹ پر تشریف لائے تھے جلد یا بدیر ان لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ ایک سلائڈ غائب ہے اور تب پہلوان کو میری یاد آئے گی آج اندھیرا اترتے ہی تم بوٹ کی دم کے نیچے آجاؤ اور میں سلائڈ تمھیں دے دوں گا۔ سمجھ گئے؟"

"سمجھ گیا۔"

"اس کے ساتھ ہی میں ایک کاغذ پر چند سطور بھی لکھ کر تمہیں دے دوں گا۔ اب میرا ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ کیا پتہ کسی نے اپنی دوربین کی زد میں مجھے لے رکھا ہو۔ تمہیں بہر حال آج ہی رات آنا ہے۔ اچھا؟"

وہ اٹھا اور گوالف کے لوازمات سمیٹنے لگا۔

میں نے پوچھا۔ "کو میرا یہاں سے کہاں جا رہی ہے؟"

.. اگر نقشے پر عمل کیا گیا تو وینس ۔ میرے خدا! لو وہ لوگ آ گئے۔ میری طرف سے اوگلوی کی دُم پر ایک لات رسید کر دینا ۔ اسے کو ٹور میں بوٹ پر آنا چاہیئے تھا میں نے ہر چیز اسے دے دی ہوئی ۔ میں چلتا ہوں ۔ تمھارے لئے چند سطور لکھنی ہیں ۔ تم جانو اس طرح میں اپنے گلے پر چھری رکھ رہا ہوں کیونکہ ممکن ہے وہ لوگ ایک دم سے آجائیں اور میں رنگے ہاتھوں پکڑا جاؤں ۔ اچھا ۔ میں چلا "

اور وہ ٹیلے کی ڈھلان اترنے لگا ۔ وہ چوبی پلیٹ فارم پر پہونچا ہی تھا کہ میں نے کیٹا رینا اور مادام وادرسی کو آتے دیکھا ۔ وہ ناہموار کچی سڑک پر آہستہ آہستہ چلی آرہی تھیں ۔ اس کے ہاتھ میں کھنچتے ہوئے رنگ کا بیگ تھا اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس میں شب خوابی کے لباس اور ٹوتھ برش کے علاوہ اور بھی کچھ تھا ۔ مادام وادرسی نے پھولا ہوا اسکرٹ پہن رکھا تھا جو بڑے مضحکہ خیز انداز میں ایک طرف جھول گیا تھا قمیص، جو اس نے پہن رکھی تھی، مردانہ تھی اور اس نے ایک تھیلا اٹھا رکھا تھا جو نوادرات سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا ۔ اس کے سر پر نیلے رنگ کی تنکوں کی ہیٹ تھی ۔ دوربین سے میں نے دیکھا کہ اسے اس بری طرح سے پسینہ چھوٹ رہا تھا کہ بڑی بی کے رنگ پر جیسے وارنش سی پھیر دی گئی ہو ۔

وہ دونوں لاؤنچ میں سوار ہو کر کومیرا پر پہونچیں اور پھر عرشے کے نیچے چلی گئیں ۔ میں جھاڑی میں بیٹھا رہا ۔ میں جانتا تھا کہ اس جھلسی ہوئی رنگت والے پہلوان کو جب کیٹا رینا دیکھے گی اس کا ردِ عمل کیا ہوگا ۔

اپنا دھیان اس طرف سے ہٹانے کے لئے میں نے کشتی کی تلاش میں دوربین کی مدد سے ادھر ادھر نظر دوڑائی ۔ چوبی پلیٹ فارم سے سو گز اس طرف ایک کمزور اور پرانی سی کشتی نظر آئی جو بانس کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی سے بندھی ہوئی تھی ۔ جھونپڑی کے باہر جھینگوں کے ڈبے اور جالوں کے انبار پڑے ہوئے تھے ۔ دیوار سے لگے

دو چپو بھی کھڑے نظر آئے۔ اندھیرا اترنے سے پہلے میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔

چنانچہ میں اپنی کمین گاہ میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ سائے لمبے ہو گئے، سورج غروب ہو گیا اور افق مغرب میں آگ سی لگ گئی۔ بے شمار مچھر مجھے بطور اپنے "ڈنر" کے استعمال کرنے لگے گویا قدرت نے ان کے لئے ایک "مفت" کا دسترخوان بچھا دیا تھا جس سے دوست و دشمن بہ یک وقت فیض یاب ہو سکتا تھا۔ اندھیرا لنگڑا لنگڑا کر پھیلتا رہا اور آخر کار پوری طرح سے پھیلنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں اپنی کمین گاہ سے نکل کر جھونپڑی کی طرف چلا۔

وہاں کوئی تھا نہیں چنانچہ کشتی حاصل کرنے میں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا سوائے اس کے کہ کشتی کے پیندے میں تین انچ تک پانی بھر گیا تھا جو مجھے الچنا پڑا۔

میں کشتی کو خاموشی سے کو میرا کی طرف لے چلا۔ "لے چلا" کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ میں اسے باقاعدہ کھے نہ رہا تھا کیونکہ میں نے دو دفعہ زور سے چپو چلائے تھے اور کشتی کو میرا کی طرف بڑھ گئی تھی۔ کشتی بوٹ کے قریب پہونچ گئی۔ بوٹ میں سے موسیقی کی آواز آ رہی تھی اور عرشے پر کے سیلون کی ایک کھڑکی روشن تھی۔

میں بوٹ کی دُم کے سائے میں پہونچا تو عرشے پر لانسنگ موجود تھا۔ اس نے اپنی سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر ایک طویل کش لیا کہ اس کے جلتے ہوئے سرے کی روشنی میں میں اس کی صورت دیکھ سکوں۔ اس نے ایک چھوٹا سا پارسل اوپر سے پھینک دیا۔ اور دوسرے لمحے میں کشتی کو بوٹ سے دور لا چکا تھا۔ سمندری دھارے جو بوٹ تک آنے میں میرے معاون ثابت ہوئے تھے، اب میرے لئے مشکلات پیدا کر رہے تھے چنانچہ اب مجھے اپنے جسم کی تمام قوت بازوؤں میں سمیٹ کر اندھا دھند چپو چلانے پڑ رہے تھے۔ گاؤں سے کوئی پاؤ میل ادھر میں کشتی کو کنارے لگانے میں کامیاب ہو گیا۔ میں کشتی سے نکل کر ڈھلان چڑھنے لگا تو میری طلب ستانے لگی۔

وہسکی کی طلب کو میں نے دبا دیا تھا کیونکہ جانتا تھا یہ اس وقت ذرا بھی مفید ثابت نہ ہوگی۔ ٹیلے کی چوٹی پر جھیل تھی جس کا پانی شاید گندلا اور کالا تھا لیکن میں نے اس کے متعلق زیادہ سوچنا مناسب نہ سمجھا۔

جب میں چوٹی پر پہونچا ہوں تو چاند کی زرد قاش آسمان کی نیلاہٹوں میں نمودار ہو چکی تھی میں دم لینے کے لئے رکا اور گھوم کر پیچھے دیکھا۔ کومیرا کی روشنیاں دور ہوتی جا رہی تھیں۔ بوٹ مسافروں کو لے کر نیس کی طرف جا رہی تھی۔ اور میں کلیارینا کو خدا حافظ بھی نہ کہہ سکا تھا۔

میں آگے بڑھا اور درختوں اور جھاڑیوں کے جھنڈ میں سے گزرتا ہوا جھیل کے کنارے پہونچ گیا۔ آخر وہاں بیٹھ کر میں نے بہت سا پانی پیا اور پھر بوتل منہ سے لگا کر وہسکی کا ایک گھونٹ لیا۔ پھر میں پالتھی مار کر بیٹھ گیا اور سگریٹ جلا لی۔ بڑا آزمائشی دن گذر رہا تھا میرا۔ میری ٹانگوں کے بیچ میں نائیلون کی وہ تھیلی پڑی تھی جو میں نے ڈیمراٹی سے مستعار لی تھی۔ میں نے تھیلی میں سے وہ پارسل کے اوپر موم کا غذ لپٹا ہوا تھا اور تانت کے ذریعہ اس سے ایک کارک بھی باندھا گیا تھا کہ لانسنگ کا اپنا نشانہ نہ چوک جائے اور پارسل پانی میں جا پڑے تو تیرتا رہے۔

میرے ایک ہاتھ میں پارسل اور دوسرے میں وہسکی کی بوتل تھی کہ میرے عین پیچھے سے ایک آواز سنائی دی۔ میں نے ایک جھٹکے کے ساتھ سر گھما کر پیچھے دیکھا۔ فوراً ہی ہرولڈ اسپیگل جھاڑیوں میں نکلتا نظر آیا۔ وہ الف لیلہ کے جن کی طرح اندھیرے سایوں میں سے نکل کر تاروں کی روشنی میں آگیا اور بڑے سکون سے کہا:۔

"میرے نوجوان دوست! اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو"

دسواں باب

ایک معاہدہ ختم ہوا

اسپیگل کی سانس ذرا پھولی ہوئی تھی اور چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا اس کے باوجود اس کا لباس اتنا صاف تھا کہ معلوم ہوتا تھا وہ کسی پارٹی میں سے اٹھ کر سیدھا آیا ہو۔ اس کے لباس پر ایک سلوٹ بھی نہ تھی جیسے وہ کار میں سوار ہو کر سیدھی سڑک سے آیا ہو حتیٰ کہ اس کی ہیٹ بھی ٹیڑھی یا کسی بھی طرف کو ڈھلکی ہوئی نہ تھی۔ جھاڑیوں نے اپنے آپ دائیں بائیں ہٹ کر اس کے لئے راستہ بنا دیا تھا کہ کیا؟ یا پھر وہ پرواز کر کے آیا تھا۔ اپنے دائیں ہاتھ میں وہ ملاکا چھڑی ملکہ یوں کہئے تلوار چھڑی لئے ہوئے تھے لیکن اس دفعہ تلوار بے نیام تھی۔ میرے سینے کی طرف اٹھی ہوئی طلیطلہ کی تلوار ذرا سی لرز رہی تھی اور خوفناک طور پر چمک رہی تھی۔

"کچھ بھی شرارت کئے بغیر وہ پارسل میری طرف پھینک دو" اس نے کہا "خیال رہے میرے عزیز، تمھارے ہاتھ ادھر ادھر جانے نہ پائیں"

اگر میرا پستول بل اور میں لپٹا ہوا اور خود بل اور تھیلی میں نہ ہوتا تو میں نے اسپیگل کے اس حکم کی تعمیل نہ کی ہوتی۔ میں نے پارسل اس کے قدموں میں پھینک دیا اسپیگل نے کچھ جھک کر اور کچھ بیٹھ کر پارسل اٹھا لیا البتہ اس کی نگاہیں مجھ پر مرکوز رہیں اور تلوار بھی بدستور میرے سینے کی طرف اٹھی رہی۔

"اس کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے کہا "ہم میں معاہدہ تو ہو ہی چکا ہے۔ پھر یہ تلوار

اور یہ دھمکی "

وہ پارسل اپنی جاکٹ کی جیب میں رکھ کر مسکرایا۔

"تم ڈھلان بڑی تیزی سے چڑھ لیتے ہو۔ تم کو میرا سے واپس آ رہے تھے تو میں تم سے ذرا دور رہ گیا۔ تم جانتے تھے کہ وہ یہاں آ رہی ہے۔ پونینا۔ بالبینہ پو بچے نہیں "

"بالبینہ پو بچے کا میں نے آپ سے کہا تھا تو وہ میرا اندازہ تھا۔ میں نے مادام داوری اور رکیٹا رینا کا تعاقب کیا، وہ یہاں آ گئے چنانچہ ظاہر ہے کہ میں بھی یہاں آ گیا۔ دیکھیے جناب۔ اب میں کب تک یوں سادھو کی طرح دھونی رمائے یہاں بیٹھ رہوں گا؟"

"جی نہیں۔ تم ان کا تعاقب کرتے ہوئے نہیں بلکہ ان سے پہلے یہاں پہونچے ہو۔"

میں نے اپنے ہاتھ ہلائے تو وہ ایک قدم آگے بڑھ آیا۔

"میں اسی طرح لوگوں کا تعاقب کرتا ہوں۔ یعنی منزل پر ان سے آگے پہونچ جاتا ہوں۔ بہرحال آپ اپنی کہیے۔ خود آپ کیوں میرے پیچھے دلکی چلتے چلے آئے؟ کاروبار میں سائے پیچھے دار کا وطیرہ کیا ایسا ہی ہوتا ہے؟ یا پھر آپ جانتے تھے کہ کو میرا او مینا یہیں آ رہی ہے؟"

"سچ پوچھو تو یہ میں جانتا تھا"

"تب تو محترم ہمارا معاہدہ ختم ہوا" میں بڑی فراغت سے مسکرایا "اب میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم ایک نیا معاہدہ کریں جس میں اس بات پر خصوصیت سے زور دیا جائے کہ ہم ایمانداری سے کام کریں گے اور ایک دوسرے پر اعتبار کریں گے۔"

میں نے پہلے تلوار کی طرف اور پھر اسپیگل کی طرف دیکھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میرے دوست۔ معاہدہ اب ختم ہوا ہے۔"

تلوار اب لرزنہ رہی تھی۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود اس کا بازو گویا چٹان کا تھا۔ اعصاب تو جیسے تھے ہی نہیں۔ معاہدہ ختم کرنے کے قانونی اور

رسمی نکات پر بحث کرنے کا یہ موقع نہ تھا۔ اسپیگل کے تلوار جھونکنے سے صرف ایک سکنڈ پہلے میں پہلو کے بل لڑھک گیا اور بغیر کسی رکاوٹ کے لڑھکتا ہوا پانی کے ٹھیک کنارے تک آ گیا۔ میرا دایاں ہاتھ تھیلی میں داخل ہو کر پستول کو دبوچ چکا تھا۔ میں ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا، ادھر اسپیگل بھی میری طرف گھوم گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں چمکتی اور سیدھی اٹھی ہوئی تلوار تیزی سے میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں نے پستول تھیلی سے گھسیٹنے کی کوشش کی لیکن وہ نائیلون کی جالی میں، جس سے تھیلی بُنی گئی تھی، الجھ گیا۔ میں نے ایک طرف غوطہ مار کر اس خونی تلوار سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن اس دفعہ تلوار میرے بازو کے اندرونی طرف کی چربی میں "سررر" سے اتر گئی اور پھر باہر نکل آئی اور میں پھڑپھڑ کر گرا، عین اسی وقت تلوار ہوا کو کاٹتی ہوئی "زوں" سے میرے سر پر سے نکلی چلی گئی اور پھر اس کی گردش ایک دم سے تھم گئی، وہ پھر میری طرف اٹھی ہوئی تھی، تلوار جیسے مجھے دیکھ چکی تھی، اس کی نوک میرے سینے کے عین سیدھ میں آگئی اور ایک بار پھر وہ منحوس تلوار میرا دل چاٹنے کے ارادے سے بڑھ رہی تھی۔ تلوار اور اس کا بازو خط مستقیم بنا رہے تھے اس کے ہونٹ دانتوں پر کھنچ گئے تھے اور تلوار میرے سینے میں اتارنے کا دھکا برداشت کرنے کے لئے اس نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ پستول کو تھیلی میں سے نکالنے کی کوشش ترک کر کے میں نے لبلبی انگلی کے بک میں سے لے لی، تھیلی ذرا سی اوپر اٹھائی اور لبلبی دبا دی۔

رات کی خاموشی ایک دھماکے سے پھٹ گئی اور اس کی گونج جھیل کے پرسکون پانی پر تیرتی چلی گئی۔ نرسلوں کے جھنڈ میں سے مرغابیوں کا پورا جھنڈ پھڑپھڑا کر اڑا اور درختوں سے ٹکرانے لگا جھاڑیوں میں الجھنے لگا اور

اسپیگل بھی پھٹ گیا، اس کے دونوں ہاتھ ایک شدید تشنج کے عالم میں ہوا میں پھیل گئے، تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، اس کا منہ کھل گیا اور ہیٹ اس کے سر سے گر گئی۔ اس کے منہ سے ایک طویل خرخراتی ہوئی آواز نکلی اور پھر وہ خون کھڑے سے دھم سے گرا اور اس کے نیلے ہاتھ کا ایک تھپڑ بڑے زور سے میرے منہ پر پڑا۔ یہ جیسے اشارہ تھا اس بات کا کہ وہ معاہدہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا تھا جس کا احترام کرنے کا ارادہ نہ اسپیگل کا تھا اور نہ میرا۔

میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اسپیگل چت پڑا ہوا تھا: اس کی بے نور آنکھیں تاروں بھرے آسمان پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے سینے پر ایک سرخ داغ بڑی سرعت سے پھیل اور بڑھ رہا تھا۔

میں نے جھک کر اسپیگل کی جیب سے لانسنگ کا دیا ہوا پارسل نکال لیا۔

میں پارسل لے کر سیدھا کھڑا ہوا تو میری نظر نیرانی پر پڑی جو تمر ہندی کی جھاڑیوں کے قریب تھی۔ وہ ذرا بھی جنبش کئے بغیر، بت کی طرح، خاموش کھڑی تھی۔ اس نے صرف اسکرٹ اور بلاؤز پہن رکھا تھا، گلے میں زرد رنگ کا ایک رومال پڑا ہوا تھا اور بال پیلے فیتے سے بندھے ہوئے تھے۔ میں نے ایک اور نظر اسپیگل پر ڈالی، آگے بڑھا اور نیرانی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہ میرے شانوں پر سے بدستور اسپیگل کی طرف دیکھتی رہی اور پھر اس نے ایسی آواز میں، جو میلوں دور سے آتی معلوم ہوتی تھی، کہا:۔

"میں ہوٹل سے ہی اس کے پیچھے لگ گئی تھی"

اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھ لئے۔ میں نے دیکھا کہ اس کے شانے لرز رہے تھے۔

میں نے اپنا ہاتھ ویراٹی کی طرف بڑھایا کہ اسے اپنے قریب کھینچ لوں اپنا ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ دوں اور اس طرح اسے یادوں کے ان بھیانک ہیولوں سے بچانے کی کوشش کروں جو پستول کے دھماکے سے اور اسپگل کی سامنے پڑی ہوئی لاش کے نظارے سے شہ پاکر ماضی کی قبروں میں سے نکل آئے تھے اور ویراٹی کے دماغ میں بے تحاشہ ناچ رہے تھے۔ لیکن عین اس وقت ویراٹی نے گھوم کر دیکھا اور میں نے دیکھا کہ وہ سنبھل گئی تھی۔ وہ ماضی سے نکل کر دفعتہً حال میں آگئی تھی۔ اس کا چہرہ اس کوشش سے ذرا سخت ہوگیا تھا جو اس نے یادوں کے ہیولوں کو شکست دینے کے لئے کی تھی۔

اس نے کہا" ارے تم تو زخمی ہو"

اور وہ میری قمیص کے بوتام کھولنے لگی۔ میرے دائیں پہلو پر گرم خون بہہ رہا تھا۔ میں نے قمیص اتار لی اور ہاتھ اوپر اٹھایا تو زخم سے پھر خون بہنے لگا۔ ویراٹی نے میری قمیص اٹھالی اور اس میں سے دھجیاں پھاڑنے لگی اب وہ بھیانک یادوں کو پوری طرح شکست دے چکی تھی اور پوری طرح حواس میں آچکی تھی۔

"پھل صرف اوپری گوشت میں داخل ہوگیا تھا۔ زخم خطرناک نہیں ہے"

اس نے میرا بازو اوپر اٹھاکر ذرا سا گھما دیا۔ میں اندھیرے میں خاموش کھڑا رہا اور وہ زخم پر پٹیاں کستی رہی۔ جب وہ فرصت پاگئی تو میں نے وہسکی کی بوتل اسکی طرف بڑھا کر اصرار کیا کہ چند گھونٹ پی لے۔ اس نے ایک گھونٹ حلق سے نیچے اتار دیا، خالص شراب اس کے معدے میں پہنچی تو ویراٹی ذرا کانپ گئی اور پھر بوتل مجھے دیدی۔ میں نے ایک بڑا اور لمبا گھونٹ لیا۔

میں نے ویراٹی کو ساحل پر کافی دور تک نکل جانے دیا۔ جب وہ

چلی گئی تو میں اسپیگل کی لاش کو ٹیلے پر اور راستے سے دور گھسیٹ لائے اور اسے گھنی جھاڑیوں میں ڈال دیا۔ روانہ ہونے سے پہلے میں نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ ان میں ایک چیز بھی ایسی نہ تھی جو کسی قابل ہوتی تھوڑی سی تلاش کے بعد مجھے چھڑی اور تلوار مل گئی تلوار میں نے نیام میں بلکہ یوں کہئے کہ چھڑی میں رکھ کر اسے گھما کر جھیل میں دور پھینک دیا۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو اسپیگل کی لاش چند دنوں تک کسی کو نہ ملے گی اور تب تک میں یوگوسلاویہ سے جا چکا ہوں گا۔

میں نے اپنی کچی قمیص پہن کر اس پر ٹیل اوور پہن لیا اور پھر ہوٹل کی طرف چلے راستے میں ویراٹی تقریباً خاموش رہی۔ اس نے انتظامات مکمل کر لئے تھے۔ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر ہمیں موٹر بوٹ میں جھیل عبور کر کے دوسرے کنارے پر اور پھر وہاں سے بس میں سوار ہو کر پولاس پہونچ جانا تھا۔ صبح صبح ساڑھے چار بجے لنگر اٹھاتا تھا۔ چنانچہ ہمیں چند گھنٹے پولاس میں گزارنے تھے۔ ہوٹل والوں نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر پولاس میں ساحل پر کے ایک بنگلے میں ہمارے لئے کمرے ریزرو کر دائے تھے۔ ویراٹی نے بتایا کہ سیاحوں کے لئے بس یہی مخصوص انتظام کیا جاتا تھا۔

جھیل کے اس طرف کھڑے ہو کر اور ہوٹل کی طرف منہ کر کے ہم نے آوازیں دیں تو فوراً ہی چپو والی کشتی ہمیں لینے کے لئے آگئی۔ اپنے کمرے میں پہونچ کر پہلے میں نے غسل کیا اور پھر میں وہسکی کا آخری قطرہ اپنے منہ میں ٹپکا رہا تھا کہ دروازے پر دستک دیکر ویراٹی کمرے میں آگئی۔ میں پتلون اور ڈریسنگ گون پہنے اپنے پلنگ کی پٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔

ویرانی میرے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"گون اتار دو" اس نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں صاف پٹیوں کا بنڈل تھا۔

میں نے گون اپنے شانوں پر سے سرکا کر پوچھا:۔

"یہ کہاں سے لے آئیں"

"فرسٹ ایڈ کا سامان میں اپنے کیس میں ہمیشہ رکھتی ہوں"

"مناسب ہوگا کہ فوری علاج کا ضروری سامان میں بھی رکھنا شروع کر دوں" میں نے کہا

میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔ ویرانی پٹیاں کھولنے لگی۔ پھر اس نے بوتل میں سے بے رنگ سیال نکال کر میرا زخم دھویا تو ایسا معلوم ہوا جیسے میرے پورے بازو میں سیال آگ دوڑ گئی ہو۔ جب وہ پٹی کس چکی تو میں گون شانوں پر کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

میں نے اپنا ہاتھ کندھے پر رکھ دیا۔ فوراً ہی میں نے اس کے جسم کو اکڑتے محسوس کیا۔ میں نے آگے کی طرف جھک کر اس کا ایک گال ہولے سے چوم لیا اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹ کر اور وہسکی کی بوتل کی طرف سر سے اشارہ کر کے کہا:۔

"تھوڑی سی بچی ہے۔ پیوگی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ جاننا پسند کرو گی کہ اسپیگل میری جان کا دشمن کیوں ہو گیا تھا؟"

یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ مجھے احساس ہوا کہ میں سخت غلطی کر گیا تھا اسپیگل کی لاش کا منظر اور دھماکے کی آواز ابھی ویرانی کے دماغ میں تازہ تھی۔

"بعد میں"

اور وہ پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔ میں نے دل ہی دل میں اپنے آپ پر لعنت بھیجی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

میں نے کمرے کا دروازہ بند کرکے اندر سے مقفل کیا، آکر اپنے پلنگ پر بیٹھ گیا اور لانسنگ کا دیا ہوا پارسل کھولا۔

اندر نوٹ بک کے چند صفحات میں لپٹا ہوا ایک لفافہ تھا اور اس میں ایک رنگین سلائڈ اور ایک لڑکی کا چھوٹا فوٹوگراف تھا۔

پہلے میں نے لڑکی کا فوٹوگراف اٹھایا۔ وہ عمر اور قد و قامت میں کیٹارینا کے تقریباً برابر تھی قد ذرا بلند تھا، بال بھورے اور چہرے کے نقوش حسین. فوٹو گراف کی پشت پر اسٹوڈیو وغیرہ کا نام اور فوٹو نمبر تھا ــــ اسپارٹاسیس فوٹوز. اگنی پوسی۔ زونوس۔ پیراؤس۔ ۷۵۔ T.۷۱۱ ــــ اس کے نیچے لانسنگ نے پنسل سے چند نوٹ لکھے تھے شاید اس وقت جب میں کومیرا کی طرف جا رہا تھا۔ یقیناً مصنف نے یہ نوٹ عین وقت پر لکھا تھا کیونکہ بے حد مختصر تھا۔ لکھا تھا۔

ولوثی بانمس۔ عمر تیئس۔ بال بھورے۔ قد پانچ فٹ نو انچ۔
مون شین۔ چیک۔ پی۔ اے۔ ڈی۔ چاکو کونڈیلی۔ اے۔
شناختی کارڈ کی میعاد ایک مہینہ ہوا ختم ہو گئی۔ جرم۔ دو
معمولی سے۔

رنگین سلائڈ ماؤنٹ کی ہوئی اور پراجیکٹر میں لگائے جانے کے قابل تھی۔ آگفا فلم کی سلائڈ تھی۔ مجھے اس سلائڈ کے متعلق لانسنگ کے الفاظ یاد آگئے: "میرے خیال میں اس سلائڈ میں جو مقام بتایا گیا ہے وہ ہی جگہ ہے جہاں یہ لوگ جانا چاہتے ہیں۔" ــــ سلائڈ کا رخ میں نے روشنی کی طرف کرکے غور سے دیکھا آہنی سلاخوں کا ایک پھاٹک تھا جس کے پیچھے ایک سڑک تھی جو صنوبروں کے ایک جھنڈ تک چلی گئی تھی۔ اس جھنڈ کے پیچھے جھیل کا پانی چمکتا نظر آرہا تھا۔ پھاٹک کے سامنے کاریگروں کا سا جامنی رنگ کا لباس پہنے ایک آدمی کھڑا تھا جس نے اونچی

ٹوپی پہن رکھی تھی جو منھ میں پائپ دبائے ہوئے تھا۔ پھاٹک کے دونوں پہلوؤں سے کالی اور بلند دیواروں کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ دیواروں کو دونوں طرف سے سلائڈ کی فریم نے کاٹ دیا تھا۔ بائیں طرف اور پھاٹک کے ستون کے قریب ایک طاق تھا جس میں کچھ رکھا تھا۔ معلوم نہ کر سکا کہ کیا تھا۔

نوٹ بک کے دو صفحوں پر لانسنگ نے نوٹ لکھے تھے پہلا نوٹ یوں تھا۔

12/K ہلا ہلا

KK :: 0 ۔ کونتور کی بیہودہ ماہانہ رپورٹ ۔ مندرجہ ذیل ۔
زیادہ تر سمندر رہا ہے کالا مانٹ سے وینیس ۔ ایل ۔ بی ۔ تین ہفتے
ختم ہوئے ۔ خلیج تر ستے سے دو میل ادھر یہ سامان بوٹ پر چڑھایا
گیا ۔ دو گھنٹے کا کام تھا ــــ ایک ــــ غرق شدہ ہراک پیپا ۔
نہیں کہہ سکتا کہ راڈور تھا یا مقناطیسی ۔ دو ــــ سیسے کا ایک تابوت
سا پیپا ۔ دس فٹ بائی تین فٹ (3x10) ۔ دو گھنٹے ہوئے
ساحل سے روانہ ہوئے لیکن ایس ۔ کے ۔ ڈی کو رپورٹ نہ بھیج سکا

فوراً گنجے باورچی کو تلاش کر لینا ۔ اسٹور روم کے ریفریجیٹر کی پشت
پر ایس ۔ ڈبلیو ۔ ٹرانسمیٹر فٹ کیا ہوا ہے ۔ گنجا مسکراتا رہتا ہے
اپنے آپ کو سی ۔ آئی ۔ اے ظاہر کرتا ہے ۔ اعتبار نہ کرنا ۔ ریفریجیٹر
چار مہینے سے فٹ ہے ۔ براندسیسی ۔

دیکھا ــــ اے ۔ پارٹی پفاسٹ ۔

مادام وادرسی اور سنہری بالوں والی جوکومیناسے سوار ہوئی ہے ہیں اور گنجا باورچی بہت مدت سے یہ کھیل کھیل رہے ہیں۔ اسے تلاش کرو۔ مجھے چھٹی دو۔ پہلوان بہت سخت آدمی ہے۔

یہ گنجاک عبارت تھی پہلے کاغذ پر۔ دوسرے صفحے پر کی عبارت تھی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے میرا انتظار کرتے ہوئے اسے کچھ زیادہ وقت مل گیا تھا۔

"کارور! اس حرامی سے کہو کہ شب نے کہا ہے کہ آدمی جب کسی جگہ زیادہ ٹکتا ہے تو خود بخود اس کے بُرے دن آجاتے ہیں پہلوان کو پتہ چل جائے گا کہ سلائڈ غائب ہے اور پھر وہ مجھے ٹھکانے لگانے کے متعلق سوچے گا"

یہ سطور صرف میرے لئے تھیں اور میں جانتا تھا کہ لالسنگ کیا محسوس کر رہا ہوگا۔ وہ بیچارا جیسے ایک بلند پہاڑ کے عین کنارے پر چل رہا تھا۔ ذرا ڈگمگایا اور گیا اور اس وقت سٹ کلف لندن میں مرغن ڈنر اڑا رہا اور سرخ شراب غٹ غٹا کر حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کر رہا ہوگا۔

میں نے یہ ساری چیزیں لپیٹ کر سوٹ کیس میں رکھ دیں اور پھر میں جھیل کی طرف کے برآمدے میں آکر اور شراب لے کر بیٹھ گیا اور ویراٹن کا انتظار کرنے لگا۔ پرسکون شام تھی۔ کہر کی پتلی دھجیاں جھیل پر منڈلا رہی تھیں۔ تاروں بھرے آسمان کے پس منظر میں پہاڑوں کے کالے اور مہیب خطوط نظر آرہے تھے اور تاروں کے جھرمٹ میں آخری زرد چاند چمک رہا تھا۔ میری اسپیگل کی سرد اور اکڑی ہوئی لاش کے

متعلق سوچنے لگا جو ایک جھاڑی میں پڑی تھی اور اس کی بیوی فرانڈا اسپیگل کے متعلق سوچا جو بانیولوچے میں تھی۔ میرا خیال تھا کہ چند دنوں کے بعد ہی اسپیگل کی موت سے لوگ واقف ہوں گے اور اس سے پہلے ویرا اور دیرانی کا یوگوسلاویہ سے نکل جانا ضروری تھا۔ یہ مسئلہ مجھے کوئی مشکل مسئلہ نظر نہ آرہا تھا۔ کیٹارینا کو ویرا میں اندر کہیں دلچسپی رہتی اور ہمارے درمیان رابطہ اور معاہدہ بھی ہو چکا تھا۔ اور میں نے دل ہی دل میں دعا کی کہ میرا اور کیٹارینا کا معاہدہ اس معاہدے سے زیادہ پائیدار ثابت ہو جو میرے اور اسپیگل کے درمیان ہوا تھا۔

دیرانی رات کا کھانا کھانے نہ آئی اس کے بجائے اس نے یہ پیغام بھیج دیا کہ میں اکیلا ہی کھا لوں۔ میں نے آملیٹ اور جھینگے کھائے اور آدھی بوتل شراب پی اور پھر استانیوں نے اصرار کیا کہ کافی میں ان کے ساتھ پیوں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان سب نے باری باری پوچھا کہ آیا میری منگیتر بیمار تھی۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں صرف تھک گئی تھی۔

رات کے دس بجے موٹر بوٹ نے ہمیں جھیل کے دوسرے کنارے تک پہنچا دیا اور وہاں سے ہم بس میں سوار ہو کر پولاس پہنچ گئے۔ نصف درجن کے قریب سیاح ہوٹل چھوڑ رہے اور بوٹ پکڑ رہے تھے۔ ہوٹل کے ایک آدمی نے ہمیں اپنی عارضی قیام گاہ تک پہنچا دیا۔

دیرانی کو اور مجھے ایک ٹیلے پر واقع ایک چھوٹے مکان میں لے جایا گیا جو گھاٹ کے پلیٹ فارم کے عین اوپر تھا۔ ہمارا تعارف مکان کی مالکن سے کروانے کے بعد ہوٹل کا آدمی رخصت ہوا۔

عورت ہمیں ایک نشست گاہ میں لے آئی جس کا فرنیچر چیک رہا تھا اور وہاں سے خواب گاہ میں لے آئی۔ یہاں کا فرنیچر نیا تھا۔ ایک بڑا پلنگ تھا، ایک وارڈروب

تھا اور دو کرسیاں تھیں۔ کھڑکیوں پر پردے نہ تھے البتہ براؤن پیپر چپکا ہوئے تھے ایک کھڑکی کے قریب واش اسٹینڈ تھا جس پر ایک جگ اور پیالہ رکھا ہوا تھا۔

چند سیکنڈ بعد ہی یہ انکشاف ہوا کہ عمارت میں صرف یہی ایک خوابگاہ خالی تھی اور ہوٹل کے "بقراطوں" نے مجھے اور ویرانی کو میاں بیوی یقین کر کے صرف ایک خواب گاہ ریزرو کرائی تھی۔ مکان مالکن نے میری گھبراہٹ سے یہ سمجھا کہ مجھے فرنیچر یا اس کی سجاوٹ وغیرہ پسند نہ آئی تھی، لیکن جب میں نے ویرانی اور اپنے متعلق اسے بتایا تو وہ خجل اور شرمندہ ہو کر چلی گئی۔

ویرانی، جو ٹھیٹھ ہوٹل سے یہاں تک خاموش رہی تھی، بولی:۔

"کوئی بات نہیں۔ چند گھنٹوں کی تو بات ہی ہے اور پھر میرا ارادہ کپڑے اتارنے کا نہیں ہے۔

اب یہ میں نہیں جانتی کہ تم کپڑے اتار کر سونا......"

"نہیں۔ میں فرش پر لمبا ہو جاؤں گا"

ویرانی نے سر ہلایا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ پلنگ کافی بڑا ہے۔ دو انسان اس میں آسانی سے سو سکتے ہیں"

وہ پلنگ کا چکر کاٹ کر دوسری طرف پہونچی۔ اپنا کوٹ اور جوتے اتارے اور اطمینان سے پلنگ پر لیٹ گئی۔

میں اس طاقچہ کی طرف چلا جس میں تیل کا دیا ٹمٹمارہا تھا۔ میں نے دیا بجھا دیا۔

میں واپس آکر پلنگ پر لیٹ گیا۔ میرے اور ویرانی کے درمیان خاصا میدان چھٹا ہوا تھا۔

میں نے کہا "اگر میں خراٹے لوں تو مجھے ایک ٹھوکر مار کر کہنا ــــ خاموش"

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

پانچ منٹ بعد میں سو چکا تھا۔

اب یہ میں نہیں جانتا کہ کتنی دیر بعد میری آنکھ کھل گئی۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ کھڑکیوں پر ٹنگے ہوئے کاغذ کے پھڑپھڑانے سے میری آنکھ کھل گئی ہوگی۔ کیونکہ ایک کھڑکی تھوڑی سی کھلی تھی لیکن پھر پلنگ کے دوسری طرف سے سرسراہٹ کی آواز آئی۔ یہ ویراں تھی جس نے مجھے بیدار کر دیا تھا پھر ایک دوسری آواز سنائی دی۔ ہچکی اور آہ کے درمیان کوئی آواز۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ ویراں اندھیرے میں پڑی کسی جذبے سے جنگ کر رہی تھی۔ وہ آواز پھر سنائی دی اور کچھ سوچے بغیر میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا اور اس کا ہاتھ تلاش کر لیا۔

"کیا بات ہے ویراں؟"

اس نے کوئی جواب نہ دیا لیکن اس کا ہاتھ مضبوطی سے میرے ہاتھ سے لپٹ گیا۔ جیسے اس وقت اسے کسی انسان کے لمس کی سخت ضرورت تھی۔

"اسپیگل کے متعلق کچھ نہ سوچو" میں نے کہا۔

"میں اس کے متعلق نہیں سوچ رہی" وہ اپنی آواز کی کپکپی کو روکنے کی دیوانہ وار کوشش کر رہی تھی۔

"تو پھر کیا بات ہے؟ بشرطیکہ تم بتانا پسند کرو"

"میں نہیں جانتی۔"

اور مجھے احساس ہوا کہ میں تنہائی کی وسیع و عریض خلیج کے آر پار اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

"کبھی کبھی بولنے سے دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے۔ میرے خیال میں تم نے

سب کچھ اپنے سینے میں دفن کر رکھا ہے۔

"پستول، اس کا دھماکا اور..... اس کو میں نے وہاں دیکھ لیا۔ تمام یادیں تازہ ہو گئیں۔ ایک عرصے پہلے میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے اور اس واقعہ کو یاد نہ کروں گی لیکن وہاں —— وہ واقعات تازہ ہو گئے ؛

"تمہیں محبت تھی اس سے ؟"

"ہاں —— میرے خدا —— ہاں۔ لیکن ہم میں کبھی بنی نہیں —— نہیں —— نہیں۔ یہ غلط ہے۔ کبھی میری محبت کا جواب مل جاتا اور میں اپنے آپ تسلی دیتی کہ اب ہماری زندگی جنت کا نمونہ بن جائے گی —— لیکن ایسا نہ ہوا —— تم نہیں جانتے کہ بیک وقت محبت اور نفرت کرنا کس قدر آزمائشی ہوتا ہے۔ اکثر دفعہ تو میں خود الجھ جاتی۔ سمجھ ہی نہ سکتی کہ مجھے اپنے شوہر سے محبت ہے یا نفرت۔ وہ دوسری عورتوں کو اپنے گھر میں رکھتا اور......"

"بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں اخبارات میں پڑھ چکا ہوں"

"ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ تم بہت رحم دل ہو۔ بہت شریف اور اچھے ہو۔ جب میری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوتی ہے تو میری وہ یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور پھر آج —— پستول کا دھماکا —— میرے خدا" اس کے جذبات اُمنڈ آئے، اندھیرے میں اس کی آواز کپکپا گئی "میں بھولنا چاہتی ہوں —— خدایا —— یہ تنہائی —— یہ —— یہ —— سرد —— نہیں۔ نہیں۔ اب میں برداشت نہیں کر سکتی —— خدایا —— کب تک تنہائی مجھے ڈستی رہے گی"

شاید وہ سرک آئی، شاید میں کھسک گیا، شاید زمین نے ایک دم سے کروٹ لی —— بہرحال وہ میری باہوں میں تھی وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے سر جھکا کر اس کا ماتھا چوم لیا۔ اور پھر اس نے میرے ہونٹ چوم لئے اور میں نے

سمجھ لیا کہ وہ مجھے نہیں چوم رہی تھی وہ کسی کو نہیں چوم رہی تھی۔ اس کا جسم میرے جسم کو بھینچ رہا تھا اور وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی، گرمی اور سکون کی طلب کا ردِ عمل۔ میں اسے بھینچے رہا، نرم اور نیچی آواز میں اسے تسلی دیتا رہا اور اسے چومتا رہا۔ اور رومانی پر لعنت بھیجتا رہا حالانکہ جانتا تھا یہ جھوٹی تسلی ہے، جانتا تھا کہ اس سے کچھ نہ ہوگا اور جانتا تھا کہ یہ وقت اس کے لئے نہ تھا اور جانتا تھا کہ صبح دیراٹی پھر وہی دیراٹی ہوگی۔ وہ رات محبت کی رات نہ تھی بلکہ وہ رات بھوتوں کی تھی اور وہ رات اعترافات کی تھی میں اسے اپنے سے لپٹائے رہا میں اسے تسلی دیتا رہا اور اس کے بدن کی تھرتھری رفتہ رفتہ غائب ہوگئی، آگ سرد پڑ گئی۔ اور میں نے اپنے رخساروں پر اس کے گرم گرم آنسو محسوس کئے۔ میں اسے اپنی باہوں میں لئے رہا یہاں تک کہ وہ سوگئی۔

دوسرے دن صبح سات بجے ہم ڈوبرونک میں تھے۔ ہم سیدھے اٹلاس ٹورسٹ کے دفتر میں پہونچے۔ میں نے دیراٹی سے کہا میں حجامت بنوانے اور ریستوران میں مچھلی کے ایک دو ٹکڑے چکھنے جاتا ہوں اور اس طرح اسے ہوائی جہاز کے ٹکٹ وغیرہ بک کرتی چھوڑ کر میں باہر آگیا۔ میں نے چلتے وقت اس سے وعدہ کیا کہ ایک گھنٹے بعد گرادسکا کافانا میں اس سے ملوں گا اور وہاں ہم ساتھ کافی پئیں گے۔

میں قریب کے ایکسلسیر ہوٹل میں پہونچا۔ یہاں آتے وقت بوٹ میں میں اسی کوڑے کے متعلق سوچتا رہا تھا جو میں نے مادام وادرسی کے کمرے کی تلاشی لیتے وقت دیکھا تھا۔ اس کا کچھ مطلب تھا میرے لئے — سراسر سیاسی معنی۔ اس کے علاوہ لانسنگ کی اس طرف سے بھی میرے تجسس کو ہوا

دی تھی ۔۔۔ "اے پارٹی پمفلٹ"۔۔۔ میں نے ہلڈا کو فون کر کے اپنی الجھنوں کا ٹوکرا اس کے سر پر رکھ دیا اور ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا کہ "انگشت نما" کے پبلشر سے اگر ملاقات کی جائے تو شاید یہ مفید ثابت ہو۔ اور پھر کہا کہ اگر وہ کچھ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو مجھے پیرس کے ہوٹل میں فون کرے
اس کے بعد میں نے سیدھا مائیکل ادگلو کے گھر کا رخ کیا کہ شاید اس کے پاس استرا ہو جو میں مستعار لے سکوں کیونکہ ابھی کچھ لکھنے کا اب وقت نہ تھا

گیارھواں باب
...بھجور میں اٹکے

بستی کے شمالی حصے میں، ایک ڈھلان پر اور شہر پناہ سے لگ کر وہ چھوٹا سا مکان تھا۔ اوگلو کے اسٹوڈیو کی چوڑی کھڑکیوں میں سے مجھے سرخ کھپریلوں والی چھتیں اور سمندر کی طرف نکلی ہوئی اور انگور کے بیلوں سے ڈھکی ہوئی بالکونیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

اوگلو کا اسٹوڈیو ایک کباڑخانہ تھا —— مصوری کے سمجھ میں نہ آنے والے نمونے، کینوسوں کے انبار، پرانی فریمیں، ایک بنچ جس کی بیٹھک پر کبھی پینٹنگ کی گئی تھی اور ایک لمبا دیوان جس کی بیٹھک کا ریگزین ایک پالتو بلی نے اپنے پنجوں سے پھاڑ کر اندر سے روئی اور ناریل کے ریشے نکال کر فرش پر پھینک دئے تھے اور موتنے کے اس آرام دہ سوراخ میں اس گرہستن بلی نے آج صبح ہی بچے دئے تھے۔ بچے ایسے رنگ برنگی تھے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا آرٹسٹ انہیں دیکھ کر سوچ میں پڑ سکتا تھا۔

جب میں ملیٹا میں اپنی کارگزاریوں کی تفصیلات بیان کر رہا تھا تو اوگلو بلی اور اس کے بچوں سے کھیل رہا تھا۔ وہ میرے بیان پر سر ہلاتا اور ساتھ ہی ساتھ بلی کو پچکارتا کہ اسے وہ دودھ پینے پر اکساتا رہا جو اس نے ایک رکابی میں بھر کر بلی کی ناک کے عین نیچے رکھ دیا تھا۔ لیکن ادھر میں خاموش ہوا کہ ادھر اوگلو اٹھ کھڑا ہوا اور پچکارنا بند کر کے بولا:۔

"لاؤ۔ دیکھیں۔ کیا لائے ہو تم"

اور اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر کی الم غلم ادھر ادھر دھکیل کر میدان صاف کر دیا۔

میں نے وہ چیزیں میز پر رکھ دیں جو النگ نے دی تھیں لیکن ان میں وہ رنگین سلائیڈ اور النسنگ کی اس کے متعلق تحریر نہ تھی۔ اپنی رپورٹ میں میں نے ان دونوں چیزوں کا ذکر نہ کیا تھا۔ اب تک میں گویا ایک مراثی کتے کی طرح کام کر رہا تھا اور اس راستے پر چل پڑتا تھا جس پر مجھے میرے آقا چھوڑ دیتے تھے۔ کسی کو مجھ پر اعتبار نہ تھا کسی نے کوئی بات مجھے بتائی نہ تھی۔ لیکن اب پہلی بار میرے پاس کچھ تھا اور میں اپنے طور پر اور اپنی مرضی سے کچھ کر سکتا تھا اور میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کر دیا تھا کہ میاں اپنی کھوج کے کل نتائج ظاہر کر دینے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایک خفیہ کارڈ رکھو کہ تم سودے بازی کر سکو گے۔

اد گھوان چیزوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کا ستا ہوا ریڈ انڈین کا سا چہرہ دفعتہ سنجیدہ اور گمبھیر ہو گیا تھا۔ اچھا چہرہ تھا وہ گویا کسی ایسے ریڈ انڈین سردار کی طرح معلوم ہوتا تھا جو راکھ میں سے کوئی شگون تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ جب اس نے نوٹس پر طائرانہ نظر ڈالی تو اس کا چہرہ اور بھی سنجیدہ ہو گیا اور میں نے سوچا کہ اب وہ کہے گا:۔

"بیٹا! یہ جھگڑا ہے"

لیکن اس کے بجائے اس نے کہا:۔

"تو اسپیگل مر گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں؟"

"کوئی شک نہیں۔ ویرا ٹی ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ ہم آج ہی یہاں سے رخصت ہو جائیں"

"پیرس جا رہے ہو نا"

"ہاں۔ تم مطلع کرو گے انھیں؟"

"ہم ۔۔۔ یہ چیزیں میں بھجوا دوں؟"

"نہیں۔ میں اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ ڈیرائی جانتی ہے کہ یہ چیزیں میرے پاس ہیں۔ تم جانو میں مالکوڈ کے لئے کام کر رہا ہوں جس کا مطلب ہے یہ سب چیزیں مجھے اسے دینی ہوں گی۔"

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان کو فوٹوگراف کر لوں گا"

"لیکن اس دوسرے کاغذ کا فوٹوگراف نہ لینا۔ یہ صرف میرے لئے ہے۔"

"اچھا"

"یہ K12 کیا ہے؟ لانسنگ کا نشان؟"

"ہاں"

"کافی آگے بڑھ گیا ہے یہ شخص تو۔ کونتور میں کیا ہوا تھا؟"

"میں وہیں تھا لیکن کسی حرامی چیلے نے بے خبری میں میری کھوپڑی پلپلی کر دی۔ مجھے کار میں ڈالا اور پچاس میل دور ٹیلوں میں لے جا کر پھینک دیا۔"

"اسپیگل؟"

"ممکن ہے وہی ہو۔ بوڑھا گنجا صاف اس سے رابطہ قائم رکھے ہوئے تھا۔ ماتا اسپیگل کا وہ ٹرانسمٹر ریسیور رہا ہونا چاہئے"

اس نے الماری سے ایک کیمرہ اور پاور فل ڈیسک لیمپ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

"نیگیٹیو فوٹوگراف تمھارے وہاں پہنچنے کے دوسرے یا تیسرے دن پیرس پہنچ جائیں گی۔ ذرا پردے کھینچ لو۔"

میں نے آگے بڑھ کر وزنی پردے کھڑکیوں پر ڈال دئے۔ ایک پردے کی تہوں میں سے ایک تتلی نکل کر بدحواسی سے ادھر ادھر اڑنے لگی۔ پردے

کھینچ کر میں واپس آ رہا تھا کہ بجلی کی سی تیزی سے ایک خیال میرے دماغ میں کوند گیا چنانچہ میں دونے پر جھک گیا اور بلی کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کے بچوں کو پچکارنے لگا۔

ادگلو نے ڈیسک لیمپ جلا کر اپنا کیمرہ ٹھیک کیا۔ وہ ایک ماہر فوٹوگرافر کی طرح بڑی صفائی اور پھرتی سے کام کر رہا تھا۔ وہ بولا:-

"ان لوگوں کو یہ اسپیگل والا معاملہ یقیناً پسند نہ آئے گا"

"کن لوگوں کو؟"

"اسپیگل کے دوستوں کو۔ ان لوگوں کے دماغ بنیوں جیسے ہیں یعنی حساب بہ دینار چنانچہ وہ حساب برابر کرنا چاہیں گے اس لئے ان کا ایک آدھ آدمی تمھاری مزاج پرسی کو آ جائے گا۔

یا یہ کہیں میں اپنی دادی کو تو سبق نہیں پڑھا رہا؟"

"معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کیونکہ یہ خیال مجھے بھی آیا تھا۔

"بس تو پھر ذرا ہوشیار رہنا۔ ارے یار تمھاری انگلیاں الفاظ دبا رہی ہیں"

میں نے نوٹس اور فوٹوگراف روشنی میں پکڑ رکھے اور ادگلو ان کی تصویریں کھینچتا رہا میں نے کہا "لیڈی بامنس کو ان سی شاخ سے ٹوٹی ہے؟"

"پتہ نہیں۔ میں بھی تمھاری طرح دو چار باتیں ہی جانتا ہوں"

"تمھاری معلومات مجھ سے زیادہ ہونی چاہئیں"

وہ بولا "لیڈی کا آخری پتہ جو ہمیں معلوم ہوا ہے وہ ہے میونخ۔ پی۔ اے۔ ڈی چاگو کونڈیلی۔ اے یہ پی۔ اے۔ ڈی۔ یقیناً پولیس ایلائنس ڈپارٹمنٹ، چاگو کونڈیلی اسٹریٹ اتیھنس ہے۔ یہ میں جانتا ہوں۔ جو بھی ایک مہینے تک یونان میں مقیم رہتا ہے اسے شناختی کارڈ مل جاتا ہے۔ لالنگ نے یہ چیک کیا تھا۔

لوٹی کے کارڈ کی تاریخ ختم ہوگئی تھی ۔"

دلچسپ انکشاف تھا یہ لیکن وہ نہیں جو میں معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے نوٹس کے کاغذات اٹھائے اور تحریر دیکھنے لگا۔ میں آگے بڑھ کر کھڑکیوں پر سے پردے ہٹانے لگا۔

اوگلو نے گھور کر میری طرف دیکھا اور پوچھا :۔

" بس یہی چیزیں تمہیں لاننگ نے دی ہیں ؟"

میں اس کی طرف گھوم گیا۔ کاغذات اس کے ہاتھ میں تھے اور وہ عجیب نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے پردے ہٹائے تو اس کا چہرہ دھوپ میں آگیا۔

" بالکل یہی "

اس نے کہا " ویراٹی سے تم نے کیا کہا ؟"

میں بولا " میں نے اس سے کہا کہ میں ایک کشتی لے کر کونیرا کے آس پاس منڈلا رہا تھا کسی نے یہ چیزیں میری طرف پھینک دیں ۔"

" اس قدر سادہ لوح ہے وہ ؟"

" اس کی طرف سے میں مطمئن ہوں۔ البتہ مالکوڈ گھاگھ ہے اور اسے چند باتیں سمجھانی پڑیں گی ۔"

" تم مصیبت میں پھنس گئے ہو کارور "

" کوئی بات نہیں ۔ نکل آؤں گا اس سے "

اس نے اپنے شانے اچکائے۔ پھر دفعتہً وہ مسکرایا اور الماری کے قریب پہونچ کر کیمرہ وغیرہ اس میں رکھا اور واپس آیا تو برانڈی کی بوتل اور دو جام لئے ہوئے تھا۔

ہم نے ایک دوسرے کی صحت کا جام پیا۔ اور جب میں نے جام اپنے ہونٹوں پر سے ہٹایا تو اوگلو کا پستول میری طرف اٹھا ہوا تھا۔

"یہ پستول تم نے اپنی پیاری بلی کی حفاظت کے لئے اپنے پاس رکھا ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا، مسکرایا اور بولا:

"شاید میں تمہارے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں۔ لیکن مجھے بھی آخر اپنا فرض انجام دینا ہے۔ اگر تم ہمارے محکمے کے تنخواہ دار، یعنی رنگولہ ہوتے تو میرا یہ پستول تمہاری طرف اٹھا ہوا نہ ہوتا"

"لیکن یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"یہ اطمینان کر رہا ہوں کہ لانسنگ نے تمہیں کچھ اور نہیں دیا ہے"

"ہیں ــــ یعنی ......؟"

"کپڑے اتار دو اپنے۔ بلی سے شرمانے کی ضرورت نہیں۔ وہ تمہیں ننگا دیکھ کر بھاگ نہ جائے گی"، اور اس نے دھمکی آمیز انداز میں اپنا پستول ہلایا۔

میں نے کپڑے اتار کر فرش پر ڈھیر کر دئے۔

"موزے اور جوتے بھی" اس نے کہا۔ "بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ کھڑے کھڑے اتارو"

میں نے باری باری سے، سرکس کے مسخرے کی طرح، ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر اس کے حکم کی تعمیل کی۔

میں نے کہا "یہ امید لے کر یہاں آیا تھا کہ اپنی بڑھی ہوئی ڈاڑھی بنا کر انسان بنوں گا"

اس نے ہاتھ ہلا کر مجھ "ننگے" کو کپڑوں کے قریب سے چند قدم دور ہٹایا پھر ہاتھ بڑھا کر بنچ پر سے ایک چرمی بیگ اٹھا کر میری طرف پھینک دیا۔ میں نے اسے کھولا تو اندر سیفٹی ریزر تھا۔

میں حجامت بنانے اور وہ میرے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ پستول اس

نے فرش پر رکھ دیا تھا لیکن اپنے اتنے قریب کہ اگر میں نے جھپٹ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی ہوتی تو میرے اس تک پہونچنے سے پہلے وہ خود اوگلو کے ہاتھ میں ہوتا لیکن میں نے ایسی کوئی کوشش نہ کی۔ اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ وہ رنگین سلائیڈ میرے پاس نہ تھی۔

میں اطمینان سے حجامت بناتا رہا۔ وہ میرے لباس کی تلاشی سے فرصت پا کر میرے قریب آیا اور مجھ سے گھوم جانے کو کہا۔ میں اس غلام کی طرح محسوس کر رہا تھا جسے ننگا کر کے بردہ فروشوں کے بازار میں کھڑا کیا گیا ہو کہ لوگ اس کے جسم کی ساخت دیکھ کر بولی بولیں۔ بلی آنکھیں موندے پڑی تھی، اس کے بچے "پچسر چسر" دودھ پی رہے تھے اوگلو میرے بازو پر بندھی ہوئی پٹی کو دبا دبا کر دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" وہ بولا

"ہوں۔ اور"

اس نے کہا معافی چاہتا ہوں دوست"

"کوئی بات نہیں"

میں نے کپڑے پہن لئے۔ ایک بار پھر ہم نے ایک دوسرے کی صحت کا جام پیا اور جب میں نے اس سے رخصتی مصافحہ کیا ہے تو ہم دونوں دوست تھے۔

اوگلو کے قریب سے ہٹ کر میں صوفے کے قریب پہونچا، اوگلو کی طرف پیٹھ کر کے بلی کے بچوں کو پچکارنے اور خود بلی کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر بڑی مہارت سے میں نے رنگین سلائیڈ نکال کر اپنی ہتھیلی میں دبالی۔ کھڑکیوں پر پردے گرانے کے بعد جب میں بلی اور اس کے بچوں کو پچکار رہا تھا تو اس وقت میں نے سلائیڈ بلی اور اس کی جھونچھ کے نیچے چھپا دی تھی۔

اونگو مجھے دروازے تک رخصت کرنے آیا اور وہاں اس نے کہا :-
"خدا کے لئے کارو ربہت زیادہ ہوشیار اور چالاک بننے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ معاملہ بڑا ہی نازک اور خطرناک ہے۔ اور ہوائی جہاز کے ٹکٹ کی فکر نہ کرو۔ میں فون کر کے معلوم کرتا ہوں کہ ویراٹی نے ٹکٹ بک کروا لئے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو دو گھنٹے بعد یہاں آجانا ٹکٹ موجود ہوں گے"
"شکریہ"

لیکن ویراٹی ٹکٹ حاصل کر چکی تھی۔ چنانچہ ہم نے اسی سہ پہر کو ہوائی جہاز پکڑا، زیورچ میں ہوائی جہاز تبدیل کر کے ایئر فرانس کے جہاز میں سوار ہوئے اور رات کے کھانے کے وقت پیرس میں تھے۔ ویراٹی نے گسٹاگولوں ہوٹل میں میرے لئے ایک کمرہ بک کروا دیا تھا۔ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر میں نے ویراٹی کا سامان اٹھایا اور ویراٹی اور اس کے سامان کو اس کے فلیٹ میں پہنچا دیا اور اس سے کہا کہ دوسرے دن صبح آجاؤں گا۔ میں واپس اپنے ہوٹل پہنچا تو میرے کمرے میں رابرٹ کا سالس بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر مجھے حیرت نہ ہوئی محکمے کے نظام کا یہ پہلو خاصا زوردار تھا۔

میں نے کہا۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں واپس اس فلیٹ میں جا رہا ہوں جو تم نے الاٹ کر رکھا ہے تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ اسپیگل کی لاش سڑنے لگی ہوگی اور ہاورڈ جونسن کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے۔ اور وہ اس قسم کے لوگ ہیں جو حساب برابر کرنے کے متعلق سوچ رہے ہوں گے چنانچہ میں اس ہوٹل میں محفوظ ہوں۔"

"جیسی تمہاری مرضی" اس نے سر ہلایا "کم سے کم اس وقت یہیں رہو جب تک

کہ سٹ کلف نہیں آجاتا۔"

"کب آ رہا ہے؟"

"کل سہ پہر کے وقت۔ دوپہر کے کھانے کے بعد میں تمہیں لینے آجاؤں گا۔ وہ میرے پلنگ پر سے اٹھا اور الّو کی طرح ایک طرف سر ڈھلکا کر بولا" وہ چیزیں کہاں رکھی ہیں جو تم اپنے ساتھ لائے ہو۔؟"

قریب کے لگیج اسٹول پر رکھے ہوئے اپنے سوٹ کیس کی طرف میں نے کن انکھیوں سے دیکھا اور فوراً سمجھ لیا کہ کاسالس اس کی تلاشی لے چکا تھا۔

"امریکن ایکسپریس میں ایک بکس حاصل کر کے چیزیں احتیاطاً رکھ دی ہیں۔ احتیاط بھئی"

جب وہ چلا گیا تو میں نے ویراٹی کو فون کر کے اس سے کہا دوسرے دن صبح جب تک میں نہ آجاؤں تب تک وہ کسی کو بھی اپنے کمرے میں نہ آنے دے رہا میں تو میرا تو یہ ہے کہ میں بڑے سکون سے بےفکری کی نیند سویا کیونکہ سلائڈ میرے پاس تھی ہی نہیں۔ وہ میں نے ہوائی جہاز اور ایکسپریس ڈلیوری سے ہلڈا کو بھجوا دی تھی اور ساتھ ہی ایک تفصیلی اور تحریری "ہدایت نامہ" بھی رکھ دیا کہ اسے اس سلائڈ کے متعلق کیا کرنا ہے۔

دوسرے صبح میں ویراٹی کے فلیٹ میں پہونچا اور اس کے ساتھ ناشتہ کیا ویراٹی پرسکون اور بشاش نظر آرہی تھی اور آج مجھ سے اس کا سلوک بھی دوستانہ رہا۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی اس تبدیلی کی وجہ کیا تھی؟ یہ کہ وہ میرے اور اپنے آقا کے پاس آگئی تھی، یا یہ کہ اس کی قدیم شخصیت عود کر آئی تھی یا یہ کہ پہلا اس میں میری بانہوں میں رات بسر کرنے کے بعد وہ سنبھل گئی تھی اور رشتہ بازرہنا اب اسے ضروری معلوم ہوا تھا۔ وجہ کچھ بھی ہو اس کا سلوک دوستانہ

تھا۔ لیکن وہ خود ذرا سر د رہی ۔
میں نے کہا" وہ چیزیں مالکوڈ تک پہنچا دیں ؟"
" ہاں ۔ گزشتہ رات ہی ۔
میں نے کہا" اب تم اتنا کام اور کرو کہ مالکوڈ کو فون کر کے اس سے کہو کہ میں آج شام چھے بجے اس سے ملنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں تمہیں حبیب ایلاس کے ہوٹل میں ڈانس، ڈنر اور شامپین کے لئے لے جاؤں گا ۔ بچپن فرانک خرچ کروں گا تاکہ تم دیکھ لو کہ میں بڑا حاتم اور مخلص بننا چاہتا ہوں"
وہ بہت دیر تک میری طرف دیکھتی رہی اور پھر بڑے سکون سے بولی ۔
"تم بڑے حاتم اور بڑے مخلص رہے ہو۔ بس میں کسی اور روپ میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتی "
وہ اٹھ کر اس میز کے قریب پہونچی جس پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا ۔ کئی دفعہ ڈائل کرنے کے بعد وہ مالکوڈ کو فون پر لانے میں کامیاب ہوگئی، اور جب وہ فون پر آگیا تو ویراٹی فون میں جرمن زبان بولنے لگی ۔ چند منٹ اور گزر گئے جب ان کی گفتگو ختم ہوئی تو وہ ریسیور رکھ کر میری طرف گھوم گئی ۔
" ہر مالکوڈ تم سے ملنے کے لئے تیار ہیں۔ آج شام ساڑھے چھے بجے حکم ہے کہ میں خود تمہیں ان کے پاس لے جاؤں "
"اسی جگہ جہاں پچھلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی ۔؟"
" نہیں "
ویراٹی کا لہجہ اور آواز بھی بدلی ہوئی تھی ۔
میں نے کہا" کیا بات ہے ویراٹی"
وہ بولی" ہر مالکوڈ نرے بے وقوف نہیں ہیں "

"ظاہر ہے۔ حالانکہ وہ مجھے منہ مانگا معاوضہ دے رہے ہیں۔"

"یہ نوٹس، جو تم لائے ہو، کسی برطانوی ایجنٹ کی لکھی ہوئی ہے"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"یہ نوٹس تمھارے پاس کیسے آگئی؟ اس کا کیا جواب دو گے ہرمالکوڈکو"

"یہ کارور کی خوش قسمتی۔ بعض دفعہ میری قسمت معجزے کر جاتی ہے"

میں اس کے قریب جا کھڑا ہوا۔ وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ میں نے اپنے ہاتھ اس کے بازوؤں پر رکھ دئے آگے کی طرف جھکا اور اپنے ہونٹ اس کے گال پر لٹکا دئے۔

مجھے اپنے ہوٹل کے کمرے میں پہنچے آدھا گھنٹہ ہوا تھا۔ ہلڈا فون پر پر آگئی۔ ہم دونوں میں پانچ منٹ تک اس قسم کے سوال و جواب بلکہ نوک جھونک ہوتی رہی کہ آیا میں باقاعدہ اپنے موزے تبدیل کرتا ہوں یا نہیں، اپنے بال میں نے زیادہ تو نہیں بڑھا لئے اور یہ کہ میں نے یہ جھوٹ کیوں بولا کہ میں نے دفتر کی بجلی کا بل ادا کر دیا ہے حالانکہ میں نے وہ ادا نہ کیا تھا ——— اور اس کے بعد ہی اس نے معاملے کی بات کی۔ اس نے دفتر کے بڑے پروجیکٹر پر سلائیڈ چڑھا کر کوئی ایک گھنٹہ تک اس کا "مطالعہ" کیا تھا اور کئی ایک ریفرنس کی کتابوں سے سر پھوڑا تھا۔ چنانچہ اس نے مختلف عنوانات کے تحت اپنی "تحقیقات" بیان کیں اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ہلڈا نے واقعی بڑا کام کیا تھا۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ اس کا ہر کام ایسا ہی ہوتا ہے۔ قابلِ تعریف اور نفیس۔

اس کی تفصیلات میں نے درج کیں تو پورا صفحہ بھر گیا۔ تفصیلات یوں ہیں۔

عام تاثرات :—

تصویر موسم بہار میں لی گئی ہے۔ پس منظر کے درختوں میں لارش پھوٹتے نظر آرہے ہیں۔ دیوار کے قدموں میں جنیانا کرکم اور گاؤزبان کھلے ہوئے ہیں۔ سایوں سے پتہ چلتا ہے کہ تصویر علی الصبح یا پھر شام کے آخری گھنٹوں میں لی گئی ہے۔

مرد :—

پچاس کے لگ بھگ۔ قد۔ پانچ فٹ دس انچ۔ آنکھیں بھوری۔ لباس — فرانسیسی، سویڈنی، آسٹریائی، کاریگر یا مزدور طبقے کا۔ نیچے کی طرف مڑا ہوا اور بڑے پیالے والا پائپ پھونک رہا ہے۔ آسٹریائی طرز پر بنا ہوا جرمن پائپ ہے۔ دائیں پیر کے جوتے کا تلا موٹا کیا گیا ہے۔ غالباً تھوڑا لنگڑا کر چلتا ہے

دیوار کا طاقچہ :—

سڑک پر کی قربان گاہ یا کسی کی یادگار ہے۔ اس میں رکھا ہوا بت مریم کا ہے جو یسوع مسیح کو گود میں لئے کھڑی ہیں۔ لکڑی سے تراشا گیا ہے۔ نقوش ان گھڑ ہیں کسی مقامی بڑھئی کا تراشا ہوا ہے شاید (غالباً بادادین میں بنایا گیا ہے؟)

محل وقوع :—

جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا یا ممکن ہے ہاؤٹ ساوائی کا کوئی علاقہ ہو۔ پس منظر میں کسی پہاڑ کی برف پوش چوٹی کا کچھ حصہ نظر آرہا ہے

ریسیور رکھنے سے پہلے میں نے کہا" اگر میں نے پتہ تبدیل کیا تو تمہیں مطلع کر دوں گا۔ وہاں کیسا چل رہا ہے؟"

"معمولی سا کام آیا تھا چنانچہ میں نے فریسک کو بلوا لیا ہے"

"یہ تم نے اچھا کیا" فریسک ایک ریٹائرڈ پولیس مین تھا جو کبھی کبھار میرا ہاتھ بٹا دیا کرتا تھا" بس یا اور کچھ؟"

"ہارنالڈ اس مہینے کے آخر میں چھٹی پہ آ رہا ہے"

میں مسکرایا۔ ہارنالڈ اس کا نو محبوب تھا جو سوئیز کے علاقے میں ہوائی جہاز اڑایا کرتا تھا۔ لہٰذا اس پر ریجھی ہوئی تھی۔

"فکر نہ کرو۔ اگر تب تک میں واپس نہ آ جاؤں تو تم دکان بند کر دینا یا فریسک کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا۔ ہارنالڈ سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وہ تمہیں ایک مفلس گرہستن بنا دے۔"

ریسیور میں سے ایک "فون" سنائی دی اور پھر وہ رکھ دیا گیا۔

میں اس چھوٹی سی میز پر سے، جو کھڑکی کے قریب تھی اور جس پر بیٹھا میں ماٹڈا سے فون پر گفتگو کر رہا تھا، اٹھا اور باتھ روم میں چلا گیا۔ میں دروازہ بند کر کے گھوما تو دیکھا کہ ہاورڈ جونسن پاخانے کی نشست کا ڈھکن بند کر کے اس پر یوں بیٹھا تھا جیسے وہ آرام کرسی ہو۔ اس نے سگریٹ جلائی اور مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ اس کے بشرے سے دشمنی یا کینہ عیاں نہ تھا۔

میں نے کہا" کب سے یہاں براجمان ہو؟"

"مہمل سوال"

میں آگے بڑھ کر بیسن کے قریب پہونچا، نل کھولا اور ہاتھ دھونے لگا لیکن میری نگاہیں ہاورڈ جونسن پر جمی ہوئی تھیں۔

"تمھارا ہاتھ کیسا ہے؟"

"ٹوٹا نہ تھا البتہ بری طرح سے موچ کھا گیا تھا۔ اب تقریباً سو فی صد اچھا ہے۔ فون پر اپنی ہلڈا سے دلچسپ گفتگو رہی؟"

"ہاں۔ اس کا منگیتر واپس آ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ چند دنوں کے لئے مجھے اپنا دفتر بند کرنا پڑے گا۔"

میں نے اپنے ہاتھ دھوئے، ہاورڈ جونسن پر سے نظریں ہٹائے بغیر دو قدم پیچھے ہٹا اور سلاخ پر سے تولیہ گھسیٹ لیا۔ میں ان کاغذات کے متعلق کچھ نہ کر سکتا تھا جو ٹیلیفون کے قریب رکھے ہوئے تھے اور جن پر سلائڈ کے متعلق وہ تفصیلات درج تھیں جو ہلڈا نے فون پر کہی تھیں اور میں اپنے متعلق بھی کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ ہاورڈ جونسن کے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھی لیکن دوسرے یعنی دائیں ہاتھ میں پستول تھا جس کی نالی میری طرف اٹھی ہوئی تھی۔

وہ بولا "اب سب صاف اور عمدہ ہے پیارے؟"

"بالکل" میں نے کہا اور تولیہ سلاخ کی طرف پھینک دیا جو اس پر لٹکنے کے بجائے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"واہ" وہ بولا "حالانکہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ لوگ اسپیگل کے معاملے میں اب تک ذرا الجھے ہوئے ہیں چنانچہ مجھے ابھی محدود ہدایات ملی ہیں"

"چنانچہ تمہیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے"

"بہت اچھے" وہ اٹھ کر ایک قدم میری طرف بڑھا "گھوم جاؤ۔ پیارے"۔

میں گھوم گیا۔ پستول کا دستہ ایک تڑاخے کی آواز کے ساتھ میری کھوپڑی کے پچھلے حصے پر پڑا اور میرا دماغ سو کینڈل پاور کے بلب کی طرح ایک دم سے بجھ گیا۔

بارھواں باب

دست بالا

سینتیس ۳۵ رو دو فوبرک سینٹ ہونرے کے عقبی دروازے سے کا سالس مجھے اندر لے گیا اور اس اٹاری جیسے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا جس کی دیواروں پر نیا کاغذ لگایا جا رہا تھا۔ کمرے میں دو کرسیاں تھیں جو سفیدی کے، جو چھت پر بکھری گئی تھی، داغوں سے سفید ہو رہی تھی۔ میرے جیسے لوگ سفارت خانے کا زینہ بے دھڑک نہیں چڑھ جاتے کیونکہ اس طرح اوّل تو مقام کی توقیر گھٹ جاتی ہے اور دوم یہ کہ کیا پتہ کوئی بددماغ کلرک یا چپراسی آپ کو جھڑک دے اسی محلے میں، نمبر سینتیس ۳۵ کے پچھلے دروازے سے جب مجھے یہاں لایا گیا تھا تو یہ قونصل خانہ تھا۔

میں کرسی پر بیٹھ گیا اور اس مکڑی کو دیکھنے لگا جو جالے میں پھنسی ہوئی مکھی کے گرد گول گول گھوم کر مہین مہین تاروں کا گولا بنا رہی تھی جیسے اسے گولف کی گیند بنانے کا دفعتہً انوکھا خیال سوجھ گیا ہو۔ میں ایک سگریٹ پھونک گیا۔ ایف ماسٹن آیا۔ اس نے دو بوتاموں والا کوٹ اور دھاری دار پتلون پہن رکھی تھی، ٹائی اس کی فالسئی تھی جس پر سنہری پن چمک رہی تھی اور وہ خود گرم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اب بھی اپنے بال سنہرے رنگ رکھے تھے تاہم وہ خاصا پرکشش اور پر رعب معلوم ہوتا تھا۔ اس نے مجھے آنکھ مار کر کہا۔ "یوگوسلاویہ کی شراب کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"نیک خیال نہیں ہے۔ سٹ کلف کہاں ہے؟"

" اپنا بارڈر پریشر سنبھالنے کے خیال سے تم سے دور رہی رہنے کا ارادہ کر چکا ہے۔"
میں نے سر ہلایا" ایک عجیب بات بتاؤں ؟"

" ہوں - ہوں "

" میرے ہوٹل میں ۔ وارڈ جونسن میری مزاج پرسی کو آیا تھا "

" کیا لے گیا ؟"

" کچھ نہیں "

وہ کمبخت تحریر لے گیا تھا جو سلائڈ کے متعلق ہلڈا نے مجھے بذریعہ فون لکھائی تھی۔ لیکن اس کی مجھے فکر نہ تھی۔ آپ جانئے میرا حافظہ بڑا کا تیز ہے۔

میرے اس جواب پر رانسٹن نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔ بہت دیر تک دیکھتا اور سگریٹ سگریٹ کیس پر بجاتا رہا۔

پھر اس نے مصالحت کن لہجے میں کہا" اچھا بھئی کیا چاہتے ہو ؟"

" میں مالکوڈ کا ملازم ہوں یعنی وہ مجھے اس کام کی فیس دے رہا ہے کہ ماد ام دارسی اور کٹیا رینا سیکسان کا تعاقب کرتا رہوں۔ پھر تمھارے محکمے نے بھی مجھے اسی کام کے لئے معاونت سے رکھ لیا۔ اب میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ میں سایوں کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اس احساس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے یعنی سایوں کا تعاقب"

" تو پھر آخری سلام"

" نہیں اور مالکوڈ کہاں ہیں ؟"

" صرف تمہیں۔ اگر تم یہ دوڑ جاری رکھنا چاہتے ہو تو اپنے قابل آدمیوں کی فہرست میں سے کسی کو منتخب کرو اور کوک بھوکرا سے اس راستے پر چھوڑ دو۔ میں کھر پایا پھر میں ایسا گرا پڑا بھی نہیں ہوں کہ انگلیوں کے اشاروں پر بے چوں چرا ناچتا رہوں۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ کبھی کبھی میں بھی اسی طرح ناکامی کا شکار ہو جاتا ہوں"
"لیکن بلند سطح پر۔ یا تو مجھ سے کام لو گے یا پھر جہنم میں جاؤ"
مانسٹن مسکرایا" سٹ کلف کو تم سے دور رکھ کر میں نے بڑی بقراطانہ عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر اس وقت وہ یہاں ہوتا تو ٹڑ سے گر کر تڑپنے لگتا۔ دراصل سٹ کلف تمھاری قسم کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اتنے برسوں کے بعد بھی سمجھنے سے قاصر رہا ہے"
"لیکن تم سمجھتے ہو؟"
"ایک حد تک؟"
"بہت عمدہ۔ تو ہم کہاں جا رہے ہیں یہاں سے؟" میں نے پوچھا۔
وہ بہت دیر تک اپنے سگریٹ کیس پر کے نقش و نگار کو ناقدانہ نظر سے دیکھتا رہا۔
"ایک شرط مانو گے؟" اس نے پوچھا۔
"کہو"
"تم سوال پوچھو گے لیکن یہ فیصلہ میں کروں کہ کون سے سوال کا جواب دیا جائے اور کون سے کا نہیں۔
احتیاط لازمی ہے۔ راز بہرحال راز ہے اور حکومت کا راز مقدس ہوتا ہے"
میں نے مکڑی کی طرف دیکھا اور سگریٹ جلائی۔ مکڑی بدستور مکھی کے گرد اگرد گولا بنا رہی تھی اور میں جالے میں پھنسی ہوئی اسی مکھی کی طرح محسوس کر رہا تھا۔
میں نے سوچا کہ اس الجھیڑے کے بیچ میں پھاند پڑوں اور پھر وہاں سے ایک یا دوسرے سرے تک پہنچنے کی کوشش کروں۔
"بوڑھا گنجا ـــــ کو میرا کا باورچی؟"
"یہ شخص جو بالڈی یا گنجے کے عرف سے مشہور ہے مشرقی برلن کا باشندہ ہے اور

اسپیکل کے گروہ کا کام کرتا ہے"
"اسپیکل کا گروہ ـــــ اور تم ـ تم بھی اسی طرف گدے چلا رہے ہو؟"
"ہاں"
"مقصد ایک، منزل ایک پھر تم دونوں مل کر یہ کام کیوں نہیں کرتے ؟"
مانسٹن نے برا سا منھ بنایا" اگر ہم میں عقل سلیم ہوتی تو ہم ایسا ہی کرتے لیکن اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ میں اس کا فقدان ہے یا کمیاب ہے ۔ پیشہ ورانہ غرور راہ رکیا بہرحال ہم اپنے طور پر اس منزل پر پہلے پہنچنا چاہتے ہیں ۔ ماکوڈ کا بھی خیال یہی ہے"۔
"تو تم نے غیر سرکاری افراد کے خلاف ڈر لگا رکھی ہے؟"
"ایک حد تک"
"انہیں سیاسی پشت پناہی حاصل ہے؟"
"ایک قسم کی"
"وہ سیسے کا تابوت نما بکس ـــ کیا ہے اس میں؟"
مانسٹن مسکرایا" کچھ اور پوچھو"
"اگر یہ دروازہ بند ہے تو پھر اس شخص کے متعلق کچھ بتانے کی کوشش کرو جو سنگ زید قسم کا پہلوان ہے، کو سیرا پر موجود ہے اور گولف کا استاد ہے"
"صرف یہی نہیں بلکہ وہ تیغے اور تلوار کا بھی استاد ہے اور ٹینس اور تیراکی کا چیمپین ہے اور آکسفورڈ کا ڈبل ڈگری یافتہ ہے لیکن سب کچھ اس نے الگ الگ ناموں سے کیا ہے۔ خطرناک آدمی ہے۔ اگر وہ تمہیں گھیر کر کسی کونے تک دھکیل لے گیا تو پھر وہ ہنستے ہنستے تمہاری گردن مروڑ دے گا اور تم جس زبان میں کہو گے تمہارا مرثیہ پڑھ دے گا حتیٰ کہ سنسکرت میں بھی"
"مسٹر اسٹیلسن؟"

"پوزنا ہے۔ وہ مالکوڈ کو ڈبل کراس کرنے کی آس لگائے بیٹھا ہے اور اگر موقع مل گیا تو وہ ایسا کر گزرے گا یہ اندازہ تو تم نے بھی لگا لیا ہوگا؟"
"ہاں۔ میرے شریر دماغ میں یہ خیال آیا تھا ـــــ کیٹیارینا؟"
"اس کا بھی خیال کچھ ایسا ہی ہوسکتا ہے۔ یعنی ڈبل کراس کرنے کا۔ لیکن وہ بار بار ٹوپی بدل رہی ہے چنانچہ یقین سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ میں سمجھتا ہوں وہ چمگادڑ کی طرح منتظر ہے کہ جس کا پلڑا بھاری ہو اس کی طرف لڑھک جائے۔ اس عرصے میں وہ تمہیں اپنے پیچھے لگائے رکھنا چاہتی ہے۔"
"اس کا تو مجھے بھی اعتراف ہے تاہم حیرت اس بات پر ہے کہ اس نے اس دفعہ مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ دینیس جا رہی ہے بشرطیکہ کو میرا کا رخ اسی طرف ہو"
"اداس ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیٹیارینا تمہیں بھولی نہیں ہے اور نہ ہی یہ چاہتی ہے کہ اب تم اس کا تعاقب کرو۔"
اور اس نے اپنی جیب سے ایک تار نکال کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔
لکھا تھا :ـــــ:۔

"بہت سے پھولوں والا وینس۔

پیار

کیٹیارینا"

پتہ میرا تھا۔ ہوٹل فلورڈیا۔ پیرس۔ میرا پرانا پتہ۔
"لمبا نشانہ ہے" میں نے کہا۔ "چنانچہ اس کا نشانہ خطا کرسکتا تھا۔"
"ایرپورٹ پر بھی ایک تار تمہارا انتظار کر رہا ہے پیغام وہی ہے جو اس تار میں ہے۔ تم نے تختے پر اپنا نام لکھا ہوا نہ دیکھا چنانچہ وہ تار وہیں پڑا رہ گیا۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ وہ خاموش بیٹھی تھی یا کبھی بیٹھ سکتی ہے۔ محض میں بیٹھی ہوئی ٹھنڈی

فولادی تلوار ہے وہ"

"بے حد عمدہ تشبیہ"

"حالانکہ اب میں نے تھر بلر ناولوں کا مطالعہ ترک کر دیا ہے"۔

"خیر تو اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ ان مٹھی بھر اور مبہم معلومات کے سہارے جو تم نے بڑی مہربانی سے مہیا کر دی ہیں، اپنا چکر چلاتا رہوں؟"

"تمھارے سامنے دو راستے کھلے ہیں۔ ان میں سے ایک تو تم پسند کرو گے"

اس نے اپنا سگریٹ کیس ایک بار پھر نکالا اور اس پر اپنا انگوٹھا بجانے لگا۔ اس کی اس حرکت کا مطلب میں سمجھتا تھا۔ اس کے دل میں جوش و جذبات کا طوفان اٹھا ہوا تھا۔

"کون سے راستے ہیں؟"

اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اور اس کی یہ ادا مجھے پسند نہ آئی۔

"کارور! تم اول درجے کے بیوقوف ہو خصوصاً عورتوں کے معاملے میں خصوصاً بنیادی اور اصل معاملے میں۔ یہ معاملہ اہم اور عظیم ہے لیکن تم اس سے کھیل رہے ہو"۔

"کون ۔۔ میں؟" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں" یہ الفاظ اس نے اس طرح کہے کہ میں نے یوں محسوس کیا جیسے اس نے میرے رخسار پر بڑے زور کا تھپڑ رسید کر دیا اور پھر یہ الفاظ ہانسٹن نے کہے تھے جس سے ایسی سختی کی میں کبھی توقع نہ رکھ سکتا تھا۔

"میں جا رہا ہوں" میں نے غصے سے کہا۔

"تمھارے یہاں سے باہر نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے۔ یعنی تابوت میں بند ہو کر۔ ہاں اگر شادن صاف بات کر دی تم نے تو پھر تم اپنی ٹانگوں سے چل کر یہاں سے نکل سکو گے"

میں نے کہا۔ "مانسٹن! یہ تم سنجیدہ ہو؟ میں اپنی آواز نہ پہچان سکا۔
اب میں غصّے نہیں بلکہ خوفزدہ تھا۔
"ہاں۔ الا یہ کہ تمہارے پاس کوئی ایسی خبر ہو جو سسٹ کلف کا بلڈ پریشر گرادے۔
کارور! یقین کرو معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ میں تمہیں بچا نہیں سکتا الا
یہ کہ تم خود سب کچھ صاف صاف کہہ دو اور فوراً"
میں نے تھوک نگل کر اپنا خشک گلا تر کرنے کی کوشش کی۔
میں نے احتجاجاً کہا۔ "مانسٹن! تم کسی غیر معتبر خدمتگار کو اتنی آسانی سے ٹھکانے
نہیں لگا سکتے۔ یہ بیسویں صدی ہے میرے بھائی"
اور تب وہ مسکرایا۔ "بیسویں صدی نے اس کام کو آسان بنایا ہے۔ یقین نہیں
آتا تو تجربتاً اس کمرے سے باہر نکل کر دیکھو۔ تم پہلا زینہ بھی صحیح سلامت نہ اتر
پاؤ گے۔ وہیں ڈھیر کر دیئے جاؤ گے اور پھر کارونر کی تحقیق و تفتیش بھی نہ ہوگا۔
چنانچہ میری مانو اور اگل دو سب کچھ"
"اب تم ہی بتاؤ کہ کیا اگل دوں؟ میرے خدا! مانسٹن! تم سے یہ امید نہ تھی"
لیکن میں جانتا تھا کہ وہ سنجیدہ تھا۔ مذاق کرنا اس کی عادت نہ تھی۔
اور یہاں تو وہ قطعی مذاق نہ کر سکتا تھا کیونکہ خود اس نے کہا تھا کہ "یہ معاملہ اہم
اور عظیم ہے اور میں اس سے کھیل رہا تھا" چنانچہ ہوگا یہ کہ میری پشت میں
ایک چاقو دستے تک اترا ہوا ہوگا اور پھر مانسٹن سر ہلا کر چلا جائے گا۔ اپنے
سرمایہ دارانہ دنیا میں اور مجھے بھول جائے گا۔
"مطلب کیا ہے مانسٹن؟" میں نے کہا۔
"مطلب وہی ہے جو میں نے کہا۔ اس معاملے میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے
قطعی کوئی اہمیت نہیں ہے ہم جس چیز کے پیچھے لگے ہیں وہ وہی سیسہ کوڑا..."

بکس ہے جو ایڈر یاٹک سے اٹھایا گیا ہے۔ اگر تین ہفتوں میں ہم نے وہ تابوت حاصل نہ کر لیا تو دنیا صحیح معنوں میں جہنم بن جائے گی۔ کارور! واقعی جہنم بن جائے گی۔ شعلوں میں لپٹا ہوا جہنم جس میں بے گناہوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہوں گی۔ چنانچہ اپنی زبان کا قفل کھولو اور سچ بولو"

پہلے کبھی میں نے مانسٹن کو اس طرح بولتے نہ سنا تھا۔ میرا منہ خشک تھا جیسے اس میں ریت بھر دی گئی ہو اور میرا حلق ایک زنگ آلود نلکی میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"ل۔ل۔ لیکن میں کہاں سے شروع کروں؟" میری آواز پھٹی ہوئی تھی۔

"لانسنگ سے"

"اس سے کیا شروع کروں؟"

"سنو کارور۔ جب کومیرا وینس پہونچی تو لانسنگ اپنی رپورٹ پیش کرنے کے لئے اس سے اتر کر ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہوا لیکن وہاں تک پہنچ نہ سکا دوسرے دن اس کی لاش ریلیٹو پل کے نیچے عظیم نہر میں تیرتی ہوئی ملی۔ اس کی پیٹھ میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا"

"بچارا لانسنگ"

"اور سنو۔ لانسنگ کا خفیہ نام تھا ڈبلیو ڈبلیو کے (W W K)۔ یہی نام اس نے ان نوٹس پر لکھا ہے جو اس نے تمہیں دی تھیں لیکن اس طرح لکھا ہے جانتے ہو اس کا مطلب کیا ہے؟"

"نہیں"

میرے خدا! اس کے متعلق تو میں نے سوچا ہی نہ تھا اور اب ظاہر ہے کہ وقت گزر چکا تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس نے جو پیکٹ تمہیں دیا تھا اس میں دو چیزیں تھیں۔

ان میں سے ایک ہمیں مل گئی۔ یعنی لوٹی باسن کا فوٹو گراف۔ اب اگر تم زندہ رہنا اور ساتھ ہی ہمارے لئے کام بھی کرنا چاہتے ہو تو وہ دوسری چیز بھی ہمارے حوالے کر دو"

"لیکن ـــــ"

"کاردر! خدا کے لئے ـــــ میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور یہ تم بھی جانتے ہو۔ یہی وجہ ہے کرسٹ کلف کے بجائے میں یہاں آیا ہوں ہمارے عملے کے سارے آدمیوں کے مقابلے میں تم زیادہ ہوشیار اور زیرک ہو۔ وہ سب ایک طرف اور تم ایک طرف۔ میرے سامنے یہ لیکن دیکن" کا استعمال نہ کرو یقین کرو جو کچھ تم نے ہم سے چھپایا ہے۔۔۔ اس کے سہارے تم ایک کوڑی بھی کسی سے نہ اینٹھ سکو گے۔ وہ چیز ہمارے حوالے کرو اور سیدھے سبھاؤ ہمارا اور مالکوڈ کا کام کرتے رہو۔ سیسے کے اس "تابوت کا کھوج لگا لاؤ" بس۔ تمہیں فیس اور مدد پہلے کی طرح ملتی رہے گی۔"

"ہر غلطی معاف کر دی گئی ـــــ لیکن فراموش نہیں کی گئی۔"

"بالکل۔ اور تم نے جو کچھ چھپایا ہے اس کا ذکر مالکوڈ سے نہ کرو گے۔ کیا چیز تھی وہ؟"

میں زندہ اور صحیح سلامت اس عمارت سے نکلنا چاہتا تھا۔ چنانچہ مجھے اپنی خیریت اسی میں نظر آئی کہ سب کچھ بک دوں۔

"ایک رنگین سلائیڈ تھی" میں نے کہا" ذرا سی اوور ایکسپوزڈ۔ لانسنگ کا خیال تھا کہ اس میں جو مقام ہے وہ شاید وہی ہے جہاں اس سیسے کے تابوت کو لے جایا جا رہا ہے۔"

میں نے سلائیڈ کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد کہا:۔

"سلائڈ ہلڈا کے پاس ہے۔ میں اسے فون کر کے ہدایت کر دوں گا کہ وہ یہ سلائڈ اس شخص کو دے دے جس کو تم اس کے پاس بھیج دو گے"

اور میں نڈھال ہو کر کرسی میں ڈھے گیا۔ میرے گھٹنوں کے پچھلے حصے درد کر رہے تھے جیسے میں فوج میں دو گھنٹے پریڈ کر کے آیا ہوں۔ میں دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ میرے سر سے بلا ٹل گئی ہو۔ لیکن بلا ٹلی نہ تھی کیونکہ ماسٹن نے پوچھا:۔

"ہارڈ جونسن تمہارے کمرے میں سے کیا لے گیا؟"

"کچھ نہیں ۔۔۔۔۔"

اس نے ایسی نظروں سے مجھے دیکھا کہ میں کانپ گیا۔ اس کی اس سرد نگاہی نے پورے کمرے کو ریفریجریٹر میں تبدیل کر دیا تھا۔

"کارور! میرے ساتھ کھیل کھیلنے کی ضرورت نہیں"

"بہت اچھا" میں کسی کے ساتھ بھی کھیلنا نہ چاہتا تھا۔ میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ تابوت میں بند ہو کر نہیں بلکہ اپنی ٹانگوں سے چل کر سڑک پر پہونچوں اور قریبی بار میں بیٹھ کر برانڈی کا ایک بڑا سا جام اپنے خشک حلق میں انڈیل دوں۔

"ہارڈ جونسن نوٹس لے گیا ہے۔

"کاہے کے"

"وہ جو ہلڈا نے فون پر سلائڈ کے متعلق لکھائے تھے۔

"ہیں ۔۔۔ اچھا!" ماسٹن کے یہ دو لفظ دو نالی بندوق میں سے نکلی ہوئی دو گولیاں تھیں۔

وہ قریب سے ہٹ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بہت دیر تک خاموش رہا۔ پھر وہ قریب آیا، سانپ کی سی سرد نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کرخت بھنچی ہوئی آواز میں کہا:۔

"یہ سمجھ لو کار ور کہ جو میں تمہارے لئے کر رہا ہوں۔ آج تک کسی کے لئے نہیں کیا ہے۔ یعنی نمک حرامی۔ خیال رہے کہ تم نے وہ نہیں کہا جو مجھ سے کہہ چکے ہو۔ سمجھ گئے۔ جونسن تمہارے یہاں سے کچھ نہیں لے گیا ہے۔ کچھ نہیں۔

"ٹھیک ہے۔ کچھ نہیں لے گیا وہ"

میرا پورا جسم سرد تھا۔

"ٹھیک ہے" مانٹسن نے سر ہلایا۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا اور اس کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر میری طرف گھوم گیا "آئندہ اگر کہیں میرا تمہارا سامنا ہو جائے تو خیال رہے تم وہی پارٹ ادا کرو گے جو تم نے جورج سنک کے یاد میں ادا کیا تھا۔ یعنی انجان بنے رہو گے۔

میں لڑکھڑاتے قدموں سے سڑک پر آیا اور ماتھے سے پسینہ پونچھتا ہوا قریبی بار میں پہونچا اور دوہری کاگنیک کا آرڈر دیا۔ شراب برفیلے شعلے کی طرح میرے حلق میں سے گزرتی ہوئی پیٹ میں پہونچی۔ میں نے دوسرا جام پیا اور اس ذرہ اس میں قدرے گرمی تھی۔ اور اب میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ میں اس وقت زندہ تھا۔ وہ الو کے پٹھے تو میری موت کا سامان کر ہی چکے تھے۔ چنانچہ خدا کے بعد مانٹسن کا شکر یہ لازم تھا کہ اس کی وجہ سے میں بچ گیا۔ ہلڈا نے واقعی غلط نہ کہا تھا کہ یہ معاملہ بے حد خطرناک تھا اور اس میں پھنس کر حقیقت میں اپنا سر ہتھیلی پر لے لیا تھا۔

میرا خیال تھا کہ میں ویراٹی کے ساتھ ہرمالکہ دوست ملنے جا رہا ہوں لیکن اسٹبلسن کا فون آگیا کہ وہ مجھے لینے کے لئے شام کے چھ بجے ہوٹل پر آجائے گا اور وہ مجھے جیپ ایلاسنر کے اس حصے میں لے گیا جہاں بہت سے دفتر تھے۔

اور ہم ایک ذاتی لفٹ میں عمارت کی سب سے اوپری منزل پر پہونچے اب میں ایک وسیع و عریض نشست گاہ میں تھا جس کی تقریباً کھڑکیوں میں سے پورا پیرس نظر آتا تھا۔ نظر کیا آتا تھا میرے قدموں میں تھا۔ میرے پیچھے عقبی دیوار پر پکاسو کی چند تصویریں لگی ہوئی تھیں، بائیں طرف ایک الماری تھی جو نپولین کے مقبرے کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ بائیں طرف سنہری کام کا اور مڑی ہوئی ٹانگوں والا صوفہ تھا جس پر شاید کبھی ملکہ جوزیفن اپنی ٹانگیں سمیٹ کر سوئی ہوگی اور میری ٹانگوں کے نیچے بے حد قیمتی ایرانی قالین تھے جنھیں کئی ایک لکھ پتی فرش پر بچھانے کے بجائے دیواروں پر لٹکا دیتے۔

اسٹیلسن نپولین کے مقبرے کے قریب پہونچا اور شراب کے جام بھرنے لگا۔ وہ خاموش تھا اور اس کی یہ خاموشی میرے اعصاب پر ہونے ہی لگی تھی کہ ہر مالکوڈا آ گیا۔

اس نے کسی سرکاری جشن میں شریک ہونے کا لباس پہن رکھا تھا۔ گہرے نیلے رنگ کی برجس، سفید ٹائی اور گلے میں پڑا ہوا سرخ فیتہ جس کے سرے پر ٹنکا ہوا تمغہ اس کے سینے پر لٹک رہا تھا۔ اس کا قد بے حد پست تھا اور جس طرح مسحور ہو کر میں نے اسے پہلی دفعہ دیکھا تھا اب بھی اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ گنبد جیسا سر تیلیوں جیسے بازو، چاک ایسا سفید چہرہ، مڑی ہوئی ناک اور نیچے کی طرف جھکا ہوا منہ جس میں موٹا سگار دبا ہوا تھا۔ اس نے مسکرا کر میرا استقبال کیا اور یہ ہی ننھا سا معجزہ ہوا اور اس معجزے نے مجھے اپنا تمام اعتماد اور بھروسا اس کے قدموں پر نچھاور کر دینے کے لئے تیار کر دیا۔

وہ الماری کے قریب پہونچا اور پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے لئے جام بھرا۔ میں صوفے کے کنارے پر بیٹھا رہا۔ مالکوڈا الماری کے قریب سے ہٹ کر

کھڑکی کے سامنے لیکن اس کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو گیا چنانچہ اب اس کا چہرہ اندھیرے میں تھا۔ اور اب اس نے مجھ سے کہا "تو برٹش سکریٹ سروس کے ممبر ہو؟"
اس کے اس سوال نے مجھے کچھ زیادہ حیرت زدہ نہ کیا۔
میں نے کہا "نہیں البتہ ماضی میں عارضی طور پر ان کے لئے کام کیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حالیہ معاملے میں بھی انھوں نے مجھ سے رابطہ قائم رکھا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انہیں بھی اس معاملے سے دلچسپی ہے۔"
"یقیناً ہوگی۔ اور تم نے کیا بتایا ہے انہیں؟" وہ ایک بار پھر مسکرایا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم انہیں رپورٹ دے چکے ہو۔ میں ان کے اس دباؤ سے واقف ہوں جو وہ کسی پر بھی ڈال سکتے ہیں۔"
"واقعی"
"ہاں۔ میں خود ماضی بعید میں اسے محسوس کر چکا ہوں۔ اگر مجھے ان لوگوں پر پورا پورا بھروسا ہوتا تو پھر میں نے تمہیں اجرت دے کر اس کام پر نہ لگایا ہوتا۔ تدبیر اور مصلحت یہی ان کے دیوتا ہیں کیا بتایا ہے انہیں؟"
"ہر وہ بات جو آپ کو بتائی ہے۔ ویراٹی ـــــ میرا مطلب ہے مادام وڈیل لاتور نے آپ کو مکمل رپورٹ دے دی ہوگی کہ یوگوسلاویہ میں کیا ہوا؟"
اس نے سر ہلایا اور شراب کی چسکیاں لینے لگا۔
اور یہ وہ موقع تھا جب میں نے سوچا کہ لانسنگ سے اپنی ملاقات کی تفصیل بیان کر دینا مناسب ہوگا۔ لیکن اگر اسے لانسنگ سے میری ملاقات سے دلچسپی تھی تو اس کا اظہار وہ نہ کر رہا تھا۔ غالباً اسی وقت وہ مجھے مرعوب کرنا یا گڑبڑا دینا نہ چاہتا تھا۔
اس نے کہا "تم جانتے ہو" کو میرا" کہاں گئی ہے؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا" وینس"۔ لالنگ کے نوٹس سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا اس کے بعد کیٹیا رینا کا ایک تار بھی ملا ہے جو اس نے وینس سے میرے پیرس کے پرانے پتے پر روانہ کیا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ میں مادام وادرسی کا تعاقب کر رہا ہوں اور پھر میں نے اپنی ذمہ داری میں ذرا ڈھیل دے کر اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ اگر وہ مجھے مادام وادرسی کی نقل و حرکت کی خبر دیتی رہی تو اسے بھی ایک معقول رقم شاید مل جائے گی۔ یہ میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

"نہیں"

میرے کہیں عقب میں اسٹبلسن جام بھر رہا تھا اور میں اس کی آواز سن رہا تھا۔ میں نے کہا" میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ اطلاع مادام وادرسی کو نہ دے گی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس کا مجھے یقین ہے"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ جب تک اسے یہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہو جاتا کہ مادام وادرسی کے ارادے اس کے متعلق کیا ہیں، وہ اسے کچھ نہ بتائے گی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ اس کا پارٹ کیا ہے۔ فی الحال اس کے مقابلے میں ایک اور امیدوار موجود ہے۔ یعنی لوٹی بانس۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کٹیا رینا اس بات سے واقف نہیں ہے"

مالکوڈ نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلایا اور مسکرایا لیکن اس کی یہ مسکراہٹ "معجزنما" نہیں بلکہ ٹھیٹھ کاروباری مسکراہٹ تھی۔ اور پھر اس نے کہا:-

"وہ دونوں، یعنی کٹیا رینا اور لوٹی، شادی کے امیدوار ہیں۔ اور دولہا

وہ جوان ہے جسے تم کوپیرا پر دیکھ چکے ہو۔ ان دونوں کا انتخاب بڑی احتیاط سے اور دیکھ بھال کر کے کیا گیا ہے لیکن میرے خیال میں یہ شرف، یعنی اس شخص کی دلہن بننے کا، کیٹارینا کو حاصل ہوگا۔ لیکن مجھے اس سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ کٹیارینا کو آخر کار کہاں لے جائیں گے۔"

"وہیں جہاں سیسے کے بکس کو لے جایا جا رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب سیسے کا یہ بکس خواب میں آکر مجھے پریشان کرنے لگا ہے"

"تمھارے انگریز دوستوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا؟"

"نہیں۔ اور پھر وہ اس شادی کی امیدداری کے متعلق بھی خاموش رہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگ سوالات کے جواب نہیں دیتے بلکہ پوچھتے ہیں۔ اس بکس میں کیا ہے؟ جانتے ہیں آپ؟"

اس نے گھور کر میری طرف دیکھا" اس سے تمہیں کوئی واسطہ رکھنا چاہیئے کہ اس میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بکس کہاں جا رہا ہے۔ اسے میں حاصل کرنا چاہتا ہوں ـــــ وہ بکس مجھے اگلے تین ہفتوں میں بہر طور حاصل کرنا ہے"

مانسٹن، نے بھی یہی کہا تھا۔

"کیا ہے اس میں؟ اقوام عالم کی قسمت؟ عالمی جنگ؟"

میرا یہ لطیفہ ہمارے درمیان کہیں مرجھائے ہوئے پتے کی طرح فرش پر گر پڑا۔

مالکوڈ نے سرد آواز میں کہا" واپس جاؤ۔ معلوم کرو کہ بکس کہاں جاتا ہے مجھے تم پر پورا بھروسا ہے"

اور وہ دروازے کی طرف بڑھا۔
"اور وہ اے۔ پارٹی؟"
وہ دروازے کے قریب پہونچکر رُک گیا۔
"اسٹبلسن! اپنی کار میں مجھے پہونچادو" اور پھر مجھ سے کہا "آج رات تم مس لانور کو اپنے ساتھ ڈنر کے لئے لے جارہے ہو۔ لیکن میرا مشورہ مانو اور رات کا کھانا یہیں کھاؤ۔ میں یہ فلیٹ صرف اسی وقت استعمال کرتا ہوں جب کسی سرکاری آدمی سے ملاقات کرنی ہوتی ہے۔ کل تم وینس روانہ ہو رہے ہو چنانچہ کل تک مناسب ہوگا کہ تم جگہوں سے حتی الامکان دور ہی رہو"
"اس ہدایت کا شکریہ"
مالکوڈ نے دروازہ کھلوایا اور اسٹبلسن کو باہر نکل جانے دیا۔
مالکوڈ کا ہاتھ ابھی دستے پر ہی تھا کہ میں نے اس کی طرف وہ عظیم سوال لڑھکا دیا جو میرے دماغ میں نکیلے کنکر کی طرح چبھ رہا تھا۔
میں نے کہا "میں پوچھتا ہوں آپ اس معاملے میں انگریزوں سے اشتراک کیوں نہیں کر لیتے؟ اگر میں نے اندازہ صحیح لگایا ہے تو پھر آپ، وہ اور چند دوسرے لوگ بھی اسی ایک منزل کی طرف بھاگ رہے ہیں"
"بالکل۔ لیکن جب یہ کبھی ہاتھ لگ جائے گا تو پھر مصلحت اندیشی، ہر بات پر غالب آجائے گی۔ اور مسٹر کارور! میں یہودی ہوں اور دنیا کی دوسری قوموں کی مصلحت کا فیصلہ ہمارے خلاف ہوتا ہے شب بخیر مسٹر کارور۔"
میں نے اٹھ کر برانڈی کا ایک اور جام بھرا عین اس وقت ہال

کے صدر دروازے سے ویرانٹی داخل ہوئی۔ اس نے شام کا سیاہ لباس اور سنہرے جوتے پہن رکھے تھے اور بائیں شانے پر کھلے ہوئے پھول کی شکل کا ایک بروچ لگا رکھا تھا۔ جب وہ میری طرف بڑھ رہی تھی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں بشاشت طلوع ہو رہی تھی میں نہیں جانتا کہ میں نے ایسا کیوں کیا سوائے اس کے کہ میرے دل نے کہا کہ مجھے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ بہرحال میں نے برانڈی کا جام میز پر رکھا اور اٹھ کر ویرانٹی کو اپنی باہوں میں سمیٹ لیا۔ وہ میری باہوں میں اس پرندے کی طرح آگئی جو پرواز کرتے کرتے تھک گیا ہو۔ میں نے اس کے ہونٹ چوم کر اپنے سے بھینچ لیا۔ چند ثانیوں تک ہم اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ ایک مختصر سی ٹھنڈی سانس لے کر وہ مجھ سے الگ ہو کر کھڑکی کی طرف بڑھی۔ میری طرف پشت کر کے اس نے کہا:۔

"ڈیوبونٹ کا ایک لبریز جام جس میں بہت زیادہ برف اور نارنگی کی قاشیں پڑی ہوئی ہوں، میرے لئے بنا دو"

میں جام بھرنے لگا۔

"مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں عام مقامات سے حتی الامکان دور رہوں" وہ بولی" ہم کھانا یہاں کھا سکتے ہیں۔ ٹھنڈا کھانا کمرۂ طعام میں بھجوا دیا گیا ہے"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن رقص کا کیا؟"

میں اس کا جام لے کر اس کے قریب پہنچا۔ وہ قطعی بدل گئی تھی۔ شاید وہ ہوا کے خلاف پرواز کرتے کرتے تھک گئی تھی لیکن یہ میں نے اس سے نہ پوچھا۔

وہ بولی"۔ بعد میں ہم اسی جگہ رقص کر سکتے ہیں"

"مالکوڈ نے یہ ہدایت کیوں کی؟ اسے میرا اتنا خیال کیوں ہے؟ غالباً یہ سوال ایسے نہیں ہیں جن کا جواب نہ دیا جا سکے"

"اس کی معلومات کے ذرائع وسیع ہیں یا ممکن ہے چھٹی حس نے اسے بتایا ہو کہ تمھاری جان کو خطرہ لاحق ہے۔ بہر حال اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ وہ تمھاری بہت زیادہ قدر کرتا ہے۔"

میں نے اپنے جام کے اوپر سے اس کی طرف دیکھا

"میرے متعلق تم نے اسے رپورٹ دی ہے؟ میرا مطلب ہے میری کارگزاری وغیرہ؟"

"ہاں"

"ایک دم ٹاپ کلاس؟

"نہیں۔ ایسے مبالغے سے کبھی کام نہیں لیا۔ اسپیگل کی لاش مل گئی ہے۔ آج کے شام کے اخبار میں یہ خبر تھی۔

"عنوان ہوگا ملیٹا کے اسرار میں شرط ہارنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ لوگ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے ہوں گے۔ آج رات مالکوڈ یہاں کتنے بجے واپس آرہا ہے؟"

"وہ واپس نہ آئے گا۔ دراصل وہ یہاں صرف لباس تبدیل کرنے آتا ہے اور بیشتر رات کے وقت اپنے گھر چلا جاتا ہے جو نیوالی میں واقع ہے۔ تم رات کی رات یہیں سو رہو اور کل صبح یہاں سے سیدھے ایرپورٹ چلے جاؤ۔ ہوٹل سے تمھارا کل سامان میں نے بھجوا دیا ہے۔"

"اور تم سمجھ [illegible] چل رہی ہو؟"

"ہاں"

ایک بار پھر میں نے اس کی [illegible] میں ہاتھ ڈال کر اس کے ہونٹ چوم لئے۔ اس

نے اپنا جام والا ہاتھ دور رکھا تاکہ شراب اس کے یا میرے لباس پر چھلک نہ جائے وہ بولی "بھوک معلوم نہیں ہو رہی ہے؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کھانے کی میز پر وہ میز کے دوسرے سرے پر اور میرے سامنے بیٹھی۔ اس کے پیچھے اور میرے سامنے کی دیوار میں لگے ہوئے آئینے میں میں اس کے سر کا پچھلا حصہ اور اس کی پشت اور اس کے شانے دیکھ سکتا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے کچھ دیر تک رقص کیا پھر ٹیلیویژن دیکھا اور پھر گیارہ بجے اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی نازک سنہری گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا:۔

"تمہیں صبح جلدی جانا ہے۔"

"چلو میں تمہیں گھر تک پہونچا دوں"

"نہیں۔ تم بازار اور پبلک مقامات سے دور رہا کرو۔"

میں خاموش رہا کیونکہ جانتا تھا کہ میں اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس نے مجھے اپنی خوابگاہ دکھائی اور میں نے دیکھا کہ میرا تمام سامان، جو ہوٹل میں تھا اب یہاں آ گیا تھا حتیٰ کہ وہ ایکسپریس خط بھی جو میری غیر موجودگی میں آیا تھا خط ہلڈا کا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ چلی جاتی میں نے ایک اور بوسہ اس کے ہونٹوں پر ثبت کر دیا۔ جواب میں اس نے بڑی آہستگی سے میرے گال پر ہاتھ پھیرا۔

"تم اپنی ایک قابل تعریف عادت سے واقف ہو؟"

"ہاں۔ کھانا میں بڑے تمیز سے کھاتا ہوں۔ ایک چیز بھی میز پر گرتی نہیں"

وہ ہنسی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر کہا:۔

"نہیں۔ تم جانتے ہو کہ سوال کب نہ پوچھنے چاہئیں۔ یہ تمہاری جبلت ہے یا ہوشیاری؟"

میں نے اپنے شانے اچکائے۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ سوال کا جواب کب نہ دینا چاہیئے۔

میں نے کمرے میں ٹہل ٹہل کر کپڑے اتارے۔ میں اس کتے کی طرح محسوس کر رہا تھا جو اپنے چوبی مکان میں بند ہو حالانکہ آرام و آسائش کا ہر سامان موجود تھا۔ ہر چیز صاف ستھری تھی۔ بستر نرم تھا اور چادر ریشمی۔ میں نرم بستر میں گھس گیا اور سوچنے لگا کہ آج میں اتنا خوش کیوں تھا خصوصاً اس لیئے کہ یہ بستر، اس کے سرہانے رکھا ہوا آبنوسی مجسمہ جو لیمپ اٹھائے ہوئے تھا اور دیواروں پر لگے ہوئے قیمتی شیشے ــــ کچھ میرا نہ تھا۔

لیمپ جلا کر میں نے ہلڈا کا خط کھولا۔

وہ "انگشت نما" کے پبلشر کے دفتر میں ہو آئی تھی۔ یہ دفتر برٹش میوزیم کے قریب ایک عمارت کی اوپری منزل میں تین کمروں میں مشتمل تھا۔ دکان میں کتابوں کی نمائش بھی ہوتی تھی اور تجارت بھی۔ میں نے ہلڈا سے کہا کہ وہ یورپی سیاسی پارٹیوں کے پمفلٹ سرسری طور پر دیکھ لے۔ ممکن ہے وہ یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ وہ کون سی پارٹی ہے جس کا نشان کوڑا ہو۔ اور آپ جانیئے کوڑے کی یاد مجھے بری طرح سے پریشان کیئے ہوئے تھی ــــ اور جس کا مختصر سا نام "اے۔ پارٹی" ہو۔ ہلڈا یہ معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ایک مختصر سا پمفلٹ اس نے اپنے خط سے منسلک کر دیا تھا جو جرمن زبان میں تھا اور جس کے ماتھے پر کوڑے کا نشان بنا ہوا تھا۔ ہلڈا جانتی تھی کہ میں جرمن زبان نہیں بول سکتا اس لیئے اس نے اس پمفلٹ کی "تفسیر" بہ زبان انگریزی تحریر کر دی تھی۔

دنیا کی ہر پارٹی کی تہہ میں ایک مقصد ہوتا ہے جس کا اعلان پمفلٹ یا مینی فسٹو کے صفحات میں نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ ایسی ہر پٹی ہوئی پارٹی کی

پشت پناہی عموماً کوئی گمنام شخص کرتا ہے جو اس کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے ڈھیروں روپیہ خرچ کرتا ہے ـــــ اتنا بہت سارا روپیہ جو چندے سے کبھی جمع نہیں کیا جا سکتا ـــــ اور پھر یہ "فنانسر" امید رکھتا ہے کہ آخر میں اسے اپنے اس "خرچ" کا دگنا بلکہ تگنا بدل مل جائے گا۔ یہ پارٹی جس کا نشان کوڑا تھا ایسی پارٹی تھی۔ نام تھا "سوہنٹی پارتائی"۔۔۔ جس کا ترجمہ ـــــ لغوی نہیں بلکہ آزاد ترجمہ ـــــ ہلڈا نے "ایٹونمنٹ پارٹی" (کفارہ پارٹی) کیا تھا۔ اس کا مرکزی دفتر میونخ کے کونِگن استرا سے علاقے میں تھا۔ پارٹی کا ڈائریکٹر تھا ہر فریڈرک نکنہام اور سکریٹری تھا پروفیسر کارل وارسی اس کے بعد ناموں کی ایک فہرست تھی، تقریباً سب ہی نام جرمن تھے، جن میں سے کسی ایک سے بھی میں واقف نہ تھا۔ یہ انتظامی کمیٹی کے ممبر تھے۔ جرمن کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں پارٹی کی شاخیں موجود تھیں۔

پارٹی ان معنوں میں اپنے آپ کو قطعی غیر سیاسی ظاہر کرتی تھی کہ اس کا کوئی ممبر کبھی الیکشن کے لئے کھڑا نہ ہوتا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبر بھی تھے جس طرح کہ آپ کہیں کہ میں اپنے گھر والوں سے الگ رہ کر بھی اسی گھر کا فرد ہوں۔

پارٹی کے مقاصد آسان اور سیدھے سادے تھے جرمن لوگ گنہگار تھے کیونکہ دونوں عالمی جنگوں کا آغاز انہوں نے کیا تھا اور یہودیوں سے نہ صرف سخت نفرت کا اظہار کیا تھا بلکہ انہیں روئے زمین پر سے مٹا دینے کی کوشش کی تھی۔ اب ان گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کا وقت آ گیا تھا۔ وقت آ گیا تھا کہ جرمن لوگوں کی دماغی اور جسمانی قوت کا، جو اتفاقاً غلط طور پر استعمال ہو گئی تھی، صحیح استعمال کیا جائے اور جرمن قوم کو ایک عظیم اور قابلِ

رشک قوم بنا دیا جائے ۔ ہر جرمن کا اب یہ فرض تھا کہ وہ اپنی ہر صحیح حرکت" سے روزانہ اپنے پچھلے گناہوں کا کفارہ ادا کرتا رہے کیونکہ ہر شخص ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ۔ وہ حقیقی عظمت، جو جرمنوں کی منتظر ہے، جمہوری اصولوں اور عیسائی اخلاق کی پابندی کرنے سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ پابندی ہر جرمن مرد، عورت اور بچے کو نجی اور عام زندگی میں بھی کرنی ہے ۔

ایٹونمنٹ پارٹی، جس کی عمر تین برس کی تھی، اس کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کرتی الا یہ کہ ہر ممبر سالانہ فیس ادا کرتا رہے اور یہ فیس بھی معمولی تھی، جو ہر کس و ناکس ادا کر سکتا تھا ۔ یعنی صرف دس مارک (تقریباً ایک پونڈ)

اس کے علاوہ ہلڈا نے دکان کی ایک عورت سے بات چیت کی تھی اور خود اپنے آپ کو اسے ۔ پارٹی کا ممبر ظاہر کیا تھا چنانچہ اس عورت نے بتایا کہ پارلیمنٹ کے چار سو ستانوے ممبروں میں سے دو سو زائد مہرا ہے ۔ پارٹی کے رکن تھے اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی اس پارٹی کے ایسے حمایتی تھے جو خاصا اثر و رسوخ رکھتے تھے ۔

یہ خبطی لوگ، یعنی کفارہ ادا کرنے والے، ہر طبقے اور ہر گھر میں تھے اور اب مجھے یقین ہوگیا کہ مالسٹن، سر الفرڈ گڈون، کے ۔ بی ۔ ای، سی ۔ وی ۔ او ۔ کے روپ میں اسی منزل کی طرف جا رہا تھا جس کی طرف میں بڑھ رہا تھا ۔

تو یہ تھا سارا معاملہ ۔ ایک کوڑا ۔ قومی گناہوں کو جرمنوں کے دل سے نکالنے کے لئے ۔ ایک کوڑا ۔ جرمنوں کو صحیح راستے پر لانے کے لئے"

بیکن ہلڈا کا آخری انکشاف سوچ میں ڈال دینے والا تھا" کہا جاتا ہے، کہ تین ہفتوں کے بعد میونخ میں ایک عظیم الشان "کفارہ اجتماع" ہو رہا ہے ——— ظاہر ہے کہ اس کے بعد میں بہت دیر تک سو نہ سکا ۔

میں کوئی آدھا گھنٹہ سویا ہوں گا کہ پلنگ کے قریب رکھا ہوا فون چیخنے لگا۔

میں نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے اسٹیلسن بول رہا تھا۔

اس نے کہا" میں نے کہا کارور۔ ایک عمدہ بات سننا پسند کرو گے جو ابھی ابھی ٹیپ ہوئی ہے ؟"

"سناؤ۔ لیکن میں کسی بھی کمپنی کا حصہ دار نہیں ہوں چنانچہ ظاہر ہے کہ میرا دیوالہ نہیں پٹ سکتا"

"میرے دوست تمہارا دیوالہ تقریباً پٹ ہی گیا تھا۔ سنو۔ ہوٹل کا سٹیگلوں کے ایک پلنگ کے نیچے ایک بم چھپا دیا گیا تھا۔ ابھی کوئی آدھے گھنٹے پہلے وہ بم پھٹ گیا"

میری اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ پھر میں نے مری ہوئی آواز میں پوچھا:۔

"کون سے کمرے میں ؟"

"یہ تو نہیں کہا گیا لیکن کیا تمہیں شک ہے کہ وہ تمہارا کمرہ نہ تھا ؟"

"نہیں شکریہ" میں نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ حرامی ہاورڈ جونسن ـــــ بڑے ہاتھ پاؤں نکال رہا ہے سور۔ اس سے پہلے کہ میں ویرائی کے فلیٹ سے واپس آتا بم وہاں رکھ دیا گیا تھا اور کس صفائی سے اس حرامی نے کہا تھا کہ اسپیگل کی طرف سے اسے کوئی ہدایت نہیں ملی ہے۔ یہ کہتے وقت وہ دل ہی دل میں میری سادہ لوحی بلکہ بیوقوفی پر ہنس رہا ہوگا ـــــ میں نے سرہانے کا لیمپ جلایا اور سوچنے لگا کہ اٹھ کر برانڈی کا ایک آدھ جام چڑھا لیا جائے کہ اعصاب کو کچھ سکون نصیب ہو۔

میرے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اس کے اور پلنگ کے درمیان وِیرانی کھڑی تھی۔

وہ بولی "کون تھا فون پر؟"

"غلط نمبر لگ گیا تھا۔ تم کیا کر رہی ہو یہاں؟"

"ملحقہ کمرہ میرا ہے"

وہ میرے قریب آ کھڑی ہوئی۔ اس نے ایک لمبا ریشمی گون پہن رکھا تھا جس کے شانوں پر جھالر ٹنکی ہوئی تھی۔ گون کے کو نے اس نے دونوں ہاتھوں سے چھاتیوں پر دبا رکھے تھے اور میں نے کہا کہ اس کے دونوں ہی ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"جھوٹے" اس نے کہا "میں دوسرے ایکسٹینشن پر سن رہی تھی۔ تم سو رہے ہوتے اُس پلنگ پر"

میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ ایک دم سے میرے پہلو میں آ گئی۔

"ہاں۔ لیکن میں اِس پلنگ پر سو رہا ہوں" میں نے کہا۔

"تمہیں اپنی ذرا بھی پروا نہیں؟" وہ بولی "تمھارے۔ تمھارے ... پرخچے اڑ جاتے"

"پروا کیوں نہیں" میں نے کہا "مجھے موت نہیں زندگی پسند ہے۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اور خدا کی قسم تم بھی زندہ رہنا چاہتی ہو۔ زندگی سے بڑھ کر اور کوئی چیز ہے ہی نہیں"

میں نے لیمپ بجھا کر وِیرانی کو اپنی باہوں میں لے لیا۔

گون کے نیچے اس کا جسم ننگا تھا۔

تیرھواں باب

پیار، کیٹیا رنیا اور ویرانی

جب میں بیدار ہوا تو وہ جا چکی تھی۔ سورج کی کرنیں نیم وا کھڑکی میں سے کمرے میں گھس آئی تھیں اور میرے پہلو میں بستر اب تک گرم تھا۔

میں نے باتھ روم میں پہونچ کر حجامت بنائی اور پھر غسل کیا۔ اپنے سوئر گرم پانی کی دھار ڈال کر میں اسے پارٹی کے متعلق سوچنے لگا بڑی بے ضرر قسم کی پارٹی معلوم ہوتی تھی۔ ان پارٹیوں کی طرح جو دنیا کے ہر گوشے میں پائی جاتی ہیں اور جن کی اہمیت بس اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ قمار خانے میں طوطی کی۔ اپنے طور پر ٹراتی رہتی ہیں اور کوئی ان کی آواز سنتا ہی نہیں۔ لیکن یہ اسے پارٹی کا ظاہر تھا اسکا باطن شاید کچھ اور تھا کیونکہ اسے وادرسی چلا رہا تھا اور رانسٹن جیسا شخص اسے اتنی اہمیت دے رہا تھا کہ مجھ سے اس کا سلوک عمر میں پہلی دفعہ سخت رہا تھا۔ اب میں اپنے لئے تقریباً مکمل نقشہ بنا سکتا تھا۔ میونخ، کوڑے کی علامت، انگشت نما، کہ میرا بوٹ کا، سگ فریڈ[1] قسم کا پہلوان اور کیٹیا رنیا اور رلوئی ــــ غالباً راستے میں کھٹکتی ہوئی دو لڑکیاں جن کا نہ کوئی ماضی تھا اور نہ حال۔ اس کے لئے اتنی بہت سی بھاگ دوڑ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس پارٹی کے مقابلے میں برٹش یونین آف فاشسٹ

---

[1] سگ فریڈ یا سیگفرڈ۔ جرمن دیومالا کا مثالی اور مشہور ہیرو جو برن ہلڈ کا فاتح تھا۔ مترجم

کی جماعت میرے نزدیک زیادہ خطرناک تھی اور اس نے ہاسٹن کی نیند کبھی حرام نہ کی تھی۔

جب میں غالباً دنیا کے سب سے بڑے تولئے سے ۔ کم سے کم میں نے تو اتنا بڑا تولیہ کبھی نہ دیکھا تھا ۔ اپنا جسم خشک کر رہا تھا تو اسٹبلسن دستک دیئے بغیر ٹہلتا ہوا اندر آ گیا۔

وہ بولا "میں تمہیں خدا حافظ کہنے آیا ہوں۔"

میں نے ننگے پیر کی لات سے دروازہ بند کر کے سر سے اشارہ کیا۔ اسٹبلسن باتھ روم کی تپائی پر بیٹھ گیا اور ہوا اس نظروں سے میرے گھٹنوں کی طرف دیکھنے لگا۔

میں نے کہا" ہوٹل کا وہ میرا ہی کمرہ تھا جس میں بم پھٹا تھا۔"

"ہاں" اس کی نگاہیں میرے جسم پر نیچے سے اوپر تک چڑھ گئیں" بے حد صحت مند ہو تم۔"

"شکریہ ۔ لیکن بم پروف نہیں ہوں"

میں نے پتلون پہننے کے بعد اپنے سینے پر پوڈر کو لون چھڑ دیا۔ یہ بات میں نے ہلڈا سے چھپائی تھی کیونکہ جانتا تھا وہ میری اس عادت کو پسند نہ کرے گی۔

"مجھے زیادہ ورزش کرنی چاہیئے" وہ بولا۔

"فی الحال دماغی ورزش کافی ہوگی اور اس کا انتظام میں کئے دیتا ہوں۔ مالکم کا خیال ہے کہ میں کسی اور کے لئے کام کر رہا ہوں۔ ہے نا؟"

"ہاں"

"اس کے باوجود وہ مجھے کام پر لگائے ہوئے ہے۔ کیوں؟"

"اس لئے کہ اسے تم پر بہت زیادہ اعتبار ہے۔ اتنا زیادہ کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جانتے ہیں کہ کسی شخص پر کہاں تک

اعتبار کیا جاسکتا ہے"

"اور وہ تم پر بھی بھروسا کرتا ہے؟"

"ایک حد تک اور میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں کہ حد سے تجاوز کر جاؤں۔ شاید یہی مطلب تھا تمھارے سوال کا؟"

"ہاں"

"اس عنایت گوئی کا شکریہ۔"

"کٹیارینا پر تمہیں کتنا بھروسا ہے؟" میں اپنی قمیص کے بٹن لگانے اور آئینے میں اسٹبلسن کا چہرہ دیکھنے لگا۔ وہ جذبات سے عاری تھا۔

"یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"شکریہ۔ اگر یہ سوال پیدا ہوتا تو پھر میں تمہیں چند مشورے ضرور دیتا۔ اس کا اصول ہے کہ پہلا، دوسرا، اوّل، آخر اور ہمیشہ۔ صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں وہ اپنا یہ اصول بھول جاتی ہے یعنی بستر میں۔" میری اس بات نے اسے مجروح نہ کیا۔ وہ ذرا کانپ گیا اور وہ ذرا اوپر چڑھ گئے۔

وہ بولا "یہ اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر کہہ رہے ہو؟"

"نہیں کبھی عورتوں کی نفسیات کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔ کٹیارینا کی قسم کی عورتوں کے متعلق ایک الگ باب تھا۔ اس سے دلچسپی ہے کچھ؟"

"زیادہ نہیں" اسٹبلسن اُٹھ کھڑا ہوا اور کواٹر کے دستے پر ہاتھ رکھ کر بولا "ڈیرلی نے پوچھا ہے کہ ناشتے میں کتنے انڈے لوگے۔ ایک یا دو؟"

"ایک اور نہ دو بلکہ تین یا چار۔ میں بھرے پیٹ سے ہوائی سفر کرنا چاہتا ہوں۔ اب مختصراً یہ بتادو کہ وہ کون سی قابلیتیں اور لیاقتیں اور خصوصیات ہیں جن کی بناء پر ماوام داورسی نے لوئی اور کٹیارینا کا سگِ فرنیڈ کی بیویوں کے طور پر انتخاب

کیا ہے؟"

"سگ فرِیڈ ؟"

"تم ویرانی کی رپورٹس پڑھ چکے ہو۔ سگ فرِیڈ سے میری مراد کوبرا کا بھورے بالوں والا پہلوان ہے۔ خود کیٹارینا نے مجھے بتایا تھا کہ شاید وہ دلہن بن جائے اور یہ کہ ایک درخشاں مستقبل سامنے ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ کہتے وقت کیٹارینا کی آنکھوں میں حیرت انگیز چمک آگئی تھی۔ کن لیاقتوں اور قابلیتوں کی ضرورت ہے؟"

"میں نہیں جانتا" یہ الفاظ جیسے اس نے چوبی زبان سے ادا کئے ہوں۔ وہ پلٹ کر میرے ناشتے کا انتظام کرنے چلا گیا۔

جب میں کمرۂ طعام میں پہونچا تو وہ فلیٹ سے جا چکا تھا۔ ویرانی کافی کے قریب بیٹھی تھی اور انڈے طشتری میں میرے منتظر تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر پہلے اس کا ماتھا چوما اور پھر صبح بخیر کہا۔ جواب میں اس نے پیار بھری مسکراہٹ مجھ پر نچھاور کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہماری شادی کو دس سال گذر چکے ہوں لیکن ماہ عسل کا نشہ اب تک اترا نہ ہو۔ اور یہ بات مجھے ذرا پریشان کئے ہوئے تھی۔ اس لئے نہیں کہ یہ نشہ مجھے پسند نہ تھا بلکہ اس لئے کہ تجربات کے ذریعہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ بات یعنی شادی اور ماہ عسل وغیرہ، میری جنم کنڈلی میں تھی ہی نہیں۔

ایرپورٹ پر ویرانی ٹکٹوں اور سامان وغیرہ کے انتظام میں الجھی ہوئی تھی چنانچہ میں اسے مصروف چھوڑ کر سگریٹ خریدنے گیا تو الف لیلہ کے جن کی طرح کہیں سے کاسالس نکل آیا۔ میں نے پیکٹ کھولا تو کاسالس نے لائٹر برآمد کیا اور میری سگریٹ جلانے کے لئے تیار ہو گیا اور بولا۔

"ہوٹل والے بم کے حادثے میں برطانوی مارا گیا"

"تقریباً۔ پوری طرح نہیں"

وہ مسکرایا "وینس میں ہمارا ایک آدمی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تمہارے کمرے کہاں تک کرائے گئے ہیں"

"لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں تک ہے"

"وہ خود تمہیں تلاش کرے گا۔ سیورو سی ہے اس کا نام۔ ہیری کے بار میں میری طرف سے مارٹینی کا جام پی لینا"

اور میری سگریٹ سلگائے بغیر چلا گیا۔

وینس میں ہمارا ہوٹل بے حد معمولی تھا جو ریو اڈیگلی شیاڈانی پہ واقع تھا۔ وائر نرنٹ رائل ڈانیلی کے مشرق میں اور اس سے چار سو میٹر دور۔ اور یہ فاصلہ بڑا ہی ان کھٹر تھا۔ اس کے سامنے لیڈو کی وسیع و عریض ڈھلان تھی جو نہر سان مارکو تک جاکر ختم ہو جاتی تھی ہماری دو خوابگاہیں تھیں جن کے درمیان ایک نشست گاہ تھی۔ باتھ روم صرف ایک تھا اور جب ہم اپنے سوٹ میں ــــ بشرطیکہ ان کمروں کو سوٹ کہا جا سکے ــــ داخل ہوئے تو ہم دونوں ہی مرعوب تھے اور کچھ شرمار سے تھے اور ہم دونوں ہی جانتے تھے کہ رات کا اندھیرا اترنے تک ہماری یہی حالت رہے گی۔

میں کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا، دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس گھاٹ کی طرف دیکھنے لگا جہاں کشتیاں باندھی جاتی تھیں۔ اور وہاں مجھے کومیرا نظر آگئی۔

ویرا کو ہمارا سامان کھولتی چھوڑ کر میں ہوٹل سے باہر آیا اور ریو اڈیگلی شیاڈانی کی طرف چل دیا۔ میں ہیری کے بار کی طرف جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ ایک تکئے پر پاجامہ اور دوسرے پہ نائٹ ڈریس رکھنے کے کون سی خواب گاہ پسند کرے گا اندر میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر میں اس فریب میں مبتلا رہا تو کہیں وہ کسی قسم کی حقیقت میں تبدیل نہ ہو جائے۔

ہیری کا بار اطالوی لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ سب کے سب، جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی، طبقۂ امرا سے تھے۔ ان میں دبے پھنسے چند انگریز بھی دکھائی دے جاتے تھے۔ کافی اوپر نیچے ہو کر میں پانچ منٹ بعد ہی مارٹینی کا آرڈر دینے میں کامیاب ہو گیا اور دل ہی دل میں کاسالیس جیسے لوگوں کو گالیاں دینے لگا۔ یہ لوگ کمبخت سیدھے سبھاؤ نہ کوئی بات کرتے ہیں اور نہ کوئی کام۔ دوسری طرف روسی لوگ ہیں جو "ملاقات" کا انتظام کسی پارک میں یا سرِ عام کسی راستے پر کرتے ہیں لیکن اسی سور کاسالیس نے مجھے اس ہیری کے بار میں پھنسا دیا کہ اس جگہ میں جناب سیورودسی (ایس۔ کے ڈوبی) سے ملاقات کروں۔ خدا کی قسم کیا واہیات جگہ تھی۔ ملاقات کے لئے اگر ان صاحب سیورودسی نے مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کی تو ان کی آواز میرے کانوں تک پہونچنے سے پہلے حضرات کے گلے میں گھٹ کر رہ جائے گی۔ لیکن شاید مجھے غصہ کاسالیس پر نہیں بلکہ ویرانٹی کے معاملے میں اپنے آپ پر تھا۔ یہ معاملہ، یعنی ویرانٹی سے میرے تعلقات کا معاملہ، مجھے سراسر بچکانہ معلوم ہوتا تھا جس کا انجام کسی طرف سے سمجھ میں ہی نہ آتا تھا۔ ممکن تھا کہ یہ معاملہ اپنے آپ ہی ختم ہو جائے لیکن یہ بھی ممکن تھا کہ معاملہ خطرناک صورت اختیار کر لے اور پھر میرے بنائے کچھ نہ بنے کیونکہ آپ جانتے تو ہیں ویرانٹی وہ عورت تھی جس نے اپنے مجازی خدا کو صرف چند قدم کے فاصلے سے گولی مار دی تھی۔ دفعتہً میں بے چین ہو گیا اور میرا جی چاہا کہ گھر بھاگ جاؤں۔ جمنا سٹک کی ورزش گاہ میں ورزش کروں، کارنر ہاؤس میں بیٹھ کر انڈے اور آلو کے تلے کھاؤں، بیر کے جام چڑھاؤں اور پھر بڑی بے فکری سے سیٹی بجاتا کسی سینما گھر میں بیٹھ کر شام کا شو دیکھوں۔ ہاں۔ یہ تھی زندگی۔

دل پر مسلط ہوتی ہوئی اداسی کو دور کرنے کے لئے مجھے مارٹینی کا دوسرا جام طلب کرنا پڑا اور جب میں اس دوسرے جام میں اپنی اداسی اور بے چینی کو

غرق کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو ایک شخص نے بہت قریب سے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ دھوپ میں جھلسی ہوئی رنگت اور چکنا چہرہ۔ اس نے سرخی مائل بادامی رنگ کی پتلون اور نیلے رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی۔ اس نے اپنے باریک خشک بالوں کی لٹ سرخ حلقوں والی آنکھوں پر سے ہٹا کر بڑے اخلاق سے کہا:۔

"بو آنا سیرا! سینور رِنگ ماسٹر"

میں نے کہا "خدا کے لئے یہاں سے چلو"

اس نے مجھے آنکھ ماری اور بھیڑ میں سے راستہ بناتا دروازے کی طرف چلا۔ میں اس کے پیچھے تھا۔

وہ مجھ سے دس گز آگے تھے چنانچہ مجھے اس سے بات کرنے کا موقع نہ ملا اور وہ تیز چل رہا تھا اس لئے میں کچھ خریدنے کے لئے کسی جگہ ایک سکنڈ کے لئے ٹھہر بھی نہ سکا۔ اور ہمارا یہ سفر تنگ گلیوں کے جال میں واقع ایک چھوٹے سے ریسٹوران میں ختم ہوا۔ ڈائننگ روم کے ایک کونے میں بار تھا جو خالی تھا بار کے عقب میں ایک سُرخ موٹی عورت گود میں بچہ لئے بیٹھی تھی۔ ہمارے آرڈر پر اس نے بچے کو لئے ہی لئے ہمارے جام بھر کر سامنے رکھے اور پھر اپنے جمپر کا کونا اٹھا کر دودھ سے بھری ہوئی چھاتی بچے کے منہ میں دے دی۔ بچہ اتنا بڑا تھا کہ میرے خیال میں دو برس پہلے اس کا دودھ چھڑا دینا چاہئے تھا لیکن کیا پتہ بچوں کی "پرورش" کے متعلق اس عورت کی خود اپنی کوئی "تھیوری" ہو۔

میں نے کہا "پہلے سے ہی یہ جگہ ملاقات کے لئے کیوں نہ طے کی گئی؟"

سینور روس نے پھر آنکھ ماری اور اب معلوم ہوا کہ ایسا وہ قصداً نہ کر رہا تھا بلکہ کچھ کہنے سے پہلے اس کی ایک آنکھ خود بخود بند ہو جاتی تھی اور اس کی یہ عادت مجھے بے چین کئے دے رہی تھی۔

"حکم — سینور، حکم"

"تم الحالوی ہو؟"

"زیادہ تر یونانی ہوں۔ کچھ انگریز بھی ہوں — میری ماں ......"

"شجرہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں" میں غصے میں تھا اور اسے چھپا نہ سکتا تھا" اگر کوئی رپورٹ ہے تو پیش کرو۔ اس عورت وا ذرسی اور کٹیا زیتا سیکسمان کا کیا حال ہے؟ وہ دونوں اب تک کومیرا پر ہی ہیں؟"

"نہیں۔ کومیرا کے یہاں پہنچتے ہی وہ دونوں خشکی پر آگئی تھیں"

"کہاں ہیں؟"

"یہ میں نہیں جانتا"

"معلوم کر سکتے ہو؟"

"جی نہیں۔ میں کشتیوں وغیرہ کی نقل وحرکت کا کھوج لگانے میں ماہر ہوں۔ بحری گارڈ سروس میں بہچان ہے۔ وہ لوگ لیڈز میں کسٹم کے ذریعہ ساحل پر آئے اور پھر غائب ہو گئے"

"کون تھا وہ الو جس کی نظر بچا کر وہ لوگ نکل گئے؟"

"ایسا الو کوئی بھی نہ تھا۔ جب وہ لوگ ساحل پر آگئے اس کے بعد ہی مجھے کومیرا پر نظر رکھنے کا حکم ملا"

"کیا پتہ دوسرے سرے پر کسی کو متعین کر دیا گیا ہو"

"ہو سکتا ہے"

"کومیرا پر جو سامان تھا اس کا کیا؟"

وہ مسکرایا" ان کے پاس ایک تیز رفتار لاؤنچ ہے۔ ہر وہ چیز جسے وہ کسٹم سے چھپانا چاہتے ہیں رات ہی رات یہاں سے میلوں دور منتقل کر دی گئی ہوگی۔

اور اس کے بعد ہی کو میرا یہاں آئی ہو گی"

"یہ شاید تم نے غلط نہیں کہا" میرے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

وہ بولا "غالباً آپ کو یہ شراب شیاشی پسند نہیں آئی" اس نے میرے ماتھے کی سلوٹوں سے اندازہ لگایا۔

"نہیں۔ ٹھیک ہے۔ اگر میں کل کو میرا کو ایک نظر دیکھ آؤں تو کیسا رہے گا؟ جزیرے کے گرد ایک مختصر سی ٹرپ؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "نیا گیری بالڈی کے قدموں میں پہنچ جانا میں تمہیں لیئے آجاؤں گا جانتے ہو یہ جگہ کہاں ہے؟"

"ہاں۔ اب چونکہ تم بحری راستوں کے ماہر ہو اس لئے مناسب ہے کہ میرے لئے وینس اور آس پاس کے گھاٹوں کے چارٹ یا نقشے لے آؤ"

"ہوٹل میں بھجوا دوں گا۔ خالص بحری چارٹ کمپنی میں اس سمندر میں جہاز چلایا کرتا تھا۔

"میرا ایک دوست ہو جس کا ایک دوست ہے جو ہر سوئنر میں پائلٹ ہے۔ اور اس شراب کے متعلق میں اپنی رائے بدل چکا ہوں چنانچہ اب میں وسکی پیوں گا اور تمہیں بھی پلاؤں گا۔"

میں نے عورت کو آواز دی جو بچے کے منہ سے چھاتی چھڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور تلے ہوئے جھینگوں کی پلیٹ ہمارے سامنے رکھ دی اور وسکی بھی لے آئی۔ وہ پھر بار کے پیچھے جا بیٹھی اور میں نے دیکھا کہ بچے کو چھاتی دینے سے پہلے اس نے بچے کے منہ میں جھینگے کا ایک ٹکڑا ڈال دیا۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ بچوں کی پرورش کے متعلق اس عورت کی کوئی "تھیوری" تھی۔

"ایک بات اور بھی بتانا ضروری ہے" سیلوروس نے کہا

" یار تم لوگوں کی یہ عادت بڑی واہیات ہے کہ ایک نہ ایک بات آخر تک دبائے رکھتے ہو"

" فرانہ اسپیگل ۔ ۔ ۔ "

" میرے خدا ۔۔۔ خدا کرے کہ اس کا ٹرانسٹر اس کے ساتھ نہ ہو"

" وہ اس کے ساتھ ہی ہے رائل ڈینیلی میں ٹھہری ہے اور اپنے آپ کو فرانہ مارکاز کہتی ہے"

" اکیلی ہے ؟"

" ہاں "

" لائسننگ والے معاملے سے کوئی تعلق ہے اس کا ؟"

" ہوسکتا ہے ۔ ممکن ہے اس نے کومیرا سے رابطہ قائم رکھا ہو"

" وہ گنجا اور جو بالٹری کہلاتا ہے ؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا ۔

دوسرے دن صبح چھے کیپال سان مارکو میں بوٹ کو میرا بدستور موجود تھی کھڑکی کے سامنے ہٹ کر میں نے دور بین کرسی پر پھینکی اور خود بستر کی پٹی پر بیٹھ گیا ۔ ویرائٹی اٹھ بیٹھی اور چادر اور لحاف کو اپنے آگے گھسیٹ کر مجھ سے لپٹ گئی اور میرے جسم پر اوپر سے نیچے تک ہاتھ پھیرنے لگی ۔ میں نے سگریٹ جلائی تو اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر فورن میرے ہاتھ سے گھسیٹ لی اور ایک لمبا کش لینے کے بعد دوبارہ میری انگلیوں میں تھما دی ۔ اور پھر میں نے اس کے ہونٹوں کا ہوائی سا لمس اپنی گدی پر محسوس کیا ۔

" ویرائٹی : تم ایک بڑے سے سینے کے بٹن کو یورپ میں کسی جگہ کس

طرح پہنچا سکتی ہو ـــــ میرا مطلب ہے کسی کو متوجہ کئے بغیر؟" میں نے پوچھا

"میرا بوسہ لو" وہ بولی۔

میں نے کہا "کیوں؟"

"بس بوسہ لو"

میں نے اپنے بانہوں میں لے کر اس کے ہونٹ چومے تو وہ مجھے لے کر بستر پر لیٹ گئی۔ کچھ دیر تک ہم پڑے رہے۔ پھر اس نے اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں سے آزاد کئے اور اس کا ایک ہاتھ میری ننگی ریڑھ کی ہڈی پر دوڑنے لگا۔

"کبھی کبھی" وہ بولی "تم بہت زیادہ ہوشیار بن جاتے ہو یا ممکن ہے یہ تمہاری احتیاط ہو۔ کیوں؟ کیا اس لئے کہ تم میرے دل کو صدمہ پہونچاتے ڈرتے ہو؟"

"یہ کس کے متعلق بک رہی ہو؟"

"تمہارے اور اپنے متعلق" اس کی آنکھیں میری آنکھوں کے بہت قریب تھیں اور میں اپنے سینے پر اس کے دل کی دھڑکنیں محسوس کر رہا تھا" تم مجھے صدمہ نہیں پہنچا سکتے۔ کبھی نہیں ـــ کیونکہ اب تک تم مجھے بہت کچھ دے چکے ہو" میں کچھ کہنے والا تھا کہ اس نے اپنی شہادت کی انگلی میرے ہونٹوں پر رکھ دی اور مسکرا کر بولی" میں جانتی ہوں کہ تم کیا سوچ رہے اور کیا محسوس کر رہے ہو۔ ایک دفعہ میں نے اسی طرح محسوس کیا تھا۔ میری بھی ایسی ہی حالت تھی۔ یاد ہے کہ لیٹا میں ایک شام تم نے کیا کہا تھا؟ جادوئی بوسہ جو درجن بھر منجمد دلوں کو پگھلا سکتا ہے۔ یاد ہے؟ چند مرد، چند عورتیں سوچتی ہیں کہ یہ ان کا جادوئی بوسہ کسی اور کے لئے محفوظ ہے ـــــ ہمیشہ کوئی اور

جس کے پاس حقیقت میں کوئی دل ہی نہیں ہوتا جسے پگھلا یا جا سکے۔ تمھاری وجہ سے اب میں آزادی سے اس کے متعلق باتیں کر سکتی ہوں۔ میں آزاد ہوں لیکن تم آزاد نہیں ہو۔ ہے نا؟ تم اب بھی اس لڑکی کیٹیا رینا کے متعلق سوچ رہے ہو اور یہی وجہ ہے کہ تم اپنے آپ کو میرا گنہگار اور مجرم محسوس کرتے ہو۔ "تمھاری ان فلسفیانہ باتوں کا سینے کے بکس سے کوئی تعلق نہیں ہے"

اس نے نفی میں سر ہلایا اور میری ریڑھ کی ہڈی پر رینگتا ہوا اس کا ہاتھ میرے شانے پر آکر رک گیا اور وہاں اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

"کارور! میں تمھاری ہوں" اس نے بڑے یقین سے کہا۔ "جب تک تم چاہو گے تمھاری رہوں گی مجھے بہلانے اور پھسلانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اپنے آپ کو تمھارے حوالے کر کے تم پر کوئی احسان نہیں کر رہی ہوں ...."

اور اس کا منہ میرے منہ سے بھڑ گیا۔ دو سکنڈ بعد وہ چت لیٹی میری طرف دیکھ اور مسکرا رہی تھی اور تب میں نے بڑے خلوص سے سوچا کہ کاش میں نے کیٹیا رینا کو کبھی نہ دیکھا ہوتا۔ زیرائی نے جیسے اپنے آپ سے کہا "غالباً تم نہیں جانتے کہ وہ تقریباً تمہیں برطرف کر چکا تھا"

"کون؟"

"ہرمالکوڈ"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ وہ جانتا ہے تم نے کوئی چیز اس سے چھپائی ہے۔ لانسنگ کے پارسل میں کوئی چیز"

"میں نے چھپائی ہے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "ایک رنگین سلائڈ۔ گذشتہ رات ملیٹا میں جب

تم رات کا کھانا کھانے نیچے گئے تو میں تمھارے کمرے میں گئی تھی ۔ وہاں صفائی کرنے والی خادمہ نے اپنی ایک نمبری کنجی سے تمھارے کمرے کا دروازہ میرے لئے کھول دیا تھا۔ پارسل کی تلاشی میں نے لی تھی"

"ہوشیار لڑکی"

"مالکوڈ مجھ پہ بہت مہربان ہے۔ اتنا مہربان کہ کوئی اس کا تصور نہیں کر سکتا میں اس کے ساتھ ہمیشہ ایماندار رہی ہوں اور تمھارے ساتھ بھی دیانت دار ہوں البتہ خود تمہیں اپنے آپ سے ایماندار بننا چاہیے ۔ کارودر! تم نے کوئی چیز کیوں چھپائی ؟"

میں اس کے قریب لیٹ گیا ۔ بہت اچھا سوال تھا یہ ۔

"میں خود نہیں جانتا" میں نے جواب دیا" غالباً میں عین وقت کے لئے کوئی چیز محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ حکم کا یکہ جو کسی کے پاس نہ ہو اور جب آڑا وقت آئے تو میں اسے دھڑے سے سب کے سامنے پھینک کر بازی اپنے حق میں کر لوں"

"تمھارا مطلب ہے کبھی اس ہوشیاری سے فائدہ پہنچ جاتا ہے ؟"

"ہاں ۔ کبھی کبھی "

"لیکن کبھی کبھی ایسی ہوشیاری خطرناک بھی ثابت ہوتی ہے" اس نے کروٹ لی، نیم دراز ہوئی اور میرا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اسے پانی بھرے ناریل کی طرح ہلا کر بولی" بیوقوف ـــــ بیوقوف ـــــ"

اور اس کی آنکھوں میں آنسو طلوع ہونے لگے ۔

ویاگیری بالڈی کے قدموں میں اور گھاٹ سے ذرا دور سیورس ایک چھوٹی لائونج میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا ۔ اس نے میرا مکمل ترین استقبال کیا ۔ بینی سرکی

جنبش، آنکھ کا جھپکارا اور کالے بالوں کے لٹ کی ایک جھلک۔ کومیرا گودام سے ذرا دور راد کشتیوں کی آمد و رفت کے راستے سے ہٹ کر اور فوج کے بحری ہوائی جہاز کے لنگر انداز ہونے کے مقام سے ذرا قریب لنگر انداز تھی۔ ہم لیڈو کی طرف سے اس کی طرف بڑھے۔ کومیرا پر زندگی کی علامت ایک شخص تھا جو پہئے کے کیبن کے قریب کھلے عرشے پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے سفید قمیص اور سفید ہی نیکر پہن رکھی تھی۔ ہم لوگ لیڈو کے انتہائی سرے تک نکل گئے اور پھر واپس آئے۔ اب ہم کومیرا کے دوسرے پہلو کی طرف تھے اور ہمارے اور اس کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ وہ شخص اب بھی برج پر کھڑا ہوا تھا لیکن اب عرشے پر دو ملاح بھی آ گئے تھے جو کومیرا کی چمنی کے نچلے حصے پر سفید روغن پھیر رہے تھے۔

ہم اس کے قریب سے گزر کر لیڈو کے ساحل کی طرف چلے اور اس نیچی سی دیوار سے اپنی لانچ باندھ دی جو ایک بنگلے تک چلی گئی تھی اور اس بنگلے کے سامنے ایک بوڑھا راستے پر اس اطمینان سے بجری بچھا رہا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ ابھی اس کی بہت زیادہ عمر باقی ہے چنانچہ وہ مرنے سے پہلے راستہ مکمل کر لے گا۔ آدھے گھنٹے بعد ایک لانچ، جس میں تین آدمی سوار تھے، کومیرا کے قریب پہنچ کر رک گئی اور کومیرا میں سے دو تین مسافر اس لانچ میں منتقل ہو گئے۔

اس کے ٹھیک دس منٹ بعد میں پیازا سان مارکو کے ہوٹل فلورین کے باہر ایک میز پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور میری میز سے پانچ میز اُدھر ایک میز پر ایک بڑا کنبہ جمع تھا اور کسی تقریب کے سلسلے میں پارٹی ہو رہی تھی۔ میں نے دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی، وہ اخبار میرے ہاتھ میں تھا جو کوئی پچھلا سوگلو گاہک قریب کی کرسی پر چھوڑ گیا تھا اور میرے دوسرے ہاتھ نے شراب کے اس جام کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا جو برف سے زیادہ سرد تھا۔

-

وہ اپنے چہرے پر پوڈر پوتنے گئی تھی۔

وہ پانچ منٹ تک غائب رہی اور میں نے یہ بات خصوصیت سے نوٹ کی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے ساتھیوں میں نہ باتیں ہوئیں اور نہ ہی وہ ہنسے، اس کے برخلاف وہ تینوں سر سے سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور کسی اہم مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنے لگے۔ ادھر کیٹارینا دوبارہ نمودار ہوئی کہ اُدھر ان تینوں میں پھر وہی ہلکی پھلکی باتیں شروع ہوگئیں۔ کیٹارینا آکر میز پر بیٹھ گئی تو جیسے اس میز پر بہار آگئی وہ لوگ پھر باتیں کر رہے تھے اور پھر ہنس رہے تھے۔

کیٹارینا کے واپس آنے کے پانچ منٹ بعد میں نے بیر کے دوسرے جام کا آرڈر دیا۔ اس دفعہ میرے اس آڈر کی تعمیل ایک دوسرے نے کی۔ جب وہ جام میز پر رکھ رہا تھا تو اس نے کہا:۔

"سینور پیرے گو"

میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے مادام وادرسی کی میز کی طرف پشت کر کے تہ کیا ہوا ایک کاغذ میرے ہاتھ میں تھما دیا اور ساتھ ہی آنکھ ماری۔ میں نے کہا "گراز یا۔ پاگوادرا پر سے دیو بیرے"

اور بٹوا نکالنے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ جب مجھے مجبوراً اطالوی زبان بولنی پڑتی ہے تو اچھی بری بول ہی لیتا ہوں اور کام چل جاتا ہے ویٹر کو میں نے "تگڑی" "ٹپ" دینے کے بعد اخبار کے پیچھے تہ کیا ہوا کاغذ کھول لیا پنسل میں ڈائری کے ایک صفحہ پر گھسیٹی ہوئی تحریر تھی۔ لکھا تھا۔

"ڈارلنگ۔

تمھیں دیکھا تو میرا دل قلابازی کھا گیا۔ تعاقب نہ کرنا۔ ملیٹا میں وادرسی تمھیں دیکھ چکی ہے۔ شاید بھولی نہ ہوگی۔ آج رات۔

اور ان دونوں کے ساتھ اسی میز پر مسز وادرسی بھی بیٹھی ہوئی تھی جس نے بڑے جھبے والی تنکوں کی ہیٹ لگا رکھی تھی۔ اس ہیٹ سے دو فیتے لٹک رہے تھے جن کی سرخی اس کے چہرے کی سرخی سے میچ کر رہی تھی۔ اس کے قریب ایک دبلا پتلا اور شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی اور جس کی لمبی بلند ناک پر عینک ٹکی ہوئی تھی اس نے پناما ہیٹ لگا رکھی تھی، گلے میں کالا رومال پڑا ہوا تھا اور وہ میز سے ذرا ہٹ کر ایک بہت لمبی کالی چھڑی کی چوٹی پر دونوں ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔ پہلوان سگ فریڈ اس شخص کے قریب بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے نیلے رنگ کی اونی جاکٹ اتار دی تھی چنانچہ آدھی آستینوں کی قمیص میں سے اس کے بازوؤں کی ابھری ہوئی مچھلیاں نظر آ رہی تھیں جتنے بھی الفاظ میرے کانوں میں پڑ رہے تھے ان کی بنا پر میں کہہ سکتا تھا کہ وہ جرمن زبان میں باتیں کر رہے اور خوب ہنس رہے تھے۔

میں بیٹھا اخبار کی اوٹ سے ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا اور مجھے مینا کے دو ساحل یاد آ رہے تھے۔ ایک وہ جہاں فرانز اسپیگل اپنے ٹرانسمیٹر کے ساتھ آ گیا تھی اور دوسرا وہ جہاں پہلوان سگ فریڈ گرانٹ کی گیندوں کا خون کرنے آیا تھا۔ اور پھر میں لانسنگ کے متعلق سوچنے لگا۔ اور میرے دل میں کچھ کچھ ہونے لگا۔

پندرہ منٹ بعد میں نے کیٹارینا کو جھک کر مادام وادرسی کے کان میں کچھ کہتے دیکھا بڑھیا نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی دونوں مرد بھی اس کے ساتھ اٹھے تو کیٹارینا نے ہاتھ ہلا کر انھیں بٹھا دیا اور پھر وہ میزوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی فلورین کے دروازے کی طرف چلی۔ میں جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ کیٹارینا نے وہی کیا تھا جو ہر ہوشیار لڑکی کر سکتی تھی۔

وہ اپنے چہرے پر پوڈر پوتنے گئی تھی۔

وہ پانچ منٹ تک غائب رہی اور میں نے یہ بات خصوصیت سے نوٹ کی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے ساتھیوں میں نہ باتیں ہوئیں اور نہ ہی وہ ہنسے، اس کے برخلاف وہ تینوں سر سے سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور کسی اہم مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنے لگے۔ ادھر کیٹارینا دوبارہ نمودار ہوئی کہ ادھر ان تینوں میں پھر سے ہی ہلکی پھلکی باتیں شروع ہو گئیں۔ کیٹارینا آ کر میز پر بیٹھ گئی تو جیسے اس میز پر بہار آ گئی وہ لوگ پھر باتیں کر رہے تھے اور پھر ہنس رہے تھے۔

کیٹارینا کے واپس آنے کے پانچ منٹ بعد میں نے بیر کے دوسرے جام کا آرڈر دیا۔ اس دفعہ میرے اس آڈر کی تعمیل ایک دوسرے نے کی۔ جب وہ جام میز پر رکھ رہا تھا تو اس نے کہا:۔

"سینور بیرے گو"

میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے مادام وادرسی کی میز کی طرف پشت کر کے تہ کیا ہوا ایک کاغذ میرے ہاتھ میں تھما دیا اور ساتھ ہی آنکھ ماری۔ میں نے کہا "گرازیا۔ پاگو اورا پر سے ذیلو بیرے"

اور بٹوا نکالنے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ جب مجھے مجبوراً اطالوی زبان بولنی پڑتی ہے تو اچھی بری بول ہی لیتا ہوں اور کام چل جاتا ہے ویٹر کو میں نے تگڑی "ٹپ" دینے کے بعد اخبار کے پیچھے تہ کیا ہوا کاغذ کھول لیا پنسل میں ڈائری کے ایک صفحہ پر گھسیٹی ہوئی تحریر تھی۔ لکھا تھا۔

"ڈارلنگ۔

میں نے تمہیں دیکھا تو میرا دل قلابازی کھا گیا۔ تعاقب نہ کرنا۔ ملیٹا میں وادرسی تمہیں دیکھ چکی ہے۔ شاید بھولی نہ ہوگی۔ آج رات

دس بجے دالڈگارڈن ، بڑاسا بوائی ، ٹری پورٹی میں آجاؤں گی
بشرطیکہ اس کا موقع ملا ۔

پیار ۔
کٹیا ر بنا"

پیار ـــ کٹیار بنا ـــ اور میں نے ان کی میز کی طرف دیکھا اور وہ پہلوان سگ فریڈ کی کسی بات پر بے تحاشہ ہنس رہی تھی اور اس نے اپنا ہاتھ میرے رقیب کی کلائی پر رکھ دیا تھا ۔ اور میں نے قسم کھائی کہ اب جب بھی کہیں باہر جاؤں گا زہریلی سوئی پھینکنے والا پائپ لے کر جاؤں گا ۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اپنے حسد اور قسم کو بھول چکا تھا کیونکہ ان کی میز کی طرف ایک ننگے سر والا آدمی بڑھ رہا تھا اس کا چہرہ بہت حد تک جانا پہچانا تھا ۔ اگر اس کے منھ میں مڑا ہوا پائپ نہ ہوتا ، اپنے لنگڑے پن کو دبانے کے لئے اگر اس نے دائیں پیر میں او نچے تلے والا جوتا نہ پہن رکھا ہوتا تب بھی میں نے پہچان لیا ہوتا کہ وہ کون تھا ۔ یہ وہی شخص تھا جو رنگین سلائڈ میں عمارت کے پھاٹک کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور جس کا مکمل ترین حلیہ ہلڈا نے سلائڈ کی اپنی "تفسیر" میں بیان کیا تھا ۔ اس نے یہ بات خصوصیت سے کہی تھی کہ " وہ نیچے کی طرف مڑا ہوا بڑے پیالے والا پائپ پھونک رہا ہے ـــ دائیں پیر کے جوتے کا تلا موٹا کیا گیا ہے ۔ غالباً لنگڑا کر چلتا ہے " ـــ اور بیشک وہ لنگڑا کر چل رہا تھا ۔ اس نے اپنی بغل میں ، کاغذ لپٹا ہوا ، ایک لمبا سا رسل دبا رکھا تھا ۔ مادام دادرسی اور اس کے ساتھیوں کی میز کے قریب پہونچ کر لنگڑے نے سر سے ہلکا سا اشارہ کیا اور پھر ایک نمک حلال نوکر کی طرح مؤدب کھڑا رہا جھلی جیسے چہرے اور پناما ہیٹ والے معمر شخص نے ان سب کا بل ادا کیا ۔ پھر وہ سب کے سب اٹھے اور لنگڑے کی راہبری میں پیانزیٹا سان مارکو کی طرف

چلے اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ لوگ اس لاؤنچ میں سوار ہونے جا رہے تھے جو پیازنٹیا کے قدموں میں وائر فرنٹ پر لنگر انداز تھی۔ سیوروس بھی اپنی بوٹ میں وہیں تھا حالانکہ یہ میں نہ جانتا تھا کہ وہ ان لوگوں کا تعاقب کرنے میں کہاں تک کامیاب رہے گا۔ بہرحال فی الحال یہ اسی کا کام تھا۔ کیٹارینا نے مجھے خبردار کردیا تھا اور میں ان کا تعاقب نہ کرسکتا تھا۔

ان کے رخصت ہونے کے پانچ منٹ بعد میں بھی اٹھا۔ اپنے ہوٹل میں پہنچا تو ویراٹی غائب تھی البتہ ایک اطلاعی رقعہ چھوڑ گئی تھی۔

ڈارلنگ۔ شاپنگ وغیرہ کے لئے جا رہی ہوں۔ دوپہر کے کھانے پر انتظار نہ کرنا۔

پیار
ویراٹی

بڑا مبارک دن تھا کہ مجھے کیٹارینا اور ویراٹی کی طرف سے پیار ملا تھا۔

چودھواں باب
خونی ناٹک

کوئی دو بجے سیوروس کا فون آیا۔ وہ ویاگرا بالڈی کے قدموں میں میرا انتظار کر رہا تھا۔ دیرانی اب تک واپس نہ آئی تھی۔ چنانچہ میں باہر نکل آیا۔ لاؤنچ ٹھیک اسی جگہ لنگر انداز تھی جہاں سویرے تھی۔ سیوروس اس کے اگلے حصے میں لیٹا سگریٹ پھونک رہا تھا۔

میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہسکی کی وہ بوتل کھینچ لی جو اس نے ایک ڈوری سے باندھ کر ٹھنڈی کرنے کے لئے بوٹ کے پہلو سے پانی میں لٹکا رکھی تھی۔ میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا ہوا؟"

اس نے اپنے لئے جام بھرنے کے بعد کہا۔ لاؤنچ واپس سیدھی کومیرا تک پہنچی، ایک آدمی کو چھوڑ کر وہ سب کے سب کومیرا پر چڑھ گئے۔ لاؤنچ نے اس ایک آدمی واپس ساحل تک پہونچا دیا۔ وہ لیڈو کے قریب ساحل پر اترا اور لاؤنچ ایک بار پھر کومیرا کی طرف چل دی۔ میں نے سوچا کہ کومیرا پر شاید لنچ پارٹی ہو رہی ہے چنانچہ میں نے لاؤنچ کا تعاقب نہ کیا اس کے بجائے میں نے اپنی لاؤنچ لیڈو کے گھاٹ پر باندھی اور اس شخص کا تعاقب کیا جسے لاؤنچ نے ساحل پر اتار دیا تھا"

"وہ ذرا لنگڑا کر تو نہیں چل رہا تھا؟"

"ہاں۔ وہی تھا"

"اچھا تو کیا ہوا اس کا ؟"

"وہ ایر پورٹ پر پہنچا۔ اندر جانے کا پاس تھا اس کے پاس۔ وہ وہاں ایک ہیلی کوپٹر کے پاس پہنچا۔ تجارتی ہیلی کوپٹر تھا جسے میں پہلے بھی وہاں دیکھ چکا تھا۔ لنگڑے نے اپنی جاکٹ اتاری اور ہیلی کوپٹر کو چیک کرنے اور کچھ میکانکی مرمت کرنے لگا۔ میں انتظار کرتا رہا لیکن جب لنگڑے کے وہاں سے ہٹ کر کہیں جانے کے آثار نظر نہ آئے تو میں واپس اپنی لانچ میں آگیا اور شکر ہے کہ میں عین وقت پر وہاں پہونچا۔"

"اور کیا دیکھا تم نے ؟"

"یہ کہ وہ میرا کا گروہ لانچ میں سوار ہو کر کہیں جارہا تھا۔ اس گروہ میں وہی لوگ تھے۔ بڑھیا، لڑکی، جوان مرد اور بوڑھا مریض۔ اس دفعہ ان کے ساتھ ایک شخص اور بھی تھا۔ یہ کچھ مضحکہ خیز سی بات تھی لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جوان اور بوڑھا اسے اپنے درمیان گھسیٹتے لا رہے تھے ہو سکتا ہے یہ میری نظر کا دھوکا ہو۔"

"کہاں گئے وہ لوگ ؟"

"کاش کہ یہ میں تمہیں بتا سکتا۔ ان کی لانچ تو یوں تیزی سے چلی جیسے دوزخ میں سے نکلی ہوئی چمگادڑ ہو۔ کوئی انجن لگا ہوا ہوگا اس میں۔ بہرحال میں اسکا تعاقب نہ کر سکا۔ میں صرف اتنا دیکھ سکا کہ وہ مرجانیا کے دوسری طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو رہی تھی۔"

"ٹری پورٹی میں ویلا سابوانی کا نام سنا ہے کبھی ؟ اس کی نشان دہی ان نقشوں میں نہیں کی گئی جو تم میرے لئے لائے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق جتنی بھی معلومات کر سکتے ہو حاصل کر کے آج شام کے سات بجے مجھے اسی جگہ

ملو۔ میرا ارادہ وہاں کی سیر کو جانے کا ہے۔"
اس نے میری طرف دیکھا اور دیکھتا رہا۔ اسے توقع تھی کہ میں کچھ اور بھی کہوں گا لیکن میں نے اس کی اس توقع پر پانی پھیر دیا۔ وقت آنے پر اسے سب کچھ بتا دیا جائے گا۔ فی الحال تو میں صرف اس ہیلی کوپٹر کے متعلق سوچ رہا تھا جس کا ذکر سیورڈس نے کیا تھا۔
میں نے کہا" جانتے ہو کہ ایک لڑکی میرے ساتھ ہے؟"
"لانورسیمین؟" وہ مسکرایا" ہاں۔ جانتا ہوں۔ ہوٹل کا رجسٹر دیکھ چکا ہوں"
"میں چاہتا ہوں کہ ہیلی کوپٹر کا معاملہ وہ ہینڈل کرے۔ ایئرپورٹ پر کسی سے تعلقات ہیں تمھارے؟"
اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا بٹوا نکالا جو حاملہ کے پیٹ کی طرح پھولا ہوا تھا۔ بٹوے میں سے اس نے وزٹینگ کارڈ کی ایک گڈی برآمد کی اور اس نے ایک میلا کارڈ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا:۔
"اس سے کہنا کہ اس شخص سے ملے۔ یہ شخص ڈوگانہ میں افسر ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔" اس نے آنکھ ماری" تم اپنے ساتھی سے کہہ سکتے ہو کہ اس افسر سے تم نے اپنے طور پر رابطہ قائم کیا ہے۔ میں اسے فون کردوں گا۔"
"ہیلی کوپٹر کا رجسٹریشن نمبر یاد ہے؟"
"ہاں"
اس نے کارڈ میرے ہاتھ سے گھسیٹ کر اس کی پشت پر رجسٹریشن حروف اور نمبر لکھ دئے۔ کارڈ مجھے واپس دیتے ہوئے اس نے کہا:۔
"ایک آدھ چسکی نہیں لگاؤ گے؟"

"نہیں۔ اس وقت نہیں۔ لیکن شام کو آؤ تو ایک بوتل لیتے آنا اور کوئی ہتھیار بھی۔ کیا پتہ اس کی ضرورت پڑ جائے"

اس نے سر ہلایا۔ آنکھ ماری، مسکرایا اور پھر اس کا چہرہ جام عقب میں غروب ہو چکا تھا۔

میں واپس ہوٹل آگیا۔ ویراٹی موجود تھی۔ میرے وہاں پہونچنے کے دس منٹ بعد ہی وہ مجھ سے ہدایت حاصل کر کے لیڈو کے ایرپورٹ کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔

ویراٹی کے جا چکنے کے بعد میں اپنے بستر پر نیم دراز ہو کر اپنے پستول لاجا شور کو چیک اور صاف کرنے لگا میرا خیال تھا کہ اب اس کے استعمال کا وقت قریب تھا۔ ساتھ ہی ساتھ میں ہیلی کوسٹر کے متعلق سوچ رہا تھا۔

دو گھنٹے بعد ویراٹی اپنی رپورٹ کے ساتھ واپس آگئی کسٹم کا افسر اس پر بڑا مہربان رہا تھا۔ تمام معلومات فراہم کر دی تھیں اور اسی شام ویراٹی کو اپنے ساتھ ڈنر کی دعوت دی تھی لیکن جب ویراٹی نے اس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس کی دعوت قبول نہ کی تو اس نے برا نہ مانا اور جب ویراٹی رخصت ہو رہی تھی تو افسر نے اس کے کولھے پر ایک چٹکی لے لی تھی۔

وہ پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئی، میرے بائیں کان کے لو سے چند ثانیوں تک کھیلتی رہی اور پھر اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس تمام عرصے میں میرے کان کی لو سے اس کا شغل جاری رہا۔

ہیلی کوسٹر ایک چھوٹی سی ٹرانسپورٹ کمپنی کا تھا جو دو ہفتے میں ایک دفعہ وینس سے میونخ تک مال سامان لے جایا کرتا تھا۔ یہ کمپنی بھی میونخ میں ہی تھی۔ معلوم ہوا کہ کمپنی نے وینس کی دو فرموں سے کانٹریکٹ کر رکھا تھا

جو کانچ اور مٹی کے برتن بناتی تھیں۔ میونخ سے واپسی کے سفر میں کمپنی عینک کے لوازمات، دیواروں کا کاغذ، چھوٹی قسم کی مشنری اور دوسرا تجارتی سامان لے آتی تھی۔ ہیلی کوپٹر کے پائلٹ کا نام برانٹ تھا۔ لنگڑے کا نام ہاسٹوڈ تھا اور وہ ہیلی کوپٹر کا "آدمی" تھا۔ ہیلی کوپٹر کا ایک دوسرا آدمی بھی تھا جس کا نام ڈالفو وزبتایا گیا۔ ایک پائیلٹ اور یہ دو ملازم۔ ہیلی کوپٹر کا عملہ ان تین آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ہیلی کوپٹر ایک دن پہلے لیڈو کے ایئر پورٹ سے پرواز کرنے والا تھا اور سامان لے کر جانے والا تھا لیکن انجن میں کچھ خرابی پیدا ہو جانے کی وجہ سے اس کی روانگی ملتوی کر دی گئی تھی۔ وہ شاید اس شام سات بجے روانہ ہونے والا تھا۔ ویرانی نے مجھے اس سامان کی فہرست دی جو ہیلی کوپٹر میں چڑھایا گیا تھا۔ یہ فہرست کسٹم کی فہرست کی صحیح نقل تھی۔ اس کے بعد ویرانی نے ہوائی راستوں کا ایک چارٹ برآمد کیا جس پر اس نے وینس سے میونخ تک کے ہوائی راستے پر پنسل سے ایک سیدھی لکیر کھینچ دی تھی۔

یہ لکیر وینس کے شمال مغرب سے گذرتی، ٹریواسو کو مغرب کی طرف چھوڑتی آگے بڑھ گئی تھی۔ پھر اس نے کورٹینا ڈی آمپیزو کو بھی مشرق کی طرف چھوڑ دیا تھا اور وہاں سے دو پہاڑوں کو پھلانگتی ہوئی انسبرک اور کینزبوہیل کے درمیان ہو کر میونخ پہنچ گئی تھی اور یہ جگہ ایک وسیع ویرانیش علاقہ تھا جس میں بڑے شہر اور قصبے نہ تھے البتہ پورا علاقہ پہاڑوں اور جھیلوں سے پُر تھا جہاں پائلٹ کی ذرا سی لغزش اور انجن کی معمولی سی خرابی لرزہ خیز نتائج پیدا کر سکتی تھی۔

میں نے ویرانی کی طرف دیکھ کر پوچھا "یہ شخص ہاسٹوڈ ہیلی کوپٹر کے عملے میں

باقاعدہ شامل ہے ؟"

"نہیں۔ کبھی کبھی آجاتا ہے۔"

میں نے کہا "میونخ میں مالگوڈ کا کوئی معتبر آدمی موجود ہے ؟"

"ہر اسٹبلسن اس کا انتظام کرسکتے ہیں"

"تو پھر تم اسے فون کر کے کہو کہ وہ اسی وقت کسی آدمی کو میونخ کے ایرپورٹ پر متعین کردے اگر ممکن ہو تو وینس سے روانہ ہونے والے اس ہیلی کوپٹر پر اس وقت تک وہاں نظر رکھے جب تک کہ اسے مزید حکم نہیں مل جاتا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کل سامان، جو یہاں سے بھیجا جارہا ہے، اور عملے کے وہی لوگ جو یہاں سے روانہ ہورہے ہیں وہاں اترتے ہیں یا نہیں۔ ان سے کہو کہ مجھے اس شخص کے ہاسنٹوڈ سے خصوصًا دلچسپی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میونخ کے ایرپورٹ پر اترنے کے بعد بھی وہ لنگڑا کر چلتا ہے یا نہیں۔ ان سے کہو کہ وہ مکمل رپورٹ ہمیں فورًا یہاں فون کردیں۔"

کیٹارینا نے رات کے دس بجے کا وقت دیا تھا لیکن چونکہ شام کو بہت دیر تک روشنی رہتی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ دلاسابوانی کا سرسری سا موائنہ کرلیا جائے۔ چنانچہ میں نے معائنے کے وہی لوازمات اپنے ساتھ لئے جو میرے پاس تھے یعنی ۔۔۔ ایک ۔۔۔ دوربین اور ۔۔۔ دو اپنا پستول لاچیا شورہ۔ سیلوروس لاؤنچ لئے میرا منتظر تھا۔ اس نے لاؤنچ کو اس مرکزی نہر میں ڈال دیا جو سمندر تک جاتی تھی۔ اسے عبور کر کے ہم ٹری پورٹی خلیج کی طرف چلے اس خلیج کی اکثر جگہ زیادہ سے زیادہ گہرائی چار فیدھم سے زیادہ نہ تھی۔ چنانچہ یہ بونا سمجھئے کہ اصلی خلیج تھی چار فیدھم والے مقامات کو چھوڑ کر یہ صرف دو فیدھم گہری تھی اور بس

ہمارے ایک طرف ان جزائر کی زنجیر تھی جو الیسو لاسان ایہ اسمو کہلاتے تھے اور دوسری طرف اتیو لادی کا ذ الینو کا سلسلہ تھا جس نے سمندر کو نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا۔ ٹری پورٹی اس خلیج کے اوپر کوئی دو میل دور ایک تنگ کھاڑی کے سرے پر تھا جو اتیو لادی کا دا اسینو میں بہت اندر تک در آئی تھی۔ یہ خشکی کا ایک چپٹا اور بنجر اور ویران سا قطعہ تھا جس میں درختوں کے اکا دکا جھنڈ اور ایک دو فارم گھر تھے۔

سیوروس نے مجھے بتایا کہ ولا سابونی ٹری پورٹی کی کھاڑی کے اس قطعہ پر اور ساحل سے دو تین سو گز دور تھا یعنی بستی سے کافی دور۔ اس نے بتایا کہ یہ ولا روم کے ایک تاجر نے پچاس برس پہلے تعمیر کرائی تھی لیکن خود وہ تاجر کبھی کبھار ہی اس ولا میں قیام کرتا تھا بلکہ اس نے یہ ولا استعمال کی ہی نہ تھی کیونکہ اس کی تعمیر کے بعد پتہ چلا کہ وہاں مچھروں کی کثرت تھی۔ وہ تاجر مر چکا تھا اور ولا اب اس کے بیٹے کی ملکیت تھی۔ وہ بھی اسے استعمال نہ کرتا تھا بلکہ ہر اس شخص کو کرائے پر دے دیا کرتا تھا جو مناسب کرایہ ادا کر کے صبح، دوپہر اور رات کے وقت کونین کی معقول مقدار معدے میں پہونچانے کے بعد اونگھنے کے عادی ہوں۔ تاجر نے یہ ولا اس مچھر زدہ علاقے میں بنا کر ایسی سخت غلطی کی تھی کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمارت سال بھر خالی ہی پڑی رہتی ہوگی۔ کون ایسا بیوقوف ہوگا جو مچھروں سے اپنا جسم چھلنی کروانا پسند کرے۔

سیوروس نے مجھے کھاڑی کے کنارے پر اتار دیا اور وہاں سے میں پانچ گز لمبی دلدل عبور کرنے کے بعد ہی خشکی پر قدم رکھ سکا۔ اور اب میں ایک طویل پتلا بیٹھ عبور کر رہا تھا اور الف کی طرح سیدھے کھڑے ہوئے ان تین درختوں کی طرف جا رہا تھا جو "درخت حور" کہلاتے تھے۔ سیوروس نے بتایا تھا کہ یہ درخت ولا سے

تقریباً چار سو گز کے فاصلے پر تھے۔ اونگھتا ہوا ایک خرگوش اٹھ کر بھاگا اور چند قدم آگے بڑھنے کے بعد راستے سے ہٹ کر بیٹھ گیا اور حیرت و خوف سے میری طرف دیکھنے لگا ایک پن ککڑ ہوا کے رخ کے خلاف ترچھی ترچھی پرواز کرتا ہوا آیا اور میرے سر پر سے نکلا چلا گیا اور ہر ہر قدم پر ٹھیک میرے قدموں تلے سے مکھیوں کے دل بادل بھنبھناتے ہوئے اوپر اٹھتے اور میں ان کے ڈنک اپنی گدی پر سوئیوں کی محسوس کرتا اور میں نے سوچا کہ جب اندھیرا اترنے کے بعد مچھروں کی فوج فضا پر اپنا قبضہ کرے گی تو میری کیا حالت ہو گی۔ ایسی واہیات جگہ تھی کہ یہاں کسی لڑکی سے بہت کرنے کا خیال کرنا بھی پاگل پن تھا۔ میرے دائیں طرف چٹیل میدان اور پانی کی پھیلی ہوئی چادر تھی دوسری طرف زمین کہر میں گم تھا۔

میں ان تین درختوں تک پہونچ گیا اور درمیانی درخت منتخب کر کے اس پر بارہ فٹ تک اوپر چڑھ گیا۔

پتوں سے بھری ہوئی دو شاخوں کے بیچ میں بیٹھ کر میں نے اپنی دوربین نکال لی۔ ولا ساہونی ایک لمبی دو منزلہ اور سرخ چھت والی عمارت تھی۔ جہاں تک دوربین کے ذریعہ میں دیکھ سکا وہاں تک مجھے جو کچھ دکھائی دیا وہ قطعی حوصلہ افزا نہ تھا۔ ولا کے تین طرف آٹھ فٹ بلند دیوار تھی جس پر سرخ کھپریلوں کی منڈیر تھی اس دیوار کے زاویے میں، جو میرے سامنے اور قریب تھی، ایک سفید پھاٹک تھا جس کے اوپری حصے میں نقش و نگار والا جنگلہ لگا ہوا تھا۔ اس جنگلے میں سے میں اندرونی اور چہار دیواری والے باغ کا کچھ حصہ دیکھ سکتا تھا۔ میں چھ فٹ اور اوپر چڑھ گیا اور اب تو میں اس باغ کی اندرونی چہار دیواری اور اس کے عقب میں بجری کچھا میدان بخوبی دیکھ سکتا تھا جو عمارت کے سامنے والے رخ تک چلا گیا تھا۔ اس طرف بیلوں سے ڈھکا ہوا ایک برآمدہ تھا جس نے عمارت کے پورے

سامنے والے رخ کا احاطہ کر رکھا تھا۔ اگر کیٹیا رینا مجھے دھوکا نہ دے رہی تھی تو پھر، میں جانتا تھا وہ سفید پھاٹک مقفل نہ ہوگا۔

یکایک میرے عقب میں سے اور دمینس کی سمت سے ہوائی انجن کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا۔ نارنجی رنگ کا ایک ہیلی کوپٹر کسی زبردست اور گھناؤنے کیڑے کی طرح پرواز کرتا ہوا چلا آرہا تھا۔ درختوں کے قریب آکر اس نے دفعتہ اپنا راستہ بدل دیا۔ اب وہ ولا کی طرف جارہا تھا۔

میں نے اسے اپنے دوربین کی زد میں لئے رکھا۔ وہ کھانستا اور کھڑکھڑاتا ہوا ولا کے سامنے والے اس میدان میں اترا جس پر بجری بچھی ہوئی تھی اور اس کے وہاں اترنے کے تقریباً فوراً بعد ہی سے واقعات کا ایک تیز سلسلہ سا چلا۔ میں ہر بات اور ہر چیز تو نہ دیکھ سکتا تھا کیونکہ باغ کی چہار دیواری کے ایک حصے نے میدان کے کچھ حصے کو میری نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا۔ ہیلی کوپٹر میں سے دو آدمی کود کر باہر آئے پھر اس کا ایک دوسرا دروازہ، جس کے پیچھے ہیلی کوپٹر کا وہ حصہ ہوتا جس میں سامان رکھا جاتا تھا، کھلا اور وہ دونوں آدمی اس میں سے بکس باہر گھسیٹنے لگے۔ میں نے انھیں شمار کیا تین بکس تھے۔ پھر ہیلی کوپٹر کے عقب میں کچھ ہل چل سی ہوئی۔ لوگ ولا میں سے باہر آرہے تھے۔ ولا کا دروازہ ہیلی کوپٹر کے ڈھانچے کی اوٹ میں تھا۔ تاہم مجھے پہلوان سگ فریڈ کے علاوہ اسکرٹ یا لباس کی ایک جھلک نظر آگئی۔ یہ یا تو کیٹیا رینا تھی یا پھر مادام وادرسی۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ ہیلی کوپٹر میں سے اترنے والے وہ دونوں آدمی بکس اٹھا کر ولا کی طرف جارہے تھے۔ میں انھیں عمارت میں داخل ہوتے نہ دیکھ سکا کیونکہ میری نظر کا زاویہ بدلا ہوا تھا۔ اگر میں اس درخت پر بیٹھا ہوا ہوتا جو میرے دائیں طرف اور مجھ سے پانچ گز دور تھا تو میں سب کچھ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اپنے دیدبانی کے طور

پر میں نے غلط درخت کا انتخاب کیا تھا۔ ہیلی کوپٹر کے اتھان سرے پر کچھ بہت زیادہ ہی ہلچل ہو رہی تھی۔ پھر تین آدمی میری حدِ نظر میں اور میری طرف آئے۔ انھوں نے اپنے درمیان ایک لمبا بکس اٹھا رکھا تھا یہ بکس ہیلی کوپٹر میں چڑھا دیا گیا جس طرح سے وہ لوگ اس تابوت نما بکس کو اٹھا کر لائے تھے اور پھر جس طرح انھوں نے اسے ہیلی کوپٹر میں چڑھایا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ خاصا وزنی تھا میں نے نظروں ہی نظروں میں اسے ناپا تو وہ کوئی دس فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا تھا۔ ہیلی کوپٹر کے سامان رکھنے والے حصے کا دروازہ بند ہو گیا اس کے پنکھے چلنے، میدان کی دھول اڑی اور پھر ہیلی کوپٹر اڑ رہا تھا۔

اس پورے کام میں صرف چالیس سکنڈ لگے تھے اور مزید بیس سکنڈ بعد ہیلی کوپٹر عمارت کے پیچھے جاکر غائب ہو چکا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ میونخ کی طرف جا رہا تھا بشرطیکہ وہ راستے میں کسی جگہ بس مارنے کے لئے چند سکنڈ کے لئے لینڈ کر دے اور میرا خیال تھا کہ ایسا ہونے آ رہا تھا۔

پتوں کے نیلے پردے کے پیچھے چھپ کر میں نے سگریٹ سلگائی اور دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی سوچنے لگا کہ کیا اس ہیلی کوپٹر کا پائلٹ ریڈ منٹ پارٹی کا ممبر تھا یا کیا پتہ اس کمپنی کا مالک بھی اس کا ممبر دار ہو وہ سب کے سب اس عظیم جلسے میں شرکت کی تیاریاں کر رہے ہوں جس کے متعلق ہلڈا نے بتایا تھا۔

میں پورے دو گھنٹے تک درخت پر بیٹھا رہا تب کہیں جا کر دن ختم ہوا اور سرخ نارنگی جیسا چاند طلوع ہوا۔ ساتھ ہی مچھروں کے دستوں نے حملے شروع کر دیئے اور میرے انھوں اور گردن پر بے تحاشہ بمباری کرنے لگے۔ کنیارینا کے علاوہ دنیا کی کوئی لڑکی مجھے اتنی دیر تک درخت پر نہ بٹھا سکتی تھی۔ اور اب مجھے یہ شک بھی ہو چلا تھا کہ وہ شاید دلا سکے نہ، چنانچہ اپنا وعدہ بھی

ظاہر ہے کہ وہ فائر کرنے والی نہ تھی۔

دس بج کر دس منٹ پر بائیں درخت پر سے نیچے کودا، کھڑا ہوا تو گھٹنوں میں جھنجھنے سے لڑھک رہے تھے چنانچہ چند ثانیوں تک گھٹنے سہلاتا رہا اور پھر بڑی احتیاط سے سفید پھاٹک کی طرف بڑھا۔

پھاٹک مقفل نہ تھا لیکن اندر کی طرف تالے میں کنجی لگی ہوئی تھی۔ میں پھاٹک ذرا سا کھول کر اندر سرک گیا اور پھر اسے بند کر دیا۔ باغ اتنا تھا جتنا کہ ٹینس کورٹ ہوتا ہے۔ چاروں طرف اور باغ کے کنارے پر پھولوں کے تختے تھے لیکن ان میں خودرو گھاس اُگ رہی تھی معلوم ہوا کہ وادرسی گروہ میں سے کسی ایک کو بھی باغ اور باغبانی کا شوق نہ تھا۔ باغ کے بیچ میں چھوٹا سا میدان چھٹا ہوا تھا جس میں پتھر جڑے ہوئے تھے۔ اس میدان کے بیچ میں ایک مختصر سا ستون نما چبوترہ تھا جس پر دھوپ گھڑی لگی ہوئی تھی۔ باغ کے انتہائی سرے پر ایک دوسرا سفید دروازہ تھا۔ اس کے ماتھے پر بھی جنگلہ لگا ہوا تھا اور اس دروازے کے پیچھے ایک چوڑا راستہ تھا جو گھوم کر بنگلے کے عقب میں چلا گیا تھا۔ میرے دائیں طرف اندر دیوار کے کونے کے سائے میں ایک کٹیا سی تھی ـــ سمر ہاؤس ـــ جس کی کھڑکیوں کے تقریباً سارے ہی شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں اس کٹیا میں داخل ہو گیا، دروازہ نصف کے قریب کھلا رکھا اور چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا کہ دھوپ گھڑی والا پورا میدان اور دوسرے سفید دروازے تک جاتا ہوا مختصر سا راستہ میری حد نظر میں رہا۔

میں نے اپنا پستول "لاچا شور" نکال کر کھڑکی کی دہلیز پر رکھ دیا، سگریٹ کی طلب کو کوشش کر کے دبایا اور کیتھارینا کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

دس بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے کہ میں نے ہلکی سی آواز سنی جو عمارت

کی طرف سے آئی تھی ۔ باغ کے انتہائی سرے پر کا دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا اور اس میں سے تین آدمی نکل کر باغ میں آگئے ایک لمحے تک وہ اندھیرے سائے میں رہے اور پھر وہ مختصر سے راستے پر چل کر دھوپ گھڑی والے میدان میں آگئے اس میدان میں اب چاندنی کا سیلاب آیا ہوا تھا۔

سب سے آگے وہ پہلوان سگ فریڈ تھا جس کی ایک بغل میں کپڑوں میں لپٹی ہوئی کوئی لمبی سی چیز دبی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے جو شخص تھا اس نے آدھی آستینوں کی قمیص پہن رکھی تھی اور اس کے پیچھے جو تیسرا شخص تھا اسے میں نے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی معمر شخص تھا جسے میں دادرسی پارٹی کے ساتھ پیلز اسان مارکو میں بیٹھے دیکھ چکا تھا۔ اس وقت بھی اس نے سر پر پناما ہیٹ لگا رکھی تھی۔

سگ فریڈ نے کالی قمیص اور کالی ہی پتلون پہن رکھی تھی اس نے دھوپ گھڑی کے قریب پہنچ کر کپڑوں میں لپٹی ہوئی چیز زمین پر پھینک دی تو اس میں سے چھناکے کی آواز نکلی۔ اور یہ وہ وقت تھا جب میں نے اس کے پیچھے والے آدمی کو صاف طور سے دیکھا اور اب وہ خونی اور لرزہ خیز ناٹک شروع ہوا جو رفتہ رفتہ اعصاب جھنجھا دینے والے نقطۂ عروج پر پہنچا۔ سگ فریڈ کے پیچھے جو شخص تھا اس کی عمر چالیس کے لگ بھگ رہی ہوگی، جسم مضبوط اور گٹھا ہوا، قامت پست اور سر سے گنجا۔ اس گنجے نے دھاری دار پتلون پہن رکھی تھی اور اس کے ہاتھ پشت پر نہیں بلکہ سامنے بندھے ہوئے تھے۔ وہ بڑی اطاعت شعاری سے پناما ہیٹ والے کے آگے آگے چلتا ہوا دھوپ گھڑی کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ سگ فریڈ نے گھوم کر اس سے کچھ کہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جرمن زبان میں باتیں کر رہے تھے گنجے نے نفی میں اپنا سر ہلایا اور پھر جیسے آخری

فیصلے کے انداز میں اپنے بندھے ہوئے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

سگ فریڈ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرا شخص آگے بڑھا اور بہت زیادہ اناڑی پن کا ثبوت دینے کے بعد گنجے کے ہاتھ کھول دیئے۔ پھر وہ پیچھے ہٹ کر میدان کے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ اب سگ فریڈ نے جھک کر وہ لمبا سا بنڈل کھولا جو اس نے آتے ہی زمین پر پھینک دیا تھا اور جس پر کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ بنڈل پر سے کپڑا کھول کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ دفعتہً کوئی چیز ہوا میں پرواز کر گئی، چاندنی میں بجلی کی طرح چمک کر گنجے کی طرف بڑھی۔ گنجے نے دونوں ہاتھ بڑھا کر وہ چیز پکڑ لی۔ اس چیز کا اس کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یکایک گنجے کا پورا جسم یکدم یوں تن گیا جیسے اس کے بدن میں لگی ہوئی کوئی اسپرنگ کھینچ دی گئی ہو۔

اور پھر وہ دونوں ـــــ گنجا اور سگ فریڈ، ـــ اس چھوٹے سے میدان میں بکھری ہوئی چاندنی میں ایک دوسرے سے چند قدم کے فاصلے پر اور ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور پھر وہ پینترے بدل بدل کر ایک دوسرے کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے۔ ان دونوں کا دایاں ہاتھ ذرا آگے کی طرف بڑھا ہوا تھا اور ان کے ہاتھوں میں ایک ایک تیغہ تھا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دو دشمن کیکڑے سنبھل سنبھل کر ایک دوسرے کی طرف ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے بڑھ رہے ہوں۔

اور میں جانتا تھا کہ یہاں یہی ہونے والا تھا قتل ـــ دونوں میں سے کسی ایک کا قتل۔ خاموشی، چاندنی رات اور اس میں اسٹیج ہوا یہ خونی ناٹک ـــ اور اس میں دفعتہً میرے دماغ کے ایک گوشے میں لائننگ کی تحریر کے چند الفاظ چیخنے لگے۔

”گنجے باورچی کو تلاش کر لینا۔ اسٹور روم کے ریفریجریٹر کی پشت

پرشارٹ ڈیوٹرا انسٹمنٹ کیا ہوا ہے؟

لانسنگ کی تحریریں کی یہ سطور میرے دماغ میں جلنے لگیں اور میں ــــ جی ہاں میں ہال کی سب سے اگلی نشست پر اطمینان سے بیٹھا وہ ناٹک دیکھ رہا تھا جو سگ فریڈا اپنے مریضانہ اور ظالمانہ انداز میں پیش کر رہا تھا۔ اور اب میں نے سوچا کہ کیٹارینا یقیناً وہاں نہ تھی۔ وہ اس ہیلی کوپٹر میں جا چکی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے پرواز کر گیا تھا۔ اگر وہ موجود ہوتی تو چاندنی رات کا یہ بھیانک ناٹک یقیناً نہ کھیلا جاتا۔

تیغوں کے ٹکرانے کا چھناکا خاموشی میں گونج گیا اور رات دو آدمیوں کی پھرتیلی جنبشوں اور جھنکاروں سے لمحے بھر کے لئے پُر ہو گئی۔ میں سمجھ نہ سکا کہ کیا ہوا۔ پھر وہ دونوں الگ ہوئے۔ ایک بار پھر ایک دوسرے سے چند قدم پیچھے ہٹے۔ ایک بار پھر ہوشیاری سے پینترے بھرنے اور کاٹ دینے لگے اور تب میں نے دیکھا کہ گنجے کے دائیں رخسار پر خون کی موٹی لکیر بہ رہی تھی اور ان دونوں کے پیچھے میدان کے کنارے اور ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے پناما ہیٹ والے نے اطمینان سے سگار سلگایا اور ٹھنڈی دلچسپی سے ان تیغ زنوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جن میں ایک کچھ دیر بعد ہی مارا جانے والا تھا۔

اس میں تو اب شک نہ رہا تھا کہ گنجا تیغے کا استعمال جانتا تھا لیکن اس میں بھی شک نہ تھا کہ وہ سگ فریڈ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور شاید گنجا یہ بھی جانتا تھا کہ اس مقابلے میں وہ خود مارا جائے گا اور اب اسے غالباً یہ بھی یقین ہو چکا تھا کہ سگ فریڈا اسے آہستہ آہستہ، تڑپا تڑپا کر قتل کرے گا۔ ایکبار پھر وہ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے، ایک بار پھر بجلیاں سی کوندگئیں، ایک بار پھر تیغے ٹکرائے اور ایک بار پھر وہ دونوں پیچھے ہٹ گئے۔ گنجے کے رخسار

پر خون کی دوسری لکیر نظر آرہی تھی ۔ لیکن سگ فریڈ کو معمولی سی خراش تک نہ آئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں فتحمندانہ چمک تھی۔

میں کمزور دل کا نہیں ہوں ۔ اپنی زندگی میں میں بہت سے بیدردانہ قتل دیکھ چکا ہوں اور خون خرابے عموماً مجھے اکساتے اور جوش نہیں دلاتے ایسے موقعوں پر میں بڑے سکون سے سر جھکا کر اپنی راہ لیتا ہوں لیکن یہ ناٹک — یہ خونی اور ظالمانہ منظر — یہ انتہا تھی ۔ اسے میں برداشت نہ کرسکتا تھا ۔

میں نے اپنے پستول کی طرف ہاتھ بڑھایا عین اس وقت سگ فریڈ گنجے پر جھپٹا اور گنجے کو دھکیلتا ہوا اس طرف لے آیا جہاں میں چھپا بیٹھا تھا اس کا زبردست تیغہ سوں سے ہوا کاٹ کر ایک چمکیلا دائرہ بناتا ہوا جھکا گنجا لڑکھڑایا، اس نے اپنا تیغہ پھینک دیا اور اپنے ایک ہاتھ سے بایاں پہلو دبا کر کمر میں سے جھک گیا۔

سگ فریڈ کا ہاتھ رک گیا ، زمین پر پڑے ہوئے گنجے کے تیغے کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہا اور منتظر کھڑا رہا۔ اور تب میں اپنی کمین گاہ سے باہر آیا اور اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے ایک بھی مجھے دیکھ سکتا میں ان کی طرف بڑھ گیا ۔ میں نے اپنا پستول سگ فریڈ کے سینے کی طرف اٹھا کر گنجے سے کہا :۔

"بالڈی ! میرے پیچھے — دروازہ کھلا ہے — جاؤ — جلدی"

وہ گھومنے لگا اور میں نے دیکھا کہ سگ فریڈ کا چہرہ ایک لمحے کے لئے میری طرف گھوم گیا اور پھر میرے وجود کو نظر انداز کر کے اور میرے پستول

کی پروانہ کر کے گنجے کی طرف لپکا ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر میں نے پستول کی نالی ذرا جھکا کر لبلبی دبا دی۔ خاموش فضا دھماکے کی آواز سے تڑخ گئی اور گولی سگ فرِیڈ کے عین سامنے اور اس سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر پتھروں سے ٹکرائی۔ وہ ٹھٹھک گیا اور اس نے اپنا تیغے والا دایاں ہاتھ جھکا دیا۔ اب تیغے کی نوک زمین چوم رہی تھی۔

"دروازہ بالڈی" میں نے کہا" ساحل پر موٹر لانچ موجود ہے۔جلدی"

اور اب گنجا دونوں ہاتھوں سے اپنا بایاں پہلو دبا کر پوری طرح سے گھوم گیا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھنے لگا۔ وہ میرے قریب سے گزرنے لگا اور میں اپنے پستول سے سگ فرِیڈ کو کور کئے رہا جو میری طرف دیکھ رہا تھا اب اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا اور اب وہ بے حرکت کھڑا تھا۔ میدان ہیٹ والا میدان کے کنارے والے پتھر پر ہی بیٹھا رہا تھا، اس کے ہونٹوں پر ... ب بھی مسکرا رہا ہوا تھا اور وہ بھی میری طرف دیکھ رہا تھا۔

ان دونوں نے کچھ نہ پوچھا۔ کچھ نہ کہا بس وہ دونوں مجھے دیکھتے رہے۔ ... پستول ہاتھ میں لئے کھڑا رہا۔ پھر میں نے دروازہ کھلنے اور اس کے بعد گنجے کے تیزی سے دور ہوتے ہوئے قدموں کی چاپ سنی۔ میں چند منٹوں تک منتظر کھڑا رہا کیونکہ جانتا نہ تھا کہ گنجے کا زخم کیا تھا اور یہ کہ وہ کتنی تیزی سے چل سکتا تھا۔ اسے چند منٹ کا وقت دینے کے بعد میں آہستہ آہستہ، الٹے پیروں، دروازے کی طرف چلا۔ میں ضرورت سے زیادہ ایک فٹ بھی سگ فرِیڈ کے قریب جانا نہ چاہتا تھا حالانکہ میرے ہاتھ میں پستول تھا۔ مانسٹن نے اس کے متعلق مجھے بہت سی باتیں بتا کر یہ بات واضح کر دی تھی کہ اس کے قریب جانا یا اسے اپنے قریب آنے دینے کا مطلب تھا خود اپنی موت کو دعوت دینا۔

میں نے پیچھے کی طرف ہاتھ بڑھا کر تالے میں سے کنجی نکال لی۔ کنجی تالے میں سے

نکل آئی تو سگ فریڈ نے اپنی زبان کھولی۔ اس کی آواز ٹھہری ہوئی اور خوشگوار تھی، لہجے میں مصنوعیت کا شائبہ تک نہ تھا اور آواز سے نہ تو غصہ عیاں تھا اور نہ ہی کوئی اور جذبہ۔

اس نے کہا "میں اس دن کا انتظار کروں گا، اور میرے لئے بڑا مبارک دن ہوگا وہ جب میں یہ معلوم کرلوں گا کہ تم کون ہو"

میں نے کہا "اس خوامخواہ کی زحمت سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ میں اس طرف سے گزر رہا تھا کہ تلواروں کی جھنکار سنی چنانچہ آ گیا۔ بھیا! آپ مجھے ایک احمق شخص سمجھ کر بھول جائیے جس نے دوسروں کے پھٹے میں اپنی ٹانگ اڑا دی۔ خدا حافظ"

میں دروازے سے باہر آ گیا، باہر کی طرف سے تالے میں کنجی ڈال کر گھمائی اور پھر دل میں یہ اُمید لے کر بھاگ پڑا کہ گنجا اس عرصے میں کافی دور نکل چکا ہوگا۔ میں اس وقت تک بھاگتا رہا جب تک کہ لاؤیخ تک نہ پہنچ گیا۔ راستے میں میں نے دو تین دفعہ گھوم کر پیچھے دیکھا تھا لیکن کوئی میرا تعاقب نہ کر رہا تھا۔ میں دلدل عبور کر کے سبوروس کے پاس پہونچ گیا۔ گنجا اس کے ساتھ نہ تھا۔

میری ہدایت کے مطابق وہ لاؤیخ کو منجدھار میں لے آیا اور وہاں ہم گنجے کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ ہم بیس منٹ تک انتظار کرتے رہے۔ بیس منٹ تک ہمارے کان کھڑے رہے کہ شاید کسی آتی ہوئی لاؤیخ کی آواز سنائی دے جائے۔ بیس منٹ تک نگاہیں ساحل پر رینگتی رہیں کہ شاید وہاں کوئی آدمی نظر آ جائے لیکن نہ کچھ سنائی دیا اور نہ کوئی نظر آیا۔ آخر کار ہم گنجے کی آمد سے مایوس ہو گئے۔ میں نے اسے ایک جھگڑے میں سے نکالا تھا اور اب اسے تلاش کرنے کی کوشش میں میں خود کسی مصیبت میں پھنسنے کے لئے تیار نہ تھا۔ گنجے کو فرار ہونے کے لئے میں نے کافی وقت دیا تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اپنی حفاظت آپ کرنا جانتے ہیں۔ چنانچہ

اس کی فکر کرنا بے کار تھا۔

اور سیورس نے لانچ اسٹارٹ کردی اور ہم بڑی تیزی سے پرانڈری پولی ڈینس کی طرف جا رہے تھے۔ اور یہ خیال میری ڈھارس بندھا رہا تھا کہ جب تک میں اسگفریڈ کے سامنے پستول لئے کھڑا رہا چاند میری پشت کی طرف رہا اور میرا چہرہ اندھیرے میں رہا۔

میں خواب دیکھ رہا تھا کہ میں اور سگ فریڈ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ میں ایک ایک تیغہ ہے اور سگ فریڈ مسکرا رہا تھا اور بڑھ بڑھ کر مجھ پر حملے کر رہا ہے۔ اور پھر کہیں ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور سگ فریڈ نے خفا ہو کر کہا:۔

"خدا سمجھے ان لوگوں سے۔ میں پوچھتا ہوں یہ سور ہمیں لطف اٹھانے کیوں نہیں دیتے؟"

اور تب میری آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ڈریسنگ گون میں ملبوس دیراٹی فون کا جواب دینے کے لئے، جو نشست گاہ میں بج رہا تھا، بستر میں سے نکل رہی تھی۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی گردن سہلانے لگا جس پر کی کھال مچھروں کی زیادتیوں سے گینڈے کی کھال کی طرح کھردری ہو رہی تھی۔ میں دیراٹی کی آواز سن رہا تھا جو دوسرے کمرے میں فون پر باتیں کر رہی تھی اور میری کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اس وقت چھ بجا رہی تھی۔

میں نے ہاتھ بڑھا کر میز پر سے پانی کی صراحی اٹھائی اور اسے منہ سے لگا کر حالانکہ گلاس اس کے قریب ہی رکھا ہوا تھا، بہت سا پانی غٹ غٹا گیا۔ میرا حلق بری طرح سے خشک ہو رہا تھا جیسے میں رات بھر جاگتا اور بے تحاشا سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا رہا ہوں۔

ویراٹی واپس آکر میرے قریب بیٹھ گئی۔ اس نے میری کمر میں ہاتھ ڈال کر میرا بوسہ لیا اور پھر ذرا دور ہٹ کر اور میری گردن پر ہاتھ پھیر کر بولی :۔

"مچھروں نے تمہیں تو سچ مچ توڑ کھایا ہے۔ ایک چیز ہے میرے پاس جو مچھروں کے کاٹنے پر اکسیر ہے۔"

اور وہ اٹھنے لگی لیکن میں نے اسے بٹھا کر پوچھا :۔

"کس کی طرف سے فون تھا ؟"

"میونخ۔ کتنے بجے آئے تھے تم رات کو ؟"

"تین بجے تم سو رہی تھیں۔"

وینس واپس آنے کے بعد میں اور سیورس لیڈ ز کے ساحل کے قریب بیٹھ کر کو میرا پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ٹھیک ڈھائی بجے کو میرا کی لاؤنچ ٹری پولی کی طرف سے آئی تھی اور اس میں سے سگ فریڈ اور مینا ہیسٹ زالانکل کر کو میرا میں سوار ہوئے تھے یہ معلوم کرنے کے لئے کسی جاسوسی یا سراغ رسانی کی ضرورت نہ تھی کہ ولاسابوانی اب دوبارہ استعمال نہ کی جائے گی۔ ایک گھنٹہ بعد مجھے سیورس سے ملنا اور واپس ولاسابوانی میں جانا تھا کچھ ملنے کی امید نہ تھی۔ میں جانتا تھا کہ ہر چیز شاکر صفائی کر دی گئی ہو گی اور اگر میں نے ان کے معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑائی ہوتی تو گنجے باورچی کی لاش کی بھی صفائی کر دی جاتی۔

ویراٹی نے کہا "تو میں سو رہی تھی۔ اور تم کیا جھک مار رہے تھے ؟"

"پوری رپورٹ میں بعد لکھا دوں گا۔ میری سکرٹری جب نا کافی لباس میں میرے قریب بیٹھی ہوئی ہو تو میں رپورٹ کا تسلسل جاری نہیں رکھ سکتا۔ کیا خبر ہے میونخ کی ؟"

"ہیلی کوپٹر گزشتہ رات گیارہ بجے کے فوراً بعد وہاں اترا ہے۔"

میونخ وینس سے تقریباً ایک سو تئے میل دور تھا اور ہیلی کوپٹر یہ فاصلہ

دو گھنٹوں میں آسانی سے طے کرسکتا تھا لیکن اس ہیلی کوپٹر نے یہ دو گھنٹوں کا فاصلہ تین گھنٹوں میں طے کیا تھا چنانچہ ثابت ہوا کہ ہیلی کوپٹر نے وینس اور میونخ کے درمیان کسی جگہ ایک گھنٹے کے لئے لینڈ کیا تھا۔ ویرانی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: "ہیلی کوپٹر کا عملہ دو آدمیوں پہ مشتمل تھا۔ ایک پائلٹ برانٹ اور دوسرا ہانسٹوڈ البتہ یہ ہانسٹوڈ لنگڑا کر چل رہا تھا"

"اور اس انکشاف سے مجھے ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی سامان کا کیا؟"

"بالکل وہی تھا جس کی فہرست یہاں سے بھیجی گئی تھی"

"بہت عمدہ۔ یہاں سے صرف تین میل دور میں نے خود اپنی آنکھوں سے وینس کے سامان کو ہیلی کوپٹر سے اتارے جاتے دیکھا ہے۔ ثابت ہوا کہ میونخ سے ذرا اِدھر اس سامان کی ہو بہو نقل اسی جگہ موجود اور تیار ہو گی جہاں یہ ہیلی کوپٹر ایک گھنٹے کے لئے ٹھہر گیا تھا۔ وہاں سے یہ نقلی سامان اس میں چڑھا دیا گیا ہو گا اور وہی سامان میونخ پہونچا"

"میرے خدا! اب کیا ہو گا؟"

میں نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ چھ بج کر دس منٹ ہو رہے تھے۔

میں نے کہا" سات بجے میں ایک شخص سے مل رہا ہوں۔ حجامت بنانے، نہانے اور کپڑا پہن کر اس کے پاس پہونچنے کے لئے مجھے تیس منٹ درکار ہوں گے جب میں واپس آؤں گا تو شاید اسی وقت ہمیں شمال کی طرف روانہ ہونا پڑے گا۔ اس عرصے میں بیس منٹ کا وقت بچ جاتا ہے۔ اور اس عرصے میں تم میری گردن پر مچھروں کے کاٹے کا علاج کرسکتی ہو"

"آٹھ بج کر چند منٹ ہو رہے تھے جب ہم دلاسا بوانی میں پہونچ گئے ہم پندرہ منٹ

پہلے ہی وہاں پہونچ گئے ہوتے لیکن ولا کی طرف بڑھتے وقت ہم نے بڑی احتیاط سے کام لیا تھا وہاں پہونچے تو پتہ چلا کہ اس احتیاط کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایک آدمی بھی وہاں نہ تھا۔ ایک دروازہ بھی مقفل نہ تھا لیکن عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ہم نے یہ ضرور دیکھا کہ ہیلی کوپٹر سے اتارا ہوا سامان کہاں ڈالا گیا تھا بجری بچھے میدان میں اور ولا کے سامنے ایک کنواں تھا جس کے منھ پر چوبی کواڑ لگے ہوئے تھے وادرسی ٹول نے کنوئیں ؛ یہ کواڑ بند کرنے کی زحمت گوارا نہ کی تھی ۔سیورونس نے ٹارچ کی روشنی کنوئیں میں ڈالی ۔ کوئی بیس نٹ نیچے پانی کی سطح پر دو بکسوں کے کونے ابھرے دکھائی دئے ۔ دوسرے بکس شاید غرق ہو چکے تھے ۔

ہم مکان میں پہونچے اور وہاں کسی کی کوئی ذاتی چیز نہ ملی سوائے ایک ٹوتھ برش کے جو ایک باتھ روم میں پڑا ہوا تھا اور آتشدان میں تھوڑی سی راکھ تھی جہاں چند کاغذات جلائے گئے تھے اور پھر انھیں مل کر راکھ بنا دی گئی تھی ۔ سیورونس چند جلے ہوئے ٹکڑے ساتھ لے لینے پر مصر تھا ۔ سائنس کے عجائبات اور معجزوں میں اسے مجھ سے زیادہ اعتقاد تھا اپنے رومال میں جلے ہوئے کاغذات کے پرزے جمع کرتا چھوڑ کر میں ملازموں کے کمروں اور باورچی خانے کا چکر لگانے چلا

لانسنگ نے جو کچھ کہا تھا اس کی بنا پر مجھے یہ اندازہ لگا لینا چاہیے تھا کہ گنجا باورچی پیشہ ور جاسوسوں میں چوٹی کا آدمی ہے جو ہر بات پر حتیٰ کہ اپنی جان پر بھی اپنے فرض کو ترجیح دیتا ہے ۔ اور اس کی یہ خصوصیت میں گذشتہ رات اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ موت کا خوف بھی اسے اپنے فرض کو بھلانے پر مجبور نہ کر سکا تھا میں نے اسے فرار ہو کر لانچ میں سوار ہو جانے کو کہا تھا لیکن وہ نہ آیا تھا کیونکہ اس وقت بھی اسے اس کا فرض پکار رہا تھا ۔ اور اس وقت وہ فرض شناس گنجا باورچی ولا کے باورچی خانے میں سنگ مرمر کی سطح والی میز پر بیٹھا ہوا تھا اور میز پر

اس ٹیلیفون کا ایکسٹینشن رکھا ہوا تھا جیسے میں ولا کے ہال میں دیکھ چکا تھا۔ وہ سیدھا میری طرف دیکھ رہا تھا، اس کے ایک ہاتھ میں بال پن تھی اور اس کے سامنے میز پر نوٹ بک سے نکالا ہوا ایک صفحہ دھرا ہوا تھا۔

اس نے نہ تو مسکرا کر اور نہ ہی سر ہلا کر مجھے خوش آمدید کہا اور نہ ہی کوئی استقبالیہ لفظ کہا۔ اس کی آنکھیں بے نور تھیں، پھٹی ہوئی تھیں اور اس کا جسم سرد ہو کر اکڑ چلا تھا۔ اس کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان دبے ہوئے کاغذ کو نکالنے کے لئے مجھے بڑی احتیاط اور صبر سے کام لینا پڑا۔ بہرحال سیورس کے آنے سے صرف ایک سکنڈ پہلے میں کاغذ اور بال پن اس کے ہاتھ سے چھڑا کر اپنی جیب میں رکھ چکا تھا۔

سیورس میرے قریب کھڑا گنجے سے کے لٹکے ہوئے چہرے اور خون سے سرخ قمیص کی طرف دیکھتا رہا۔

"یہی ہے وہ؟" اس نے پوچھا

"ہاں۔ وہی ہے۔"

"اگر یہ لائن پر آگیا ہوتا تو ہم اس کی مدد کر سکتے تھے۔ ممکن ہے اسے بچا بھی لیتے۔ مقدس مریم! اس کے پہلو کی طرف تو دیکھو۔"

میں نے اس کے پہلو کی طرف نہ دیکھا کیونکہ پہلے دیکھ چکا تھا۔

میں نے کہا۔ "یہ یہیں کہیں چھپا رہا۔ اس حالت میں بھی اس نے دادرسکی پارٹی پر نظر رکھی اور جب وہ چلے گئے تو وہ اس امید میں یہاں آگیا کہ شاید کچھ مل جائے اس غریب کو یقیناً احساس ہی نہ ہوگا کہ اس کا زخم جان لیوا تھا۔"

سیورس نے بڑھ کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا پھر اسے چھو کر بولا:۔

"اس پر خون لگا ہوا ہے۔ اس نے فون کیا تھا۔ کیوں؟ مدد طلب کرنے کے لئے؟"

"یا پھر اطلاع دینے کے لئے"

لیکن امکان اسی کا تھا کہ گنجے نے مدد کے لئے فون کیا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر کچھ ضرورت نہ تھی کہ کسی کی آمد کا انتظار کرتے، وقت وہ نکلتے بیٹھ جاتا۔

سیلورس نے کہا "اب کیا کریں گے اس کا؟"

"ہاتھ نہیں اور اسی حالت میں چھوڑے جاتے ہیں۔ گورکنی ہمارے پیشے میں شامل نہیں ہے۔ بیچارا بالڈری"

سیلورس تیزی کی طرف سے میری طرف گھوم گیا۔ اس نے افسوس کے اظہار کے لئے اپنا سر ہلایا اور میں نے اس کے کالے بالوں کی لٹ کو تھرکتے دیکھا۔ پھر سیلورس کی ایک آنکھ جھپک گئی اور پھر ——— ایک تڑاخا ہوا جیسے برف کا تالاب یکایک پھٹ گیا ہو سیلورس لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور اس جگہ سے، جہاں ایک سکنڈ پہلے اس کا چہرہ تھا، ایک خوفناک شگاف اور لرزہ خیز چیخ نکلی اور پھر وہ دھڑام سے فرش پر گرا۔

میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس وقت یہ منظر میں نے اتنے بہت سے لفظوں میں نہ سوچا تھا کیونکہ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ مجھے استاد مگ کا حکیمانہ قول یاد آ گیا۔ زمین میں گڑے اور جم کر کھڑے ہوئے ستون کو صرف تین گز دور سے گولی مارنا آسان ہے لیکن اسی ستون کا ایک مٹھی برابر ٹکڑا، جو ہوا میں سنسناتا ہوا تمہاری طرف آ رہا ہو، تمہاری نشانے بازی میں مشکلات پیدا کر کے تمہیں گڑبڑا سکتا ہے۔ چنانچہ جب ایسا وقت آئے تو بنے ہوئے ستون نہیں بلکہ وہ اڑتا ہوا مٹھی برابر ٹکڑا بنو اور تم بچ جاؤ گے۔

اور اسی وقت میں نے اپنے استاد کے اسی حکیمانہ قول پر عمل کرتے ہوئے اس کی طرف چھلانگ لگا دی جو صرف چند گز کے فاصلے پر دھواں اگلتی پستول لئے

کھڑی تھی ۔ اس نے بلا جھجک دوسری گولی چلائی اور میرے دائیں پیر کے جوتے کی ایڑی صاف اُڑ گئی حالانکہ اس وقت مجھے اس کا پتہ نہ چلا ۔ صرف آدھے سکنڈ تک اس کا چہرہ میری حدِ نظر میں رہا اور پھر میں اس سے کوئی ایک گز دور فرش پر اوندھے منہ گرا اور پتھروں پر پیٹ کے بل پھسل کر دونوں ہاتھوں سے اس کے ٹخنے پکڑ لئے اس نے سفید کالر والی بلیو اسکرٹ پہن رکھی تھی ۔ سر پر بلند چوٹی کی ٹوپی تھی اور اس کے شفیق چہرے پر خون کی پیاس منجمد تھی ۔ شاید اسے اسپیگل سے حقیقت میں محبت تھی یا شاید یہ سراسر انتقامی کارروائی تھی یا ممکن ہے وہ گینیے باورچی کی طرح جنون کی حد تک فرض شناس تھی ۔ وجہ کچھ بھی ہو وہ یہ قصہ پاک کرنے کا ارادہ کر چکی تھی چنانچہ اس نے تیسری گولی بھی چلادی اور فوراً ہی میں نے اپنی بائیں ٹانگ کے اندرونی حصے پر سلگتی ہوئی آگ محسوس کی ۔ میں نے اس کے ٹخنوں کو ایک جھٹکا دیا اور فراؤ اسپیگل عرف فراؤ مارکا نز گرتی ہوئی عمارت کی طرح مجھ پر آرہی ایک ایسی عمارت جو غراتی اور نیچے چلاتی ہوئی بلیوں سے پُر تھی ۔ میں نے اسے ناخن چلانے دئے اور آہستہ آہستہ اس کے بوجھ کے نیچے سے سرک کر اوپر ہاتھ بڑھا اس کی دائیں کلائی پکڑ لی ۔ اس نے اپنا یہ ہاتھ اور اس سے پکڑا ہوا پستول مجھ سے دور رکھا اور ساتھ ہی دولاتوں ، گھٹنوں اور بائیں ہاتھ کے ناخنوں سے میری خبر لیتی رہی اور پھر اس کے مضبوط اور تیز دانت میرے دائیں شانے کے گوشت میں اُتر گئے ۔

میں نے آخر کار اس کی کلائی کو ایک ایسی مروڑی دی کہ فراؤ اسپیگل کے منھ سے چیخ نکل گئی اور اس کے دانت میرے شانے کے گوشت میں سے نکل آئے پستول اس کے ہاتھ میں سے چھوٹ کر پھسلتا ہوا کہیں جا پڑا ـــــ وہ اب ہم دونوں کے لئے بیکار تھا ۔ اس نے یکے بعد دیگرے کئی گھونسے میرے چہرے پر رسید کئے

اور بڑی پھرتی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا۔ اگر اس کی جگہ کوئی دوسری عورت ہوتی تو میں شاید مردانہ بلند اخلاقی "کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے ہاتھوں خاموشی سے پٹ جاتا۔ لیکن یورال کی اس بادٔلی بلی کے سامنے، جس کا وزن ایک سو نوّے پونڈ سے کم نہ تھا، اخلاق کا مظاہرہ خود اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ میں نے اپنے دائیں ہاتھ کا بھرپور گھونسا اس کی ٹھوڑی کے نیچے رسید کر دیا۔ اس کا سر ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے کی طرف ڈھلک گیا ساتھ ہی خود فراؤ اسپیگل دونوں ہاتھ پھیلا کر فرش پر چت گری۔ پتھروں سے اس کا سر ٹکرایا تو "نعم۔م۔م" کی آواز بلند ہوئی۔

وہ چت پڑی گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔ وہ "آؤٹ" ہو چکی تھی میں نے فرش پر سے اس کا پستول اٹھایا اور دوڑ کر باورچی خانے کے دروازے پر پہونچا اور باہر دیکھا۔ ہال میں کوئی نہ تھا۔

میں واپس آیا۔ سیوروس کے لئے میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ وہ غریب ہر علاج اور ہر تکلیف سے پرے پہونچ چکا تھا۔ میری آنتیں الٹ رہی تھیں اور میں سر سے پیر تک کانپ رہا تھا۔

فراؤ اسپیگل میں جنبش کرنے تک کی سکت نہ تھی چنانچہ میں نے اطمینان سے اس کی تلاشی لی۔ گنجے کی بھی تلاشی لی۔ گنجے سے کچھ نہ ملا اور فراؤ اسپیگل سے کچھ زیادہ نہ ملا۔ اس کے لباس میں ایک نازک سا بٹوا تھا۔ چند رائج الوقت نوٹوں کے علاوہ اس میں چاندی کے ایک روپے برابر ڈبیہ تھی۔ میں نے ڈبیہ کا ڈھکن کھولا۔ اس میں ایک درجن سفید رنگ کی چپٹی گولیاں تھیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ گولیاں کاہے کی تھیں لیکن میں جانتا تھا کہ جب تک ان گولیوں کا مکمل کیمیاوی تجزیہ نہ کر ڈالوں گا اپنے آپ کو محفوظ تصور نہ کر سکوں گا۔

میں نے اپنی پتلون کا بایاں پائنچہ چڑھا کر زخم پر تولیہ لپیٹ دیا۔ زخم دیکھنے میں خوفناک ضرور تھا لیکن خطرناک نہ تھا اپنے چہرے پر کی خراشوں کا بھی جو کچھ کرسکتا تھا کر گزرا۔ شانے میں دانتوں کے زخم کے تعلق میں کچھ نہ کرسکتا تھا سوائے اس کے کہ زہر مارنے کا انجکشن جلد از جلد لے لوں۔ میں نے اس وقت خدا سے دعا کی کہ دیرانٹی دانتوں کے نشانات سے کوئی غلط نتیجہ اخذ نہ کرے۔ اور حسد کی آگ میں جلنے نہ لگ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ پھر بڑی خطرناک عورت تھی۔

دلاسا بوانی کے بڑے کمرے میں سے میں نے اپنے ہوٹل میں دیرانٹی کو فون کیا۔ تفصیلات بتائے بغیر میں نے اس سے کہا کہ وہ ہمارا کل سامان پیک کر کے پیازا روما پہنچ جائے اور ایک کار کرائے پر حاصل کرے "تاکہ ہم جلد از جلد وینس سے نکل سکیں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں جتنے بھی جلد ممکن ہو ہرمالکوڈ سے ملنا چاہتا ہوں۔

اور جب میں اپنی لانچ کی طرف جا رہا تھا تب پہلی دفعہ یہ انکشاف ہوا کہ میرے دائیں جوتے کی ایڑی غائب ہونے سے میں لنگڑا رہا تھا نراؤ اسپگل کی لانچ ہماری لانچ کے قریب بندھی ہوئی تھی۔ وہ گنجے باورچی کو لیئے اپنی مرضی سے اور اکیلی آئی تھی اور ہماری لانچ کو موجود پاکر اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس کی مدبھیڑ کسی سے ہوگی اور اس کے لئے وہ تیار تھی۔

میں نے اس کی لانچ کا کاک کھول دیا اور چند منٹوں تک خاموش بیٹھا اس کی لانچ میں پانی بھرتے دیکھتا رہا اور پھر میں نے اپنی لانچ چلا کے میں نے آدھے میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ میرے جبڑے اور دانتوں نے بغاوت کردی اور کانپنے پر تنے کرنے لگا میں جانتا تھا کہ ایک سرے تک میں بچارے سیورس کی آخری چیخ کو بھلا نہ سکوں گا۔

پندرھواں باب
مارے گئے

وینس واپس پہونچ کر میں نے لاؤ پنچ ذیاگیری بالڈری میں چھوڑ دی اور پھر سیدھا رائل دانیالی پہونچا۔

برآمدے میں ٹیلیفونوں کی قطار رکھی ہیں نے لندن کو فون کر کے کہا :۔

" مادر جا ہو۔ رنگ ماسٹر سیورس مارا گیا۔ میں جا رہا ہوں۔ آج شام ہدایتوں اور احکامات کے لئے فون کروں گا "

ایک آواز نے دوسرے سرے پر سے کہا " شکریہ "

اور پھر دوسری طرف ریسیور رکھ دیا گیا۔

اس کے بعد تیز واقعات ہوئے۔ میں بازاروما میں دیرائی سے ملا۔ یہ جگہ اسٹیشن کے بہت قریب تھی۔

اس نے ڈرائیور والی ایک کار کا سودا کر لیا تھا اور ـــــ یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا ـــ بہت سے ٹیلیفون بک کئے تھے۔ وہ ہلڈا کی طرح ہی کارگزار تھی اور اسے بھی قدرت کی طرف سے وہ عطیہ عطا ہوا تھا جو ہلڈا کو۔ یعنی دیرائی بھی موقع بے موقع ، الٹے سیدھے سوالات نہ پوچھتی تھی۔ بہر حال اس وقت میں خاموش رہنے کے موڈ میں تھا۔ میرے دماغ پر ایک بوجھ سا تھا اور مجھے بہت کچھ سوچنا تھا۔ ہم ٹیکسی میں سوار ہو کر بولزانو پہنچے ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے اسے رخصت کر دیا اور ریلوے اسٹیشن کے ریستوراں میں ایک گھنٹے تک منتظر

بیٹھے رہے ۔

ایک گھنٹے کے بعد ہلکے نیلے اور پیلے رنگ کی رولس رائس جسے وردی پوش شوفر ڈرائیو کر رہا تھا ۔ ہمیں لینے آ گئی ۔ رولس کے پچھلے حصے میں شرابوں کی کیبنٹ تھی ۔ میں نے وہسکی اور سوڈا کا ایک بڑا جام چڑھایا اور پھر نشست پر پھیل کر سو گیا ۔ اور جب تک درۂ برینر کی کسٹم کا دفتر نہ آ گیا میں سوتا رہا ۔

ہم آسٹریا میں ٹھہر گئے کیونکہ وہاں کسٹم کا چیکنگ نہ تھا ۔ اسی رات ٹھیک دس بجے ہماری کار شاہراہ پر سے ہٹ کر ایک تنگ سڑک پر آ گئی اور اب ہمارا راستہ صنوبروں کے جنگلوں میں سے گزر رہا تھا ۔

اندھیرا زیادہ تھا اور پھر میں بھی ایسی تھکن محسوس کر رہا تھا کہ اس خیال کو کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھنے کو جی نہ چاہتا تھا حالانکہ میں یہ اندازہ ضرور لگا سکتا تھا کہ یہ شکار گاہ تھی اور کار میں سے اترنے کے بعد جہاں مجھے پہنچایا گیا وہ شکار گاہ کی کوٹھی تھی اور ان دونوں ہی مقامات کا مالک مسٹر ایہ مالکوڈاہی تھا ۔

ایک موٹا بڈھا اور مسکراتے چہرے والا شخص ایک قاب میں سینڈوچ اور شابلس شراب کی نصف بوتل سجا کر میری خواب گاہ میں لے آیا ۔ میں سینڈوچ اور بوتل کی شراب ختم کر چکا تھا کہ تریزا آ گئی ۔

اس نے کہا ۔ " لاؤ بھئی اب تمہاری ٹانگ کے زخم کا علاج کیا جائے ۔"

میں نے کہا ۔ " نہیں صبح تک یہ مجھے کوئی تکلیف نہ دے گا ۔ یہ جگہ کہاں ہے ؟"

وہ بولی ۔ " اس کے قریب ترین جو قصبہ یا گاؤں ہے وہ شہزاد کہلاتا ہے ۔ انسبرک سے زیادہ دور نہیں ہے ۔"

" اور یہ مکان ؟ "

"اس کا نام شالیت پابیگی ہے اور اس کے مالک ......"

"ہر مالکوڈ ہیں" میں نے اسے لقمہ دیا اور پھر اپنی جیب میں سے وہ کاغذ نکال کر جس پر گینجے نے مرنے سے پہلے پیغام لکھا تھا، اسے دیتے ہوئے کہا "ترجمہ کر دو"

اس نے وہ تحریر پڑھی اور چند ثانیوں بعد اس کا ترجمہ مجھے زبانی سنایا۔

میں نے سوچا کہ گینجے نے اپنی آخری سانسوں کے وقت یہ چند سطور لکھنے میں اپنے دل پر کس قدر جبر کیا ہوگا اور اپنے دماغ کی ختم ہوتی ہوئی قوتوں کو کتنی کوششوں کے بعد سنبھال کر لکھا ہوگا۔

بالڈی کی تحریر کا انگریزی ترجمہ دیرانی نے اس طرح کیا تھا:۔

"زیغرسی ایک بار پھر...... انہیں ہال میں باتیں کرتے سنا تھا .... زیغرسی .... وادرسی کہتی ہے صرف دس منٹ کا راستہ ہے ...... بہت اچھی جگہ ہے ...... ایل ۔ ن ۔ یا کے ۔ ایسن کوڈال دو ۔ کوئی بھی ...."

دیرانی ترجمہ سنا چکی تو خاموش ہو گئی اور سامنے کھڑی سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ خدا جانے کیوں میں اب بھی اسے بتانے اور تشریح کرنے کے موڈ میں نہ تھا۔

میں نے پوچھا "ہر مالکوڈ کب آ رہے ہیں؟"

"کل"

"دیکھو دیرانی ۔ جہاں تک میں جانتا ہوں یا میری معلومات کا تعلق ہے اس کی تفصیل میں کل صبح تمہیں بتا دوں گا"

وہ بولی "جہنم میں جائے سب کچھ ۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ۔ زخم میں سے خون بہت نکل گیا ہوگا ۔ لاؤ ۔ مجھے ...."

"فکر نہ کرو۔ زخم خطرناک نہیں ہے۔ ٹھیک ہے"۔

"نہیں قطعی ٹھیک نہیں ہے۔ تم نے اس پر کوئی گندہ چیتھڑا لپیٹ رکھا ہے۔ سپٹک ہو سکتا ہے یا ہو جائے گا"۔

میں نے ہتھیار ڈال دئے اور روبرا ٹی نے وہ سب کچھ کر دیا جو وہ کرنا چاہتی تھی۔ یعنی میرا زخم دھو یا گیا، مرہم لگایا گیا، پٹی کسی گئی اور پھر مجھے ایک بچے کی طرح بستر میں لٹا کر میرے ہونٹ چومے گئے۔ یہ شب بخیر کا بوسہ تھا۔

میں نے کہا "یہ ریغرسی دہی ہو سکتا ہے جو میرا اندازہ ہے؟ ایک جھیل؟"

"ہاں"

اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا لیکن منھ سے کچھ نہ کہا وہ جان چکی تھی کہ میرے دل میں کیا ہے اور میں کیا سوچ رہا ہوں۔

اس کے کمرے سے چلے جانے کے بعد میں نے لندن فون کیا۔

میں نے کہا "رنگ ماسٹر۔ انبرگ کے قریب شوازادر۔ اس میں شالیت پاگی میں اس جگہ اور اس عمارت میں ہوں"

دوسرے سرے پر سے ایک آواز نے کہا "پاپیگی کے معنی ہیں طوطا"

میں نے کہا "شکریہ"

میں بستر میں پھیل کر لیٹ گیا لیکن نیند کا کوسوں پتہ نہ تھا۔ چنانچہ میں گنجے باورچی کے ادھورے پیغام کی خانہ پری کرنے لگا۔ یہ سمجھنا تو آسان تھا کہ دونوں میں سے ایک لڑکی کا ــــــ لوئی یا کیٹیا رینا کا خاتمہ ہو جانے والا تھا۔ ان میں سے کسی ایک کو تالاب میں غرق کیا جانے والا تھا۔ یہ تالاب کسی جگہ سے صرف دس منٹ کی مسافت پر تھا یہ جگہ کہیں بھی تھی بہر حال گزشتہ رات اسی جگہ سیسے کا زنہ تابوت بھی پہونچایا گیا تھا۔

ویراٹی کافی اور ناشتہ لے کر آگئی اور پلنگ کی پٹی پر بیٹھ کر میرے ساتھ ناشتہ کرنے لگی۔

میں نے کہا "ویراٹی معاف کرنا کہ کل میرا مزاج ذرا بگڑا ہوا تھا"

وہ بولی "یہ میں نے سمجھ لیا تھا"

"اچھا؟"

"جب تم نے اس پیغام کا ترجمہ کرنے کو کہا تو اس وقت تم جانتے ہی تھے کہ اس پیغام میں کیا ہے۔ میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

"نہیں"

"اگر وہ پیغام تمھارے حسبِ حال ہوتا تو تم اسے مجھے نہ دکھاتے اور نہ ہی میرے ذریعہ بھجوانے کا ارادہ کرتے"

"شاید تمھارا اندازہ غلط نہیں ہے۔ میں نے قسمت پر بھروسہ کر کے ہوٹل کے کلرک سے اس کا ترجمہ کروایا تھا۔

"محض اس لئے کہ تم نے اس میں چار حرف دیکھ لئے تھے؟ یعنی ایل۔ بی اور کے۔ ایس؟

صفائی پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیٹادینا کے متعلق میں تمھارے احساسات سے واقف ہوں۔ اور گزشتہ کل تم دن اسی کے لئے سوچتے رہے اور میرا وجود اور عدم وجود تمھارے لئے برابر تھا۔"

میں نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا تو وہ سر ہلا کر اور مسکرا کر بولی:۔

"اگر کے۔ ایس۔ نہ ہوتی۔ تب بھی تم نے ایسا ہی کیا ہوتا۔ یہی ایک بڑی کمزوری ہے تم میں۔ تم کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہو ــــــ کسی

دور دراز چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو اور اسے حاصل کرنے کی امید میں ہمیشہ احمقانہ طور پر قسمت آزمائی کرتے ہو۔ سچ کہا؟ ہاں۔ لیکن ویراٹی! کیا ہم سب دور دراز چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے؟ ہمارے پاس جو کچھ ہے کیا ہم اس سے زیادہ حاصل کرنا نہیں چاہتے؟"

"شاید ہم سب ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن آخر میں ہم میں سے اکثر ہمارے پاس جو کچھ ہے، اس پر صبر شکر کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ تم ایسا بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟"

"کی ہے۔ شروع سے کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ عارضی طور پر۔ تھوڑے وقت کے لئے ـــ کامیاب ہو جاتا ہوں لیکن پھر وہی ـــ مجھے افسوس ہے اس کا۔"

وہ اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ سرو قد اور پرکشش۔ اس کے بال ایک ہفتے سے گدی پر بندھے ہوئے تھے۔ میں جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ جو چاہتی ہے میں دے نہیں سکتا۔ اپنے آپ کو دھوکا دینا فضول تھا اور جو کچھ تھا اسے چھپانا بھی فضول تھا۔ جہاں تک ویراٹی کا تعلق تھا میں اس کی زندگی میں گھڑی بھر کے لئے آیا تھا اور میرے رجحان سے واقف ہونے کے باوجود اس نے مجھے قبول کر لیا تھا۔ میں ویراٹی کو دھوکا دینے کے لئے تیار نہ تھا۔

"میرے لئے ایک سگریٹ تلاش کر کے لے آؤ" میں نے کہا۔ "اور میں ساری تفصیلات تمہیں سنا دوں گا"

اپنے ڈریسنگ گون کی جیب میں سے سگریٹوں کا پیکٹ اور لائٹر نکال کر وہ ایک بار پھر پلنگ پر آ بیٹھی۔ وہ میرے قریب سرک آئی اور پھر دفعتًہ اس کا سر میرے شانے پر ٹک گیا اور میں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔

ویراٹی کافی اور ناشتہ لے کر آگئی اور پلنگ کی پٹی پر بیٹھ کر میرے ساتھ ناشتہ کرنے لگی۔

میں نے کہا "ویراٹی معاف کرنا کہ کل میرا مزاج ذرا بگڑا ہوا تھا"

وہ بولی "یہ میں نے سمجھ لیا تھا"

"اچھا؟"

"جب تم نے اس پیغام کا ترجمہ کرنے کو کہا تو اس وقت تم جانتے ہی تھے کہ اس پیغام میں کیا ہے۔ میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

"نہیں"

"اگر وہ پیغام تمھارے حسب حال ہوتا تو تم اسے مجھے نہ دکھاتے اور نہ ہی میرے ذریعہ بھجوانے کا ارادہ کرتے"

"شاید تمھارا اندازہ غلط نہیں ہے۔ میں نے قسمت پر بھروسہ کر کے ہوٹل کے کلرک سے اس کا ترجمہ کروایا تھا۔

"محض اس لئے کہ تم نے اس میں چار حرف دیکھ لئے تھے؟ یعنی ایل۔ بی اور کے۔ ایس؟

صفائی پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیٹاوینا کے متعلق میں تمھارے احساسات سے واقف ہوں۔ اور گزشتہ کل تم دن اسی کے لئے سوچتے رہے اور میرا وجود اور عدم وجود تمھارے لئے برابر تھا۔"

میں نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا تو وہ سر ہلا کر مسکرا کر بولی:۔

"اگر کے۔ ایس۔ نہ ہوتی۔ تب بھی تم نے ایسا ہی کیا ہوتا۔ یہی ایک بڑی کمزوری ہے تم میں۔ تم کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہو ــــــ کسی

دور دراز چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو اور اسے حاصل کرنے کی امید میں ہمیشہ احمقانہ طور پر قسمت آزمائی کرتے ہو۔ سچ کہا؟ ہاں۔ لیکن ویراٹی! کیا ہم سب دور دراز چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے؟ ہمارے پاس جو کچھ ہے کیا ہم اس سے زیادہ حاصل کرنا نہیں چاہتے؟"

"شاید ہم سب ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن آخر میں ہم میں سے اکثر ہمارے پاس جو کچھ ہے" اس پر صبر شکر کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ تم ایسا بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟"

"کی ہے۔ شروع سے کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ عارضی طور پر۔ تھوڑے وقت کے لئے ـــــ کامیاب ہو جاتا ہوں لیکن پھر وہی ـــــ مجھے افسوس ہے اس کا۔"

وہ اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ سرو قد اور پر کشش۔ اس کے بال ایک ہفتے سے گدی پر بندھے ہوئے تھے۔ میں جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ جو چاہتی ہے میں دے نہیں سکتا۔ اپنے آپ کو دھوکا دینا فضول تھا اور جو کچھ تھا اسے چھپانا بھی فضول تھا۔ جہاں تک ویراٹی کا تعلق تھا میں اس کی زندگی میں گھڑی بھر کے لئے آیا تھا اور میرے رجحان سے واقف ہونے کے باوجود اس نے مجھے قبول کر لیا تھا۔ میں ویراٹی کو دھوکا دینے کے لئے تیار نہ تھا۔

"میرے لئے ایک سگریٹ تلاش کر کے لے آؤ" میں نے کہا، "اور میں ساری تفصیلات تمھیں سنا دوں گا"

اپنے ڈریسنگ گون کی جیب میں سے سگریٹوں کا پیکٹ اور لائٹر نکال کر وہ ایک بار پھر پلنگ پر آ بیٹھی۔ وہ میرے قریب سرک آئی اور پھر دفعتہً اس کا سر میرے شانے پر ٹک گیا اور میں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔

کچھ دیر بعد میں جو کچھ ہوا تھا اس کی تفصیلات بیان کرنے لگا۔ ویراٹی نے میرے لئے سگریٹ سلگائی اور ہم دونوں کے درمیان جو کھنچاؤ تھا وہ ڈھیلا پڑ گیا۔ اس نے بھی سب کچھ سمجھ لیا اور میں نے بھی کیونکہ اس وقت نری جذبانیت کا چھلکا اتر چکا تھا اور حقیقت ہمارے سامنے عریاں کھڑی تھی۔ وہ بھی جانتی تھی اور میں بھی جانتا تھا کہ اس حقیقت کو جگمگاتا ہوا لباس پہنا کر ہم بہت دیر تک اپنے آپ کو دھوکا نہ دے سکیں گے۔ اس نے اپنی عمر میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ مر چکا تھا خود ویراٹی نے اسے گولی مار دی تھی۔ میں نے بھی صرف ایک لڑکی سے محبت کی تھی اور اسے شاید جھیل میں غرق کر دیا جائے گا۔ اپنے محبوب سے شادی کرنے سے پہلے بھی وہ شاید جانتی تھی کہ وہ ایک جلاپا مول لے رہی ہے۔ کیٹارینا کو میں نے اپنے دل میں یہ جانتے ہوئے جگہ دی تھی کہ میں شاید ایک مصیبت مول لے رہا ہوں۔ ویراٹی اس وقت تک اس جلاپے کو برداشت اور نظر انداز کرتی رہی تھی جب تک کہ پانی سر سے اونچا نہ ہو گیا۔ میں بھی کیٹارینا سے پیدا شدہ مصیبت کو برداشت کر کے آگے بڑھ رہا تھا اور یہ امید لئے بیٹھا تھا کہ میری قسمت اتنی بری نہ ہو گی جتنی کہ ویراٹی کی تھی۔

ہر مالکوڈ، ہر اسٹبلسن اور ایک تیسرا آدمی اس رولس رائس میں سوار ہو کر آ گئے جو انہیں لینے کے لئے السنبرگ سے روانہ ہوئی تھی دوپہر کے کھانے کے وقت کے فوراً بعد یہ تینوں آ گئے۔

اور ہماری ملاقات اس دھوپیلے کمرے میں ہوئی جو باغ کے رخ تھا۔ ہم پانچ آدمی تھے۔ مالکوڈ، اسٹبلسن، ان کا تیسرا ساتھی، ویراٹی اور میں۔

مالکوڈ نے پرانے فیشن کا کالا ٹوئیڈ کا کوٹ اور برجس پہن رکھی تھی اور اس کی آنکھوں تلے سیاہ حلقے تھے جو اس کے سفید چہرے کو عجیب مضحکہ خیز بنا رہے تھے۔ اسٹبلسن کا چہرہ حسب معمول چمکتا ہوا اور پلاسٹکی تھا اور ویراٹی پس منظر کے سایوں میں گم تھی نوٹ بک اور پنسل لئے ہوئے۔ وہ تیسرا آدمی، جس کا تعارف مجھ سے نہیں کرایا گیا، اس پوری بحث میں شروع سے آخر تک خاموش رہا۔ اس نے ایک لفظ تک نہ کہا۔ وہ اس تمام عرصے میں اپنی چھڑی پر جسم کا تقریباً سارا بوجھ ڈالے کھڑکی کے سامنے ادھر سے ادھر ٹہلتا رہا۔ اس کی عمر ساٹھ سے تجاوز کر چکی تھی اور اس کا شیر سا سنجیدہ چہرہ ایک عرصے سے مسکرانا بھول گیا تھا۔ جس ڈھنگ سے وہ ٹہل رہا تھا اس سے مجھے کچھ ایسا معلوم ہوا کہ اس کی بائیں ٹانگ گھٹنے سے نیچے نقلی ہے۔

میں نے مالکوڈ کو تمام واقعات بتادیئے حتیٰ کہ سیوردس کے متعلق بھی اسے بتا دیا البتہ یہ کہا کہ سیوردس وہ شخص تھا جس سے میری ملاقات وینس میں ہوئی تھی اور اسے معاوضہ دے کر میں اپنے ساتھ لایا تھا۔

مالکوڈ خاموشی اور غور سے سب کچھ سنتا رہا اپنے منہ میں ٹکڑا اسگار دبوچے وقتاً فوقتاً سر ہلاتا رہا اور جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا:۔

"اور اس سے تم نے کیا نتائج اخذ کئے ہیں مسٹر کارنر؟"

میں اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا اور باہر دیکھنے لگا۔ میرا شانہ، جہاں فرانز اسپیگل نے اپنے دانت گاڑے تھے، ذرا درد کرنے لگا تو میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے کھجلا لیا۔

میں نے کہا "اس کا تو بہر حال اب مجھے یقین ہو چکا ہے کہ حقیقت مجھے بتائی نہ جائے گی اور نہ ہی اس بات سے آگاہ کیا جائے گا کہ یہ سب کیا اور کیوں ہو رہا ہے۔ بہت اچھا یونہی سہی۔ مجھے بڑبڑانے کا حق ہی کیا ہے؟

"مجھے صرف ایک بات سے دلچسپی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی لڑکی کو جھیل میں غرق کر دیا جائے۔ اس ایک بات کو میں بٹی ہوئی وفاداری سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔"

مالکوڈ نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "مسٹر کارور! تم نے ہماری جتنی کچھ مدد کی ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر تمہاری سکریٹری تمہارے خرچ اور فیس وغیرہ کا بل بھیج دے گی تو میں جواب میں اس کا چیک بھجوا دوں گا۔"

"یہی چاہتے ہیں آپ؟"

"ہاں" وہ بولا۔ "اور یہ بھی بتادوں کہ تم جتنے کا بل بھجواؤ گے میں اس میں بونس اپنی طرف سے بڑھا دوں گا۔"

"مہربانی ہوگی" میں نے دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ "اتنی مہربانی اور فرمائیے کہ اپنے شوفر سے کہہ دیجئے کہ مجھے النبرگ لے جائے۔ آدھے گھنٹے میں میں تیار ہو جاؤں گا۔"

میں اپنے کمرے میں پہونچا اور فرش پر بچھی ہوئی چٹائی کے ایک لات رسید کر دی۔ دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے کسی چیز کو لات رسید کرنا ضروری تھا بہت اچھا۔ وہ لوگ مجھے رخصت کر کے اب اپنے طور پر کام کرنے والے تھے اور اس کا انہیں حق تھا۔ میں ایک تنخواہ دار ملازم تھا اور اب مجھے برطرف کر دیا گیا تھا لیکن کیتارینا کے متعلق میں جو کچھ محسوس کر رہا تھا اس سے مجھے کوئی برطرف نہ کر سکتا تھا۔

دروازے پر دستک دے کر زیراٹی اندر آگئی۔

میں نے کہا۔ "اگر تم سامان پیک کرنے میں میرا ہاتھ بٹانے آئی ہو تو میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اکیلا ہی اپنا سامان پیک کر لوں گا۔ البتہ مجھے اسٹرائی

دوسری طرف سے کنکھیوں سے میری طرف دیکھا۔
اس نے کہا "صحیح اندازا ہے البتہ تمہارا ایک اندازا غلط ہے"
"کون سا؟"
"اب تم، جیسا کہ تم نے کہا، بھاڑے کے ٹٹو نہیں رہے"
اگر یہ بات مالکوڈ نے اپنی "معجز نما" مسکراہٹ کے ساتھ نہ کہی ہوتی تو میں "ترقی" کی امید لگا لیتا۔ لیکن وہاں تو مسکراہٹ نام کو نہ تھی۔
میں نے کہا "کیا مطلب؟"
"مسٹر کارور! میں تمہاری بیہودہ شرط، جو تم نے اپنے کانٹریکٹ میں لگائی ہے قبول کرنے کے لئے ایک حد تک ہمیشہ سے تیار تھا لیکن چند در چند وجوہات کی بنا پر اب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ تم خصوصاً ایک شخص مسٹر سٹ کلف کے لئے کام کر رہے ہو —— میں اس شخص کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ اس کے علاوہ تم نے مجھ سے چند باتیں بھی چھپائی ہیں۔ وہ معلومات جو تم نے میری ملازمت میں رہ کر حاصل کی تھیں۔ میری مراد رنگین سلائڈ سے ہے۔ میں یہ باتیں غصے میں نہیں کہہ رہا۔ میں یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی خاموش رہا لیکن اب وہ وقت آ گیا ہے جب مجھے ان لوگوں پر پورا پورا اعتماد کرنا ہے جو میرے لئے کام کرتے ہیں۔ میں ان سے وہ وفاداری چاہتا ہوں جو صرف میرے لئے ہو۔ یعنی بٹی ہوئی نہ ہو۔ اب بتاؤ۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تم ایسی وفاداری کا ثبوت دو گے؟"
میں چند ثانیوں تک کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔ میں نے ویرانی کی طرف دیکھا۔ میں چاہتا تھا کہ "سالم وفاداری" کی سند وہ حاصل کر چکی ہے۔ سلائڈ کے متعلق اسی نے مالکوڈ سے کہا تھا۔
"کیا جواب ہے مسٹر کارور؟"

کرنسی میں پچاس گولڈ کی ضرورت ہے۔ جب میرا بل آجائے تو تم اس میں سے یہ رقم وضع کر لینا۔"

وہ آگے بڑھی، میرا کیس اٹھا کر پلنگ پر رکھا اور اسے پیک کرنے لگی۔

وہ بولی "میں تمہارے احساسات اور جذبات سے واقف ہوں"

میں نے کہا "اچھا!"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ اگر میں تمہاری مدد کر سکی تو ضرور کروں گی۔ میں تو تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں اور اگر تمہیں یہ خوشی کیٹارینا سے مل سکتی ہے تو میں اس سلسلے میں بھی تمہاری مدد کرنے کو تیار رہوں"

میں نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ اس کے شانے پر رکھ دیئے اور اس کی بڑی، گہری اور کالی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور پھر میں نے جھک کر اس کے ہونٹ چوم لئے۔

"تم کچھ نہیں کر سکتیں دیراٹی۔ اونٹ ایک عرصے سے بیٹھنے کی کوشش کر رہا ہے اور اب مجھے صبر و سکون سے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس کروٹ بیٹھتا ہے"

"جانتی ہوں۔ اور جب وہ وقت آجائے تو تم چاہو تو ہمیشہ مجھے تلاش کر سکتے ہو"

"اگر میں دھماکہ خیز منزل کی طرف بڑھ رہا ہوں تو مجھے تمہیں اس سے دور رکھنا ہے" اس وقت میں نہ جانتا تھا کہ بے خبری میں میں یہ کس قدر صحیح بات کہہ گیا تھا۔ "وہ ٹین کی نقلی ٹانگ والے بڑے میاں کون ہیں؟"

"ہر مالکوڈ کے کاروباری ساتھی ہیں"

"یہودی ہے؟"

"ہاں"

"ان کی ٹانگ کیا ہوئی ؟"

"اجتماعی کیمپ میں قلم کر دی گئی۔"

عین اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی میں نے ریسیور کان سے لگایا تو آواز آئی:۔

"رنگلے ماسٹر ؟"

"ہاں"

دوسری طرف سے اسی آواز نے جلدی جلدی یوں کہا جیسے وہ شخص ملائم چاکولیٹ چبا رہا ہو۔

آواز نے کہا "انسبرک رنیہ ریلوے اسٹیشن۔ آج رات ۹ بجے"

"بہت اچھا" میں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ویراٹی نے میری طرف دیکھا تو میں نے کہا "میرا کتاب ساز تھا۔ اس کمبخت نے آخر کار مجھے تلاش کر ہی لیا۔

وہ کچھ رنیہ میں نے تم سے طلب کیا ہے بھولو گی تو نہیں ؟"

میں نے دیکھا کہ وہ کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن پھر وہ پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔

اپنا سامان پیک کر چکا تو میں نیچے ہال میں آگیا۔ وہاں اسٹیلسن اکیلا تھا اور وہ بیرونی زینے تک میرے ساتھ آیا۔ اور وہاں ٹھہر کر ہم رولس رائس کا انتظار کرنے لگے۔

چونکہ میں اپنے دل پر ایک بوجھ سا محسوس کر رہا تھا اس لئے میں نے کہا "میری مجبوری سمجھا پسند کرو گے ؟"

اس نے کہا "نہیں"

میں نے کہا "واہ! تمھاری اس "نہیں" نے مجھے اپنی تھیوری بیان کرنے پر نہ صرف اکسایا بلکہ مجبور کر دیا ہے۔ سنو۔ تم کیٹارینا کو اس جھگڑے میں خواہ مخواہ گھسیٹ لائی ہو۔ اور کچھ بھی ہے پھنسایا ہے۔ اور اس لئے نہیں کہ تم مالکوڈ کے لئے کچھ کرنا چاہتے تھے بلکہ اپنے لئے۔ ہمارا راستے میں کسی جگہ اور کہیں خود اپنے لئے کچھ کرنا چاہتے تھے۔ شاید اس لئے کہ تمھیں میری طرح بھاڑے کا ٹٹو بننا پسند نہ تھا لیکن مسٹر ہنٹر اسٹبلسن، تمھاری یہ چال یا ہوشیاری کارگر نہ ہوگی۔ تم نے ایک غلط لڑکی کا انتخاب کیا تھا۔ اور یہ تم بھی جانتے ہو۔ تمھاری طرح ابتدا میں میں نے بھی سوچا تھا کہ اس معاملے کے ذریعہ میں اپنی جیبیں بھر لوں گا لیکن یہ معاملہ ہماری دسترس سے باہر ہے بڑی وسیع و عریض معاملہ ہے یہ جو ہمارے بس کا نہیں۔ اب میری مانو ــــ اور اگر تمھاری آنکھیں اب کھل گئی ہوں تو تھوڑا سا منافع حاصل کر کے اس سے الگ ہو جاؤ۔"

میں نے حیرت سے دیکھا کہ غصے ہونے کے بجائے وہ مسکرایا اور خوش خلقی سے بولا:

"شاید میں تمھارا مشورہ قبول کر لوں گا۔ کیٹارینا پر یقیناً اعتبار نہیں کیا جا سکتا میرا خیال تھا کہ وہ معتبر لڑکی ہے لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا ہے۔ لیکن اس کا ایک خط ہے میرے پاس جس نے یہ بات ثابت کر دی ہے۔"

"خط؟"

"وینس سے لکھا تھا اس نے۔ پیرس سے روانہ ہونے کے بعد پہلی دفعہ اس نے مجھے یہ خط لکھا ہے"

"میں جا کر یہ بات مالکوڈ کو بتا سکتا ہوں۔"

"میں صاف انکار کر دوں گا اور کہوں گا کہ کام پر لگے رہنے کے لئے یہ تم نے

چال چلی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب تم بہر حال، مالکوڈ کے ملازم رہنا بھی نہیں چاہتے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ ایک دفعہ میں نے تمہیں خبردار کر دیا تھا کہ کٹیا رینا کی محبت میں نہ پھنسنا۔ لو۔ کار آگئی "

کار زینے کے قدموں میں آکر ٹھیر گئی اور شوفر میرے لئے دروازہ کھولنے باہر آیا۔ میں زینہ اتر گیا۔ اسٹیبلسن میری طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے اپنا موٹا ہاتھ اٹھاکر مجھے "الوداع" کہا۔ اس کے پیچھے ہال کے دروازے میں دیراٹی کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ ذرا سا اوپر اٹھاکر نور آ جھکا لیا اور پھر پلٹ کر چلی گئی۔ میں شوفر کے ساتھ اگلی نشست پر بیٹھ گیا اور ایک گھنٹے بعد انسبرگ میں تھا۔

انسبرگ میں جب میں کار سے اتر رہا تھا تو شوفر نے ایک کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

" مادام لاتور مسین نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ میں آپ کو دے دوں "

اور رات کے کھانے کی میز پر بیٹھا میں دیراٹی کا یہی رقعہ پڑھ رہا تھا۔ اس نے لکھا تھا:۔

"ڈارلنگ"

میں جانتی ہوں کہ تم حماقت کا ثبوت دو گے میں کچھ بھی کہوں یا کچھ بھی کروں تمہیں نہ روک سکوں گی میں تم سے واقف ہوں۔ خدا کے لئے اپنی زندگی کو اندھا دھند خطرے میں نہ ڈالنا نہ سارا پیار، جواب بھی میرے دل میں ہے، تمھارا منتظر ہے۔ تم جب بھی آؤ گے اس پیار کو اپنا منتظر پاؤ گے۔

میں جانتی ہوں کہ تم بہت جلد تحصیل زیغرسی کی تلاش میں نکل پڑو گے چنانچہ تمھاری مشکل آسان کرنے کے لئے بتا دیتی ہوں کہ

جھیل زیغرسی ڈریڈ اشن سے زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ جھیل سرحد پر جرمنی کے علاقے میں ہے۔

پیار

دی"

دیراٹی نے یہ سچ کہا تھا۔ اس نے واقعی میری مشکل آسان کر دی اور میں اس منحوس جھیل کا کھوج لگانے کی دقتوں سے بچ گیا

رات کے نو بجے ایک نوجوان مجھے لینے آگیا۔ اس نے پرانی جیکٹ اور پرانی ہی پتلون پہن رکھی تھی اور جو کار وہ ڈرائیو کر رہا تھا وہ بھی گندی اور پرانی تھی لیکن جب یہی کار فراٹے بھرنے لگی تو پتہ چلا کہ اس کا ڈھانچہ کتنا ہی پرانا اور کھڑکھڑاتا ہوا کیوں نہ ہو اس کا انجن بہت تیز اور عمدہ تھا۔ اس نوجوان کی باریک بھوری مونچھیں تھیں اور اس کی نیلٹ ہیٹ میں سرخ پر لگا ہوا تھا۔ یہ نوجوان انگریز تھا اور بے حد باتونی۔ چنانچہ وہ دنیا جہان کی بے سروپا باتیں کرتا رہا۔ میں نے اسے بولنے دیا۔

ہم شارنیز کی سرحد سے جرمنی میں داخل ہوئے اور اب ہماری کار شمال کی طرف اور میونخ جانے والی سڑک پر بھاگی جا رہی تھی پانچ چھے میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد نوجوان نے اسٹیرنگ گھمایا اور کار کو شاہراہ پر سے ہٹا کر ایک مختصر سی سڑک پر ڈال دیا یہ سڑک شاہراہ سے کٹ کر دائیں طرف چلی گئی تھی۔ درختوں کے جھنڈ میں سے کبھی کبھی مجھے جھیل کے چمکتے ہوئے پانی کی جھلک نظر آجاتی تھی۔

چار میل اور آگے بڑھ کر بائیں طرف۔ کا موڑ مڑ کر ایک ڈرائیو وے پر آگئی۔

اور اس کی ہیڈ لائٹس کی روشنی ایک نیچے اور بھورے رنگ کے مکان پر پڑی جس کی دیواریں پتھر کی تھیں اور جس کی تمام کھڑکیاں بند تھیں ۔ اس سے پہلے کہ میں اس عمارت کا جائزہ لے سکتا کار کی بتیاں بجھا دی گئیں ۔

مجھے اس عمارت کے ایک تنگ عقبی دروازے کے سامنے لے جایا گیا اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہہ سکتا مجھے میرے اس نئے دوست نے برآمدے کے سرے پر واقع ایک پرانے فیشن کے باورچی خانے میں پہنچا دیا۔

اور میں سٹ کلف کے سامنے کھڑا تھا ۔ وہ باورچی خانے کی میز پر اپنے سامنے گائے کے گوشت کے ٹھنڈے تکے اور سلاد رکھے بیٹھا تھا ۔

اس نے میری طرف اور پھر میرے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھا اور پھر کہا :-

"ٹھیک ہے نک ۔ تم جاؤ ۔ ضرورت ہوئی تو میں گھنٹی بجا دوں گا "

میں نے اپنے پیچھے باورچی خانے کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی ۔ سٹ کلف نے ہاتھ ہلا کر مجھے اس کرسی پر بیٹھ جانے کو کہا جو میز کے سرے پر اور برٹ کلف کے سامنے تھی ۔ وہاں وہسکی کی ایک بوتل ، سفن اور ایک جام دھرا ہوا تھا ۔ میں نے بیٹھ کر اپنے لئے جام بھرا ۔ سٹ کلف نے سلاد اپنے منہ میں دھکیل دیا اور چبانے لگا اور میرا جائزہ لینے لگا جس انداز سے وہ میری طرف دیکھ رہا تھا وہ مجھے پسند نہ آیا لیکن پھر یہ بات بھی تھی کہ مجھے اس کا یوں دیکھنا شروع سے ہی پسند نہ تھا ۔

اس نے سلاد نگلنے کے بعد کہا " شروع سے بیان کرو اور آخر تک بیان کرو ۔ کوئی بات بھی چھوٹ نہ جائے ۔۔ ایک بات بھی نہیں ۔ سمجھے ؟ "

میں نے سگریٹ جلائی ، وہسکی کی چسکیاں لیں اور اپنی رپورٹ بیان

رنے لگا۔ اپنا بیان میں نے اس وقت سے شروع کیا جب میں وہیں پہنچا تھا اور اس وقت تک کی تفصیلات بیان کر دی۔ جب انسبرگ میں مجھے سٹ کلف کا آدمی لینے آگیا تھا۔ یعنی بھدری مونچھوں والا نوجوان۔ میں نے ردہ بات بیان کر دی جو مجھے معلوم تھی اور جو اس پیشے میں کام کی، دلچسپ اور مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ دیرانی سے اپنے نجی تعلقات کی تفصیلات میں نے بیان نہ کیں۔ اور نہ ہی یہ بیان کیا کہ کیٹارینا کے متعلق میرے جذبات یا تھے۔ ان دو کے علاوہ میں نے سب کچھ بیان کر دیا اور سٹ کلف بدالہول کی طرح خاموش بیٹھا سنتا رہا اور بڑے سکون سے گوشت کے قتلے اور سلاد چباتا رہا اور کبھی کبھی شراب کی چسکی۔ بے تکلف پہونچاتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ جب میں خاموش ہو جاؤں گا تو سوالات پوچھے جائیں گے لیکن یہ سوالات یا ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانے کے لئے میں نہ تو تیار تھا اور نہ لگانا چاہتا تھا۔ اندازے سٹ کلف کے سامنے چلتے نہ تھے۔ البتہ زیادہ سے زیادہ میں بے چین ہوتا جا رہا تھا۔ کیونکہ دفعتہً یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حالانکہ سٹ کلف فی الحال مجھے استعمال کر رہا تھا، ماضی میں مجھے استعمال کر چکا تھا اور شاید آئندہ بھی مجھے استعمال کرے گا لیکن وہ مجھے قطعی پسند نہیں کرتا تھا جب تک محکمے کا شناختی کارڈ حاصل نہ کر لوں گا۔ وہ مجھے ناپسند کرتا رہے گا اس کے باوجود مجھے برداشت کرنے کا رستا نہ کوشش کرتا رہے گا۔

اس نے کہا۔ "وہ سفید بالوں والا بوڑھا جسے تم نے تالیت پانیگی میں دیکھا تھا ——— کیا واقعی اس کی ایک ٹانگ نقلی ہے؟"

"دیرانی ——— میرا مطلب ہے مادام لاتورمسین نے اسکی تصدیق کر دی ہے۔"

"ان دونوں میں سے تم کس سے محبت کرتے ہو ـــــ ویراٹی سے یا کیٹا رینا؟"
میں نے فوراً جواب نہ دیا اس کے بجائے کھا جانے والی نظروں سے بیلا تسلا کی طرف دیکھا اور اپنے لئے وہسکی کا دوسرا جام بھر لیا۔
"کس سے؟"

اس کے اس لہجے سے میں واقف تھا۔ یہ وہ سٹ کلف بول رہا تھا جو عہدے اور فرض کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ سمجھنا حماقت تھی کہ یہ کھانے کے میز پر کی ہلکی پھلکی گفتگو تھی۔ وہ بہر طور اس چیز کو حاصل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ خواہ اس کے لئے اسے خون اور آگ کے دریا سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ اور پھر اس شخص کا خدا ہی حافظ تھا جو سٹ کلف کا راستہ کاٹنے کی کوشش کرے۔
"کٹیا رینا سے" میں نے کہا" اور میں نہیں چاہتا کہ اس کا انجام جھیل کی تہ میں ہو"
"قدرتی بات ہے۔ لیکن اگر وقت کا تقاضہ یہی ہوا تو پھر ـــــ تمہاری محبوبہ کا انجام یہی ہوگا"
"یعنی پہلے کا کام پہلے کیوں؟"
اسے نہ غصہ آیا اور نہ ہی اس طنز نے اس کے سرد دل میں گرمی پیدا کی۔
وہ بولا" بدقسمتی سے یہی بات ہے۔ چنانچہ اب مناسب ہوگا کہ ہم سیدھی معاملے کی ہی بات کریں۔ پیشہ ورانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو تمہاری ذات میں ایک نقص یا کمزوری ہے اور یہی ایک چیز تمہاری قابلیت کو ایک دائرے میں محدود کر دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم ذاتی طور پر معاملے سے دلچسپی لینے لگتے ہو اور خود اپنے آپ کو اس معاملے میں پھنسا لیتے ہو جس سے تمہارا کوئی

ذاتی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جذبات کے دباؤ میں اگر تم لگام کے اشاروں پر عمل کرنا ترک کر دیتے ہو۔ اب اگر ہم نے اپنے عمل کا وقت ان لڑکیوں میں سے کسی ایک کی غرقابی کے پروگرام کے وقت کے بعد طے کیا تو پھر تم ہماری کوئی پیش کش، کوئی ہدایت اور کوئی مشورہ قبول نہ کرو گے اور نہ ہی کسی حکم کی تعمیل کرو گے۔"

"تم سمجھتے ہو کہ میرے سینے میں دل نہیں ہے؟ اور کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب تک یہ غلیظ سیاسی الجھڑا صاف نہ ہو جائے میں اس لڑکی کی ذرا پروا نہ کروں جسے جھیل میں ڈبو دیا جائے اور جس کے زندہ سے جھیل کی مچھلیاں نوچ نوچ کر کھالیں؟"

"بالکل"

بوڑھے اور مرحوم اسپیگل کی طلیطلہ کی بنی ہوئی تلوار میں وہ سنسناہٹ نہ تھی جو سٹ کلف کے اس ایک لفظ میں تھی۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارا اندازہ سو فیصد صحیح ہے" میں نے کہا۔ "میں ایسا ہوں جیسا تم نے کہا ہے مجھے یہ باتیں پسند نہیں"

اس نے میری طرف دیکھا اور اپنی جیب سے سگار کیس برآمد کیا۔ اس کی آنکھیں خشک کنکریوں کی طرح بن گئی تھیں۔ اس نے کیس میں سے ایک سگار نکال کر اسے گھما پھرا کر دیکھا اور پھر سونگھا۔

"بالکل" وہ بولا۔ "اسی لئے تمہیں برطرف کر دیا گیا"

"بچارا نرم دل کاروز" میں نے کہا۔ "اور کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو میرا ساتھ دے" میں نے وسکی میں سوڈا ملایا۔ "اب اگر تکلیف نہ ہو تو اپنے نک سے کہیے کہ وہ مجھے ہوٹل تک پہونچا دے"

اس نے تیلی جلا کر سگار سے چپکا دی۔ وہ بڑی احتیاط سے اور بہت دیر تک سگار سلگاتا رہا۔

جب وہ سلگ گیا تو سرسٹ کلف نے کہا "یہ اتنا آسان نہیں ہے کہ تم بس میں کام نہیں کرتا کہہ کر چلے جاؤ۔ تم اپنا کام کر چکے اور اس کے لئے میں تمہارا مشکور ہوں۔ لیکن اس کام کے سلسلے میں تم بہت سی باتوں سے واقف ہو چکے ہو۔ اب یہ بات تم پسند کرو یا نہ کرو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب تم سیکورٹی کے لئے ایک زبردست خطرہ بن گئے ہو۔ میں اور زنگ تمہیں میونخ لئے جا رہے ہیں کا سائنس نہیں ہے۔ وہ اور زنگ تمہیں لندن لے جائیں گے۔ جب تم لندن پہونچو گے تو تمہارا پاسپورٹ ایک مہینے کے لئے لے لیا جائے گا اس ایک مہینے میں یہ معاملہ صاف ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری ان احتیاطی تدابیر کا تم برا نہ مانو گے بلکہ میں سمجھتا ہوں اس میں تمہیں خود اپنی ہی بھلائی نظر آئے گی۔ اس کے علاوہ تم گولیوں کی وہ چھوٹی سی ڈبیہ بھی ہمیں دے دو گے جو تم نے فرانز اسپیگل کی تلاشی لے کر حاصل کی ہے۔ اب بیٹھ جاؤ اور وہسکی کا جام ختم کر لو"۔

اور اس نے ہاتھ بڑھا کر میز کے نیچے کسی جگہ لگا ہوا گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ یہ گھنٹی زنگ کو بلانے کے لئے بجائی گئی تھی۔ اب سرسٹ کلف کے ہونٹوں پر بڑی مسکراہٹ تھی کیونکہ اب وہ اپنے پتے میز پر رکھ چکا تھا ـــ کارور نے اپنی حدود میں رہ کر بہت عمدہ کام کیا تھا اور اب کارور کو الگ کیا جا رہا تھا ـــ اس پر مہر لگا دی گئی تھی۔ اور کسی جگہ، صرف پچاس میل دور پہاڑیوں میں ایک جھیل تھی جس میں کٹیارینا یا لوئی کو غرق کیا جانے والا تھا اور سرسٹ کلف کو اس کی پرواہ نہ تھی۔ اور اس وقت میں نے تصور کی نظروں سے کٹیارینا کو دیکھا جیسی کہ میں اسے برائٹن کے گھاٹ پر دیکھ چکا تھا۔ وہی نیلی آنکھیں

جن میں دھند کے ہلکے ہلکے بادل سے منڈلا رہے تھے اور اس کے بالوں میں ہوا سرسرا رہی تھی۔ اور میں نے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے ٹھیک نیچے دیکھا اور پھر اس کی ننگی ٹانگیں دیکھیں جیسی کہ ملیشیا میں دیکھی تھیں ـــــ اور دفعتہً میرے دل میں اس کے لئے فوری اور شدید درد اٹھا۔ میں بے تاب ہو گیا۔ دن کچھ بھی تھی اور کیسی بھی تھی ہمیں یہ ثابت کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا کہ ہم کیا ہیں اور کیا ہو سکتے ہیں۔ اور میں وہ موقع چاہتا تھا۔ خدایا! آدمی کو چند مواقع چاہئیں ـــــ اگر خدا ایسے مواقع نہ دے تو خود آدمی کو پیدا کر لینے چاہئیں۔ اور پھر اگر اس آدمی میں ہمت ہو، اتنی ہمت کہ وہ عہدے داروں کے منہ پر تھوک سکے تو پھر وہ کچھ بھی بن سکتا ہے۔

میں نے نِک کے قدموں کی چاپ سنی جو برآمدے میں سے آ رہی تھی۔

سٹ کلف نے سگار کے دھوئیں کا ایک بادل سا فضا میں بکھیر دیا جب یہ بادل چھٹا تو میں نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ جیب میں سے نکل رہا تھا اور پھر میں نے دیکھا کہ اس ہاتھ میں پستول تھا اور اس کی نالی میرے سینے کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

"کارور! کوئی حماقت نہ کرنا۔" اس نے بڑی ملائمت سے کہا، "یقین کرو مجھے تم سے ہمدردی ہے لیکن اس سے آگے کچھ نہیں۔ تمھاری حماقتیں میں برداشت نہ کر سکوں گا۔"

میرے عقب میں نِک نے دروازہ کھولا۔ میں اس کی طرف دیکھنے کے لئے گھوم گیا۔ جب وہ آگے بڑھ رہا تھا تو میں نے سوڈا کی سیفن اٹھا کر اس کی ہتھی دبائی اور سوڈے کی تیز دھار سٹ کلف کے منہ پر ماری۔ سٹ کلف کے منہ پر سوڈا بہہ رہا تھا اور خود سٹ کلف اس غیر متوقع "ضرب" سے سنبھل

نہ پایا تھا کہ میں نے تیزی سے گھوم کر سوٹ کیس "سوں سوں" کرتی دھار نک کے چہرے پر ماری اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر پستول نکالتا یا سٹ کلف سنبھل کر اپنے پستول کی لبلبی دباتا میں دو تین چھلانگوں میں کمرے سے باہر تھا اور برآمدے میں بھاگا جا رہا تھا۔

ایسے بہت کم موقع آئے ہیں جب میں نے دعا مانگی ہو۔ لیکن اس وقت میں نے سچے دل سے ایک دعا مانگی۔ دعا اتنی آسان اور سیدھی تھی کہ خدا اس کو نہ صرف فوراً سن اور سمجھ سکتا بلکہ بلا تاخیر اسے قبول بھی کر سکتا تھا۔ دعا صرف یہ تھی —— اے خدا! نک اتنا ناتجربہ کار ہو کہ وہ کار کی کنجی مارسیدسی کار میں ہی لگی چھوڑ آیا ہو۔

میں نے کہا نا کہ دعا اتنی سیدھی اور آسان تھی کہ خدا کو اسے قبول کرنے میں وقت درکار نہ تھا۔ چنانچہ کنجی کار میں ہی تھی اور میرا سوٹ کیس بھی پچھلی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ خدا کی قسم اس حماقت پر سٹ کلف نک کا سر توڑ دے گا۔ انجن غرا کر بیدار ہو گیا اور چند ثانیوں بعد ہی میں اس عمارت سے بہت دور آ چکا تھا۔ اور اب میں نے کار کی ہیڈ لائٹس جلائیں۔ آپ کہیں گے میں پاگل ہو گیا تھا۔ بہت اچھا یوں ہی سہی۔ لیکن یہ کہاں کی عقلمندی تھی کہ میں سٹ کلف کے حکم کی تعمیل کر کے اپنا پاسپورٹ اور تمام کاغذات محکمے کے حوالے کر کے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتا۔ جی نہیں۔ یہ تو ریٹائرڈ شدہ بوڑھوں کا کام تھا جن کے پاس اپنے ماضی کی بھلی بری یادوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن میں تو ابھی جوان تھا اور جھیل زیغرسی میں شاید کیٹیارینا کو غرق کیا جانے والا تھا۔

سولھواں باب

سانپ اور زینے

تقریباً دو گھنٹے تک بے تحاشہ کار بھگانے کے بعد میں نے اسے صنوبر کے جنگل میں ایک ٹیلے کے قدموں میں روک لی اور اس کی پچھلی سیٹ پر لیٹ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی بے خبر سو رہا تھا۔ پو پھٹ رہی تھی اور پرندے کورس گا رہے تھے جب میں بیدار ہوا۔

میں نے کار اسٹارٹ کی اور اسے ڈھلان پر اور وہاں سے جنگل میں جہاں تک لا سکتا تھا لے آیا اگر قسمت نے یاوری کی تو ایک یا پھر دو تین دنوں تک کوئی اس کار کو تلاش نہ کر سکے گا۔ کار اسی جنگل میں چھوڑ کر اندازاً شمال مشرق کی طرف پیدل چل پڑا۔

دس بجتے بجتے میں لنگریز نامی ایک چھوٹے سے قصبے میں پہونچ گیا۔ وہاں میں نے ایک ٹارچ، ایک نقشہ اور ایک تھیلا خریدا اور تھیلے میں اپنی چیزیں بھر کر سوٹ کیس وہیں پھینک دیا۔ لنگریز سے بس میں سوار ہو کر میں بیڈٹا لڑنامی دوسری بستی میں پہونچا۔ یہاں میں نے اطالوی روپیہ تبدیل کیا اور ایک دوا ساز کو تلاش کر کے فراؤ اسپیگل کی گولیوں میں سے ایک گولی اسے دے کر کہا کہ کیا وہ اس کا تجزیہ کر کے اس کے عناصر ترکیبی بتا سکتا ہے۔ گولیاں جدید تھیں اور دوا ساز، حکیم کی طرح، "قدیم" معلوم ہوتا تھا۔ تاہم آخر میں اس نے مجھے ایک گھنٹے بعد آنے کو کہا۔

میں اس کی دکان سے باہر آیا اور ایک ہوٹل میں بیٹھ کر وقت سے پہلے دوپہر کا کھانا کھایا اور وہ نقشہ دیکھنے لگا جو میں نے لنگر نر سے خریدا تھا بیڈ مالٹر یعنی یہ بستی جہاں اس وقت میں تھا، درہ ایشن سے تقریباً تیس کیلومیٹر دور تھی۔ اور یہ درہ آسٹریا اور جرمنی کی سرحد تھا۔ نقشے پر انگلی چلا کر میں نے جھیل زیرسی تک اپنا راستہ مقرر کیا۔ اس جھیل کی نشان دہی نقشے میں ایک ذرا سے نیلے نقطے سے کی گئی تھی اور یہ جھیل درّے سے ذرا دور شمالی کی طرف تھی اور جہاں تک نقشے کا تعلق ہے اس میں اس جھیل تک جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔

کھانے سے فرصت پا کر میں نے بڑے بڑے شیشوں والی دھوپ کی عینک اور ایک چپٹی سوتی ٹوپی خریدی اور ایک گیراج میں پہونچ کر ایک چھوٹا سا اسکوٹر ایک ہفتے کے لئے کرائے پر حاصل کر لیا۔ اس بستی میں میں چونکہ اجنبی تھا اور کوئی میرا ضامن بن نہ سکتا تھا اس لئے گیراج والا پہلے تو مجھے اسکوٹر کرائے پر دینے کے لئے تیار نہ ہوا لیکن جب میں نے ڈپوزٹ کی دگنی رقم پیش کی تو وہ قدرے پس و پیش کے بعد بغیر شخص کی ضمانت کے اسکوٹر دینے پر تیار ہو گیا میں اپنے اسکوٹر پر سوار ہو کر دوا ساز کی دکان پر پہونچا تو بڑے میاں اس وقت کچھ زیادہ ہی "قدیم" دکھائی دیئے۔ بڑے میاں نے سر ہلا کر مجھے مطلع کیا کہ اس گولی کے تمام اجزا تو وہ معلوم نہ کر سکے سوائے اس کے کہ اس میں افیون کا جز زیادہ ہے اور پھر یہ انہوں نے یقین سے کہا کہ صرف ایک گولی کسی بھی شخص کو چند گھنٹوں کے لئے چت کر سکتی ہے اور تین چار گولیاں ایک آدمی کو قیامت تک کی نیند سلا سکتی ہے۔ اس کے بعد بڑے میاں ان گولیوں کے متعلق ایک "کیمیاوی" لکچر دینے لگے کہ کس قدر خطرناک اور زہریلی گولیاں ہیں یہ اور یہ کہ عام شہریوں کو یہ گولیاں اپنے پاس نہ رکھنی چاہئیں اور یہ کہ یہ مشورہ دینا ان کا فرض

ہے ۔۔۔ اور اسی وقت میں دکان سے بھاگ کر باہر آ گیا۔

میں نہ چاہتا تھا کہ بوڑھا دواساز پولس کو میرے پیچھے لگا دے چنانچہ میں اسی وقت اپنے ٹراٹے ہوئے اسکوٹر پر سوار ہو کر بیڈ ٹالز سے نکل آیا۔ دوپہر ڈھل رہی تھی کہ میں نہ صرف زیغرسی ملکہ اپنے لئے قیام گاہ بھی تلاش کر چکا تھا یہ جھیل اس سڑک سے، جو درّے تک جاتی تھی، دو میل ہٹ کر تھی۔ زیغرسی پہاڑیوں کے پیالے میں تھی اور ان پہاڑیوں کی ڈھلان تقریباً ... تھی جس پر جگہ جگہ صنوبروں کے جھنڈ تھے۔ درّے تک جاتی ہوئی سڑک سے کٹ کر چھکڑوں کا ایک کچا راستہ ان پہاڑیوں تک جاتا تھا۔ جھیل کا پانی ٹھیرا ہوا۔ نیلا اور گہرا تھا۔ پانی کے رنگ سے میں نے اندازہ لگایا کہ جھیل کی تہ میں موٹی موٹی بیلوں اور ڈوبے ہوئے درختوں کے تنوں کا ایک جال سا تھا۔ اب اگر کسی کے جسم سے یا کسی کی لاش سے وزن باندھ کر اس جھیل میں پھینک دیا جائے تو پھر وہ جسم یا لاش بیلوں اور تنوں کے جال میں پھنس کر صدیوں تک سطح پر ابھر نہ سکے گی۔ یہ جھیل ایسی تھی کہ ماہر سے ماہر پیشہ ور غوطہ زن بھی غوطہ لگاتے ہچکچائے

وہ لاجنگ، جہاں میں نے قیام کیا تھا، زیغرسی کے عقب میں اور ایک میل کے فاصلے پر تھی اور ایک تنگ گھاٹی کے سرے پر تھی۔ ایک کچا راستہ ٹیلوں پر چڑھتا اور اترتا ہوا جہاں تک پہونچتا تھا۔ راستے میں چھوٹے چھوٹے جنگل پڑتے تھے اور پھر یہ کچا راستہ دریا تک چلا گیا تھا جس کے کنارے کنارے ایک پکی سڑک چلی گئی تھی۔ یہ لاجنگ یا میری قیام گاہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے پہلو پر واقع تھی۔ یہ ایک چوبی فارم ہاؤس تھا اور اس کا مالک ایک پچاس سالہ جرمن شخص تھا جس کی بیوی بھی تھی۔ ان میاں بیوی

نے مجھے جو کمرہ دیا وہ سب سے اوپری منزل پر تھا جس کی کھڑکی میں سے دریائے اور زیغرسی تک کا خوبصورت منظر نظر آ رہا تھا۔

بعد کے تین دنوں تک میرا یہ پروگرام رہا کہ صبح سویرے ہی سینڈ ویچ لے کر، جو فراؤ مینڈر تیار کر دیتی تھی، نکل جاتا اور شام کو واپس آتا۔ میں اپنے اسکوٹر پر سوار ہو کر دس منٹ تک پورے علاقے کا چکر لگاتا۔ یہ رینج جس کا میں چکر لگاتا تھا، دس سے بارہ میل کے دائرے میں تھی اور اس کا نشان میں نے نقشے میں لگا لیا تھا۔ یہ دائرہ جھیل زیغرسی کے گرد اگرد ہی تھا۔ اپنی اس محدود "بادیہ پیمائی" میں مجھے ایک عمارت اور ایک جگہ اس سے ملتی جلتی نظر نہ آئی جس کی مجھے تلاش تھی۔ میں نے ہاسنڈ ڈاور داورسی کے نام کی تلاش میں مقامی ٹیلیفون ڈائریکٹری کی ورق گردانی کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی لیکن نتیجہ صفر رہا جب بھی میں کسی ٹیلے کی چوٹی یا میدان میں یا ڈھلان پر پہنچا اپنی دوربین آنکھوں سے لگا کر آس پاس کے علاقے کا جائزہ لیتا۔ اگر کوئی جگہ اور کوئی مکان دلچسپ معلوم ہوتا تو میں اس کے قریب پہنچ جاتا۔ میں نے ڈاکیے سے پوچھا، اپنے مکان مالک سے پوچھا اور ہر اس شخص سے پوچھا جو مجھے راستے اور جنگل میں مل جاتا۔ چونکہ میں جرمنی زبان نہ جانتا تھا اور انھیں سمجھا نہ سکتا تھا اس لئے میں نے حافظے کو کام میں لا کر اس مکان کا نقشہ پنسل سے کاغذ پر بنا لیا تھا۔ لیکن ہر شخص سر کھجا کر نفی میں سر ہلا دیتا۔

ہر شام جب میں اپنی "بادیہ پیمائی" سے لوٹتا تو اپنی قیام گاہ سے آدھا میل دور رک کر دوربین آنکھوں سے لگاتا اور بہت دیر تک غور سے فارم ہاؤس کا جائزہ لیتا۔ مجھے احساس تھا کہ سٹ کلف نے

کسی کو میری تلاش میں روانہ کر دیا ہو گا اور رسٹ کلف نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں کہاں گیا ہوں گا اور مجھے کہاں تلاش کیا جائے۔ اپنا اطمینان کرنے کے بعد ہی میں اپنی قیام گاہ میں قدم رکھتا۔

تیسری شام میری اس احتیاط کا ثمر مجھے مل گیا۔ اپنی دوربین میں سے میں نے دیکھا کہ کوئی اور نہیں بلکہ ٹک فارم ہاؤس کے دروازے پر کھڑا میرے مکان مالک ہرمینڈر سے باتیں کر رہا تھا۔ میں واپس اسکوٹر پر سوار ہوا اور اسے واپس کچی سڑک پر بھگا دیا۔ میری ضرورت کی ہر چیز میرے پاس تھیلے میں موجود تھی۔ ٹارچ، دوربین، لاچا شمر پستول، بیٹری ریزر، ایک قمیص اور جرابوں کی ایک جوڑ۔

وہ رات میں نے زیغرسی سے میں میل دور خشک گھاس کے ایک گودام میں بسر کی۔ گھاس کے بستر پر لیٹا تو نیند آ گئی۔ صبح بیدار ہوا تو انتڑیاں قل ہو اللہ کا وظیفہ پڑھ رہی تھیں چنانچہ میں نے غذا کی تلاش قریبی بستی کا رُخ کیا۔

میں ایک عمودی ٹیلے پر سے ایک تنگ سڑک کے موڑ کی طرف اتر رہا تھا کہ پیچھے سے ایک کار بھاگتی ہوئی آئی، اس کا ہارن بجا اور پھر وہ کار میرے صرف ایک انچ قریب سے نکلی چلی گئی۔ ہارن کی آواز اور پھر کار کے اتنے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اسکوٹر کا ہینڈل بے قابو ہو گیا اور میری پٹرانی ہوئی چھوٹی سی مشین بہک کر سڑک پر سے ہٹ آئی اور اچھلتی کودتی آگے بھاگی اور پھر اس نے مجھے گھاس پر پھینک دیا اور میں نے کار والے کی ماں بہن کو چند صلواتیں سنا دیں۔ اسکوٹر مجھے پھینکنے کے بعد سڑک کے کنارے پڑے پتھروں کے ایک ڈھیر سے پہلو کے بل ٹیک لگا کر اطمینان سے

کھڑا ہو گیا۔

میں اٹھا، اپنے لباس سے دھول جھاڑی اور گالیاں بکتی ہوئی اپنی زبان کی لگام کھینچ لی۔ میرے بائیں ہاتھ کی کھال ذرا سی ادھڑ گئی تھی اور زخم میں دھول اور باریک کنکریاں بھر گئی تھیں۔ سڑک کے دوسرے کنارے پر خوبصورت باغ والا چھوٹا سا دیہاتی مکان تھا۔ مکان کے ایک پہلو سے لوہے کی ایک کافی چوڑی نلی نکلی ہوئی تھی اور اس میں سے پانی کا موٹر پڑا پتھر کی ایک ناند میں گر رہا تھا۔

میں اٹھ کر اس مکان کے قریب پہونچا۔ ایک بڑے میاں بنچ پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اسے اپنا زخمی ہاتھ دکھا کر ناند کی طرف اشارہ کیا۔ بڑے میاں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میں ناند کے قریب پہونچا تو بڑے میاں نے مکان کی طرف منھ کر کے اور چیخ کر جرمن زبان میں کچھ کہا۔ میں اپنا زخم دھو چکا تھا اور اس پر اپنا رومال لپیٹنے جا رہا تھا کہ مکان میں سے ایک عورت نکل آئی۔ یہ عورت عمر میں بڑے میاں سے بہت کم تھی چنانچہ اس کی بیٹی ہو سکتی تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں تولیہ اور دوسرے میں ٹرے لئے ہوئے تھی۔ ٹرے میں پٹی کا بنڈل اور شراب کا ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے شراب مجھے دے کر کہا۔

"پی لیجئے"

اور میرا بایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر تولئے سے اسے پونچھنے اور پھر پٹی کسنے لگی۔ اس کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی اور اس کے جسم سے خشک گھاس اور بھٹی میں سے نکالی ہوئی تازہ ڈبل روٹی کی سی سوندھی اور پیاری بو اٹھ رہی تھی۔ جب وہ پٹی کس چکی تو میں نے اپنی جیب

سے وہ کاغذ نکالا جس پر سلائڈ کے مکان کا خاکہ خود میں نے بنایا تھا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی جرمنی زبان میں عورت سے اس کے متعلق پوچھنے لگا۔

"کیپٹن سائی ......" وغیرہ وغیرہ

اس نے خاکہ اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھا، نفی میں سر ہلایا اور پھر بڑے میاں کے قریب پہونچ کر کاغذ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ بڑے میاں چند لمحوں تک خاکے پر جھکے رہے اور پھر سر اٹھا کر بہت دیر تک عورت سے گفتگو کرتے رہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ دونوں کسی چیز کے متعلق بحث کر رہے تھے۔ آخر میں بڑے میاں تھکے ہوئے انداز میں اور منھ سے "ہوں اوں" کی آواز نکال کر اٹھے اور باغ کی روش پر خراماں چل پڑے عورت نے بڑی فراغت سے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور مجھے بڑے میاں کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔

پھاٹک سے باہر نکل کر بڑے میاں رک گئے، اسکوٹر کی طرف اشارہ کیا اور اپنی مادری زبان میں کچھ فرمانے لگے یہ معلوم کرنے کے لئے مجھے جرمن زبان میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ بڑے میاں اسکوٹر پر سوار ہونا چاہتے تھے۔

میں نے اسکوٹر اسٹارٹ کیا تو بڑے میاں ایک بار پھر "ہوں۔ اوں" کر کے پچھلی سیٹ پر سوار ہو گئے۔ اور سڑک سے پرے انگلی سے اشارہ کیا۔ دو میل تک بڑے میاں میری کمر میں ہاتھ ڈالے میرے پیچھے بیٹھے رہے وہ اس تیز سواری سے بہت محظوظ ہو رہے تھے چنانچہ خوشی سے بڑبڑا رہے تھے اور کبھی کبھی بے تابانہ ہو کر جرمن زبان میں کچھ کہنے لگتے جو میرے پلے نہ پڑتا۔

اور پھر ایک نئی سڑک کے موڑ پر بڑے میاں نے بڑے زور سے میرے شانوں پر دستک دی۔ ہمارے بائیں طرف پتھر کی ایک بلند اور لمبی دیوار تھی۔ ہم اسکوٹر پر سے اتر آئے اور گھاس میں اس دیوار کے متوازی کوئی دو سو گز تک چلتے رہے یہاں تک کہ دیوار، سڑک کو راستہ دینے کے لیے، دفعتہ زاویہ قائمہ بنا کر مڑ گئی۔ اس موڑ پر پہنچ کر بڑے میاں رک گئے اور دیوار کو یوں تھپتھپانے لگے جیسے یہ ان کا پسندیدہ اور پیارا گھوڑا ہو۔ دیوار کا حصہ اس کے مقابلے میں، جس کے ساتھ ساتھ ہم چل کر یہاں تک آئے تھے، نسبتاً نیا تھا۔ بڑے میاں نے جرمن زبان میں کچھ کہا، میری جہالت پر سر ہلایا۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے ایسا اشارہ کیا جیسے پھاٹک کھل رہا ہو۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ کر گھٹنوں کے بل جھک گئے اور اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ اس طرف سے فرصت پاکر بڑے میاں اٹھے اور میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنی انگلیوں پر گنتی کرنے لگے یعنی بلند آواز میں "این، زوائی" وہ گنتے رہے۔ میں جرمنی گنتی جانتا تھا۔ بڑے میاں زعین پر آکر رک گئے۔

اور اب میں سمجھ گیا۔ میں سڑک کی دوسری طرف پہونچا اور وہاں سے دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔ موڑ سے لے کر اس مقام تک، جہاں دیوار جنگل کے ڈھلان میں گھس گئی تھی، دیوار کئی برس نئی تھی۔ جہاں میں کھڑا تھا وہاں سے میں ٹھیک وہی منظر دیکھ رہا تھا جو رنگین سلائڈ کے پس منظر میں تھا۔ وہی پہاڑ اور درختوں کے وہی جھنڈ۔ البتہ فرق صرف یہ تھا کہ یہاں نہ تو پھاٹک تھا اور نہ ہی وہ طاق جس میں مقدس مریم اور یسوع کے بچپن کا بت تھا۔ اس تبدیلی کے بعد اگر میں عمر بھر اس علاقے میں بھٹکتا

رہتا تب بھی یہ جگہ تلاش نہ کرسکتا۔ صاف ظاہر تھا کہ دس برس پہلے ٹرک چوڑی کی گئی تو پھاٹک اور وہ طاق لین ڈوری میں کٹ کر غائب ہو گیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ پھاٹک کے غائب ہونے سے پہلے اس کی تصویر لے لی گئی۔ سلائڈ والی تصویر۔ کیوں؟ شاید یادگار کے طور پر۔ سراسر جذباتی وجہ۔ کچھ اور بھی واضح ہو گیا۔ گنجے باورچی کی تحریر کے مطابق یہاں سے زیغرسی دس منٹ کی مسافت پر تھا اور اسی سے اندازہ لگا کر میں زیغرسی سے دس منٹ کے راستے کے ہی دائرے میں اپنے اسکوٹر پر چکر لگایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس طرح میرا دائرہ پانچ میل کے قطر میں تھا اور یہ جگہ، جہاں اس وقت میں بڑے میاں کے ساتھ پہونچا تھا، زیغرسی سے تقریباً بیس میل دور تھی۔ چنانچہ یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ سگ فریڈ دونوں میں سے ایک لڑکی یا اس کی لاش کو۔۔۔ جسے وہ یقیناً رات کے وقت لے جائے گا۔۔۔ کسی بھی تیز رفتار سواری میں صرف دس منٹ میں کس طرح زیغرسی جھیل میں پھینک سکتا تھا الا یہ کہ اس کار کی رفتار سو میل فی گھنٹہ ہو اور یہ ناممکن تھا۔ چنانچہ میں اس نتیجے پر پہونچا کہ دونوں میں سے کسی ایک لڑکی یا اس کی لاش کو جھیل میں پھینکنے کے لئے کسی کار وغیرہ میں نہیں بلکہ کوپٹر میں لے جایا جائے گا۔

میں نے بڑے میاں کو ایک بار پھر سوار کیا اور انہیں اس طرف سے واپس لے چلا جہاں راستے میں ایک چھوٹی سی سرائے پڑتی تھی۔ اس سرائے میں میں نے بڑے میاں کو برانڈی کے دو جام پیش کئے اور نقد سکوں میں انہیں خاصا انعام دے کر ان کے مکان کے سامنے چھوڑ دیا۔

اس مقام تک واپس پہونچنے اور پھر اس کی حدود کا چکر لگا کر معائنہ

کرنے میں دوپہر ڈھل گئی اور سہ پہر بھی ختم ہونے لگی۔ پتھر کی دیوار دراصل سامنے کا احاطہ تھا اور یہ دیوار شاہراہ کے ساتھ دو میل تک چلی گئی تھی۔ جائیداد کے بقیہ تین رخ کی طرف چوبی احاطہ تھا جس میں کانٹے دار تاروں کی تین قطاریں تھیں جو احاطے کی چوٹی پر آہنی سلاخوں میں پروئی ہوئی تھیں اور یہ سلاخیں باہر کی طرف جھکی ہوئی تھیں کہ کوئی اوپر چڑھ نہ سکے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ اندر کی طرف پیالے کی شکل کا تقریباً دو سو ایکڑ تک کی زمین ہوگی جو درختوں دار ڈھلانوں سے گھری ہوئی تھی اور یہ ڈھلانیں بتدریج بلند ہوتی ہوئیں چٹیل اور ننگی چوٹیوں تک چلی گئی تھیں۔ نیا پھاٹک دیوار کے موڑ سے ایک میل آگے بڑھ کر تھا جہاں تک ایک سایہ دار اور پُرپیچ راستہ جاتا تھا۔ پھاٹک میں چوبی کواڑ تھے جس میں حلقے دار دستے لگے ہوئے تھے جو میری کوشش کے باوجود ایک انچ بھی نہ کھسکے۔

میں اس ٹیلے پر، جو پھاٹک کے انتہائی سرے پر تھا، چڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایسی جگہ پہونچ گیا جو نسبتاً کھلی تھی اور جہاں سے میں احاطے کے اندر والے "پیالے" میں دیکھ سکتا تھا۔ اور میرے سامنے وہ حویلی نما عمارت تھی عظیم الشان جس کے دو بازو تھے۔ جہاں میں تھا وہاں سے میں عمارت کے ایک بازو کا پورا رخ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ چھت نیلے رنگ کی کھپریلوں والے چھوٹے چھوٹے میناروں میں تقسیم تھی۔ ایک طرف مختصر سا پارک تھا اور اس کی آغوش میں چھوٹی سی جھیل تھی۔ ایک چھوٹا سا چشمہ اس جھیل سے نکل کر وادی کو قطع کرتا ہوا شاہراہ کی طرف جاکر غائب ہوگیا۔ میں نے دوربین سے اس پوری عمارت کا جائزہ لیا اور اس خیال سے کانپ گیا کہ موسم سرما میں اس

عظیم الشان حویلی کو گرم کرنے کے لئے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔ اس ویرانی میں زندگی کی صرف ایک علامت دکھائی دی۔ اور وہ تھا ہرہاسٹڈڈ میں کوئی ایک گھنٹے تک اسے دوربین کی زد میں لئے رہا اور یہ دیکھ کر میں خوش ہوگیا کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ وہ جھیل کے اس پار وہ کے، جو میرے سامنے تھا، ایک مینار کی چوٹی پر چڑھا اس کی چھت کی مرمت کر رہا تھا۔ اس نے اوپر چڑھنے کے لئے تین سیڑھیاں لگا رکھی تھیں۔ ایک لمبی سیڑھی زمین سے چوتھی منزل کی چوڑی چھت تک لگی ہوئی تھی۔ دوسری سیڑھی ایک چھت سے شروع ہو کر دوسری چھپٹی چھت تک، جو اس پہلی چھت سے بیس فٹ اوپر تھی، چلی گئی تھی اور پھر تیسری اور نسبتاً لمبی سیڑھی مینار کی ڈھلان تک لگی ہوئی تھی۔ اس مینار کے ایک طرف مجھے گنبد کا ایک حصہ دکھائی دے رہا تھا جو شیشے کا معلوم ہوتا تھا۔ یہ عمارت خرگوشوں کے بھٹوں کے جال کی طرح معلوم ہوتی تھی جس کے بے شمار کمروں کی بھول بھلیاں میں آدمی الجھ کر رہ جائے۔ مجھے کیٹارینا اور ٹونی کو جلد از جلد یہاں سے نکالنا تھا اور یہ کام تنہا مجھے کرنا تھا۔ اگر میں جرمن پولیس کی مدد حاصل کرنے گیا اور اگر انھوں نے میری عجیب و غریب داستان پر یقین کر بھی لیا تب بھی، میں جانتا تھا کہ میرا انجام کہاں ہوگا؟ جی ہاں برٹ کلف کے ہاتھوں! میں یقیناً اس نے جرمنی پولیس کو خبر کر دی ہوگی، اس کے آدمی مجھے تلاش کر رہے ہوں گے چنانچہ اس خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہ تھی کہ مجھے [illegible] گرفتار نہ کیا جائے گا۔

میں [illegible] تک [illegible] پر بیٹھا رہا جب تک کہ ہاسٹوڈ اپنے دن کا کام ختم کر کے مینار پر سے اتر نہ آیا۔ پھر میں ٹیلے پر سے اتر کر وہاں پہونچا جہاں میں نے اپنا اسکوٹر جھاڑیوں میں چھپایا تھا۔ اور اس پر

سوار ہو کر میں نے آسانی سے وہ چشمہ تلاش کر لیا جو احاطے کے اندر کی جھیل میں سے نکلتا تھا یہ چشمہ ڈھلان پر کی ایک نالی میں سے اور دیوار کے نیچے سے نکل آیا تھا۔ دیوار اس کے دو گز اوپر تھی۔ یہ ایک عام سی اور اینٹوں کی سرنگ تھی جو تقریباً چار فٹ بلند تھی اور اس میں جو پانی بہہ رہا تھا وہ صرف چھ انچ گہرا تھا۔ سرنگ میں آگے کی طرف اندر جانے سے دس فٹ اندر کی طرف ایک چوبی چوکھٹا لگا ہوا تھا جس پر آڑے ترچھے کانٹے دار تار لگے ہوئے تھے۔

میں ایک بار پھر اسکوٹر پر سوار ہو کر پانچ میل دور ایک گیراج میں پہونچا اور وہاں سے ایک چھوٹی سی چیز حاصل کی اور گاشتونہ میں رات کا کھانا کھایا۔ روانہ ہونے سے پہلے میں نے برانڈی کی نصف بوتل اور ایک خاصا لمبا سا سیخ خرید کر تھیلے میں رکھ لیا میری کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی گیارہ بجا رہی تھی جب میں چشمے کی سرنگ میں گھس رہا تھا۔ کانٹے دار تار چھینی سے ہار مان کر آسانی سے کٹ گئے۔ اس کے بعد سرنگ بیس گز تک چلی گئی تھی۔ یہ فاصلہ طے کر کے میں باہر نکل آیا۔ اب میں پست قامت صنوبروں کے میدان میں تھا۔ ان صنوبروں کی اوٹ میں میں بڑی احتیاط سے حویلی کی طرف بڑھا۔ تاروں بھری رات تھی اور ان کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ سیڑھیاں بدستور لگی ہوئی تھیں اور اب میں حویلی کے سامنے والے رخ کو بھی بخوبی دیکھ سکتا تھا عمارت کے دونوں بازوؤں کے درمیان بجری بچھا وسیع و عریض صحن چھٹا ہوا تھا۔ سامنے والے یعنی دور کے بازو کی ایک دو کھڑکیاں روشن تھیں اور درمیانی بلاک کے صدر دروازے کے اوپر بھی روشنی تھی۔

میں صنوبروں کی اوٹ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ سامنے والے بازو کی ایک اوپری کھڑکی کے علاوہ تمام کھڑکیاں اندھیری ہو گئیں۔

اب میں اپنی کمین گاہ سے نکل کر جھیل کے کنارے کنارے احتیاط سے اور کمر میں سے جھک کر چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھا۔ نچلی سیڑھی سے سو گز دور میں رک گیا، اپنے جوتے اتارے، ان کی ڈوریوں کو گرہ لگائی اور پھر ان کے ذریعہ دونوں جوتے گردن سے لٹکا لئے۔

بلندیاں مجھے چکرا دیتی ہیں چنانچہ نیچے نظر کئے بغیر میں سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ آخری سیڑھی پر دو تہائی فاصلہ چڑھنے کے بعد میں ایک ٹانگ بڑھا کر اس دیوار کی چوٹی پر آ گیا جو اس چھت کے کنارے پر تھی جس پر سے مینار بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ میں اس چھت کا گھوم پھر کر جائزہ لینے لگا۔ اس طرف چار مینار یا برج تھے اور ایک برج میں چھت کی سطح کے متوازی ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ اس بازو کے اندر دن تیس فٹ کا خلا تھا جو مرکزی یا درمیانی بلاک کی چھت پر جا کر ختم ہو گیا تھا۔ چھت پر مجھے ایک زنگ آلود سلاخ پڑی مل گئی اور میں نے فیصلہ کیا کہ اس سے برج کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جائے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں اس میں سے گزر کر دوسری طرف پہنچا تو گھپ اندھیرے میں تھا۔ اور یہاں میں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور صبح کی پو پھٹنے کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

چھت پر عشق لڑاتے ہوئے کبوتروں کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ سوا چار بجے تھے اور میں آرام کے لئے قطعی تیار نہ تھا جو میرا منتظر تھا۔

پتھر کا ایک زینہ دروازے سے شروع ہو کر نیچے ایک تنگ کوریڈور تک چلا گیا تھا۔ فرش پر دھول کی موٹی تہ تھی اور اس پر چمگادڑوں کی بیٹ اور چوہوں کی مینگنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جو میرے بیروں تلے چرمرا رہی تھیں۔ کوریڈور

کے انتہائی سرے پر ایک دروازہ تھا جس سے گزر کر میں مختصر سے باورچی خانے میں آگیا باورچی خانے کی دیوار سے پتھر کی ایک کونڈی جڑی ہوئی تھی جس کے اوپر ٹھنڈے پانی کا نل لگا تھا، ایک الماری تھی جس پر پیتل کے برتن رکھے تھے اور پھر ایک جالی دار چولہا تھا۔ ان سب پر دھول کی تہ تھی اور ان پر جالے لپٹے ہوئے تھے باورچی خانے سے ملحق ایک بڑا کمرہ تھا جس کے فرش پر کیڑوں کا کھایا ہوا قالین بچھا ہوا تھا، ایک قدیم طرز کی کرسی دھری ہوئی تھی، ایک جہازی صندوق رکھا ہوا تھا اور دیوار پر ایک قلمی تصویر آویزاں تھی جس میں ایک بڑے میاں درباری لباس میں سجے بڑی شان سے کھڑے تھے۔

اس بڑے کمرے سے ذرا ہٹ کر میں نے ایک خوابگاہ کا کھوج لگالیا۔ یہ خوابگاہ ننگی تھی۔ اس میں کچھ نہ تھا سوائے ایک گدے اور چٹائی کے۔ ایک سرے پر نشست گاہ تھی جس میں الماریاں تھیں اور ان الماریوں میں مراکشی چمڑے کی خوبصورت جلدوں والی کتابیں تھیں۔ سنگِ مرمر کے مخروطی آتشدان کے قریب ایک صوفہ اور دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دیوار پر سنہری سروں والی کیلوں سے سرخ چمڑا جڑا ہوا تھا اور اس پر مصوروں کے شاہکار قطار اندر قطار ٹنگے ہوئے تھے۔ اکثر تصویریں دھندلا گئی تھیں۔ اور خراب ہوگئی تھیں ہال کے آخری سرے پر دو دروازے تھے۔ ایک دروازہ چھوٹے سے غسل خانے اور بیت الخلا میں کھلتا تھا اور دوسرا، جو باہر کی طرف سے مقفل تھا، میرے خیال میں عمارت کے بازو کے بطن میں کھلتا تھا۔ میں نے کنجی کے سوراخ سے آنکھ چپکا کر دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن تالے میں کنجی لگی ہوئی تھی اس لیے کچھ نظر نہ آیا۔ یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اس ڈھنڈار حویلی میں کس قسم کا شخص رہتا ہوگا۔ اس حویلی کے مالک خاندان کی کسی

آخری یادگار، کوراستے سے ہٹا کر اسے یکسر بھلا دیا گیا۔ چمگادڑوں کی بیٹ، چوہوں کی مینگنیوں اور دھول کی تہ اور جالوں کے جال کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو اس وقت بھی یہ عمارت رہائش کے قابل تھی کیونکہ نل چل رہا تھا اور بجلی کا کرنٹ بھی جاری تھا اور غسل خانے میں بھی پانی تھا۔ مطلب یہ کہ یہ عمارت ویران یا دوسرے لفظوں میں "کھنڈر" نہ تھی۔

میں نے سالیج کا ایک ٹکڑا اکاٹا، ٹھنڈے پانی کے نل سے گلاس بھرا اور نشست گاہ کی کھڑکی سے ذرا ہٹ کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک نیچے عمارت کے سامنے کے رخ والا صحن تھا۔ صبح کے آٹھ بجے میں نے ہتھوڑا چلنے اور ساتھ ہی سیٹی پر کوئی جرمن دھن بجانے کی آواز سنی۔ یہ ہاسنٹوڈ تھا جو برج کی چھت پر چڑھ کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ پورے چار گھنٹے تک میں اس کھڑکی کے سامنے بیٹھا رہا اور یہ چار گھنٹے بے حد دلچسپ گزرے۔

سب سے پہلے جو شخص صحن میں آیا وہ ایک بوڑھا تھا۔ یہ میں یقین سے کہتا ہوں، پروفیسر وادرسی تھا۔ وہ ٹہلتا ہوا پتھر کے اس حوض کے قریب پہونچا جس میں، میں نے دوربین سے دیکھا سنہری مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ وہ حوض کے کنارے پر بیٹھ گیا اور دس منٹ تک ان مینڈکوں سے کھیلتا رہا جو حوض کے گرد اگرد لگے ہوئے تھے اور پھر مادام وادرسی نے صحن میں ظہور فرمایا۔ اس نے ہلکا پھلکا اور سفید رنگ کا لمبا لباس زیب تن کر رکھا تھا، سر پہ بڑے چھجے والی ہیٹ تھی۔ اور ہاتھ میں زنانہ چھتری لئے تھی جس کے کناروں پر جھالر ٹنکے ہوئے تھے۔ وہ پروفیسر کے پاس پہونچی اور پھر یہ جوڑا ٹہلتا ہوا جھیل کی طرف چلا اور وہاں ایک گھنے درخت کی چھاؤں میں پتھر کے ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ بڑے میاں سگار پھونکنے اور

بڑی بی اخبار دیکھنے لگیں۔ میرے علاوہ ان دونوں کو اگر کوئی اور دیکھتا تو یہ سوچ کر سر ملا دیتا کہ ایک بوڑھا جوڑا فراغت سے بیٹھا صبح کی نرم گرم دھوپ سے محظوظ ہو رہا تھا۔ بڑے معصوم نظر آ رہے تھے وہ دونوں۔

ایک گھنٹے بعد سگ فریڈ نمودار ہوا۔ اس نے نہانے کا لباس اور سفید سینڈل پہن رکھے تھے۔ وہ ٹہلتا ہوا بڈھے جوڑے کے پاس پہنچا اور وہاں پہنچ کر اس نے چند بیٹھکیں لگائیں اور چند دوسری کمر توڑ ورزشیں کیں۔ سگ فریڈ ورزش سے فارغ ہوا ہی تھا کہ کیٹارینا صحن میں آئی اور اس طرف چلی جہاں پروفیسر وادریسی اور مادام وادریسی بیٹھے ہوئے اور سگ فریڈ کھڑا ہوا تھا۔ کیٹارینا کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی میں نے ان دونوں لڑکیوں پر دوربین جما دی۔ کیٹارینا نے تولیے کا لباس پہن رکھا تھا اور وہ ٹخنوں سے ننگی تھی۔ اس نے اپنے بالوں کا جوڑا ایک فیتے کے ذریعے اپنی گدی پر باندھ رکھا تھا۔ وہ اپنے ساتھ والی لڑکی سے باتیں کر رہی تھی۔ چنانچہ اس کا پروفائل میری دوربین میں تھا کیٹارینا ہنسی اور میں بے تاب ہو گیا۔ اس کے سنہری بال، اس کی نیلی آنکھیں اس کی ریشمی جلد کی گہری رنگت۔ اس کی چال اور اس کی مسکراہٹ مجھے مسحور کر دیتی تھی۔ چنانچہ میں نصف منٹ تک اس کی خاموش پوجا کرتا رہا اور میں نے یہ نہ سوچا کہ اس کی محبت میں گرفتار ہو کر میں نے اپنے آپ کو دنیا کا عظیم ترین احمق ثابت کر دیا تھا۔ اب میں نے دوسری لڑکی کو دوربین کی زد میں لے لیا۔ اس کا قد کیٹارینا سے نکلتا ہوا تھا، اس کے بال بھی سنہرے تھے اور وہ نہانے کا لباس پہننے کے بجائے ہاتھ میں لیے ہوئے تھی چنانچہ وہ صرف بکینی میں تھی۔ یہ یقیناً لوئی ہانس تھی۔

جب وہ دونوں بنچ سے چند قدم کے فاصلے پر تھیں تو سگ فریڈ ان کے استقبال کو آگے بڑھا۔ ان کے قریب پہونچ کر اس نے بڑی بے تکلفی سے دونوں کے شانوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ میرے دل میں حسد کی ٹیس نہ اٹھی کیوں کہ اس کبوتر کی طرح نہ معلوم ہو رہا تھا جو بیک وقت دو کبوتریوں کے سامنے گٹکتا ہے۔

اس نے دونوں لڑکیوں سے کچھ کہہ کر جھیل کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں لڑکیوں نے فوراً اپنے تولیے ایک طرف پھینکے اور شانہ بہ شانہ کھڑی ہو گئیں سگ فرید نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور پھر سگنل کی طرح ایکدم سے گرا دیا اور فوراً ہی دونوں لڑکیوں نے جھیل میں چھلانگ لگا دی اور وہ دونوں ہی بے تحاشہ تیر کر جھیل کا چکر کاٹنے لگیں۔ چونکہ میں کھڑکی سے ذرا ہٹ کر اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا اس لئے جھیل کا کچھ حصہ مجھے نظر نہ آ رہا تھا چنانچہ وہاں پہونچ کر دونوں لڑکیاں بھی میری نظر سے اوجھل ہو گئیں تیس سکنڈ بعد وہ پھر حد نظر میں آ گئیں۔ وہ واپس آ رہی تھیں اور ایک لڑکی دوسری سے کوئی ایک گز آگے تھی۔ میں دیکھ نہ سکا کہ وہ آگے آنے والی لڑکی کون تھی۔ یہاں تک کہ وہ جھیل کے کنارے تک آ گئی اور سگ فریڈ نے ہاتھ پکڑ کر اسے خشکی پر کھینچ لیا۔ یہ لوئی تھی۔ میں نے دوربین میں اس کا چہرہ پھنسا لیا۔ وہ ہنس رہی تھی اور لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

کیٹارینا کو کسی نے سہارا نہ دیا چنانچہ وہ اپنے آپ ہی خشکی پر آ گئی اور ایک منٹ تک کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ لوئی اور کیٹارینا دونوں ہی عمدہ پیراک تھیں چنانچہ، میں نے حیرت سے سوچا، ان میں سے کسی ایک کو کس طرح غرق کیا جائے گا۔

میں کھڑکی کے سامنے سے ہٹ آیا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ زنجیری جھیل کے متعلق نہ سوچوں جو یہاں سے صرف چند میل دور تھی۔ باوجود کوشش کے میں اپنے بھیانک خیالات کو پیچھے نہ دھکیل سکا چنانچہ غصے کی جھونجھ میں میں نے فرش پر پڑے ہوئے تکئیے کے ایک لات رسید کردی تو اس نے دھول کا مرغولہ اگل دیا۔ دھول میرے نتھنوں اور حلق میں گھسی تو میں باورچی خانے میں گھس کر نل کی طرف بھاگا۔ جب میں پس آگرکچن کے سامنے پہونچا ہوں تو جھیل کے کنارے پر کوئی نہ تھا۔ وہ سب کے سب جا چکے تھے۔ میں نے صوفے پر تھپڑ مار کر دھول جھاڑی اور پھر اُس پر دراز ہو گیا۔

چند سکنڈ بعد ہی احساس ہوا کہ چھت پر سے تھوڑا چلنے یا کچھ کھٹو کنے کی آوازیں اب نہ آرہی تھیں۔

میں اٹھا، اوپر پہونچا، دروازہ کھولا اور آہستہ سے باہر نکل آیا۔ دو تین کبوتر چھت کی روشنی کے سائے میں سے پھڑپھڑا کر اڑے اور فضا میں چکر کاٹنے لگے۔ میں برج پر پہونچا اور وہاں پہونچتے ہی مجھے اپنی عمر کے سب سے بڑی حماقت کا احساس ہوا۔ میں بلند حویلی کی بلند چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا اور نیچے اترنے کا کوئی راستہ نہ تھا الّا یہ کہ حویلی میں سے گزر کر شریفوں کی طرح صدر دروازے سے نکلنا ممکن ہوتا۔ وہ سانپ کے سنٹوڈا اپنا کام ختم کر چکا تھا اور وہ سیڑھی، جو برج تک لگی ہوئی تھی، اب بیس فٹ نیچے چھت پر "لیٹی" ہوئی تھی۔

سترھواں باب

کیٹا مینا کا فلسفہ

اب یہ میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے حویلی کے ان دو کمروں میں یا چھت پر کب تک رہنا پڑے گا۔ میں تو اس ملاح کی طرح محسوس کر رہا جس کی کشتی سمندری طوفان میں ٹوٹ گئی ہو اور جو ایک ویران جزیرے پر آ پڑا ہو۔ چنانچہ سب سے پہلے مجھے اپنے اس "دو منزلہ" جزیرے کا جائزہ لینا تھا۔

چھت پر مجھے غذا کا کافی ذخیرہ مل گیا۔ بحرالکاہل کے جزیرے پر "خوراک" کا یہ ذخیرہ آبی پرندوں اور ان کے انڈوں کی شکل میں ہوتا اور یہاں، خشکی کے اس جزیرے پر، یہ ذخیرہ کبوتروں اور ان کے انڈوں کی شکل میں تھا۔

نشست گاہ کی الماری میں مشروبات بھی مل گئے۔ چند بوتلیں برانڈی کی تھیں اور راہن شراب کی دو بوتلیں جنہیں اب تک کھولا نہ گیا تھا۔ نشست گاہ میں ایک طرف کی کتابوں کی الماری کے بائیں طرف شیشے کا ایک کواڑ تھا جو کوئی چار فٹ بلند تھا جس کے نیچے درازوں کی قطاریں تھیں۔ یہ "دیواری خانہ" تھا اور اس میں چند شکاری رائفلیں اور بارہ بور کی ایک شاٹ گن تھی۔ نیچے کی درازوں کارتوس اور چھروں کے بکس تھے۔ عین اس وقت میری نظر کتابوں کی الماری میں رکھی ہوئی کتابوں کی پہلی کتاب پر پڑی اور پھر میں نے دلچسپی سے ایک ایک کتاب کو دیکھا۔ تیس کے قریب کتابیں "جنسی اور عاشقانہ" تھیں۔ وہ کتابیں جن میں عورت مرد کے جنسی اختلاط کی "سنسنی خیز" منظر کشی کی گئی تھی۔

میں کھڑکی میں سے نیچے اور جہاں تک دیکھ سکتا تھا دیکھتا رہا لیکن نہ تو کوئی باہر آیا اور نہ ہی کوئی کہیں سے نمودار ہو کر اندر گیا سورج غروب ہو گیا تو میں چھت پر پہونچا۔

اس سیاسی انجینئرنگ سے مجھے کوئی دلچسپی نہ تھی جس میں ان دونوں لڑکیوں کو پھنسایا گیا تھا۔ نہ لوگ، جو گندی سیاست کے اس پہیئے کو گھما رہے تھے اور وہ لوگ جو اسے روکنا چاہتے تھے اپنے نقشے اور ارادوں پر قائم تھے اور انسانی ہمدردی، ایک بے گناہ لڑکی کی جان بچانے کا خیال، انہیں اپنی تجویز اور نقشے سے ایک انچ بھی نہ ہٹا سکتا تھا۔ سٹ کلف، مانکوڈا اور اسمگل قسم کے لوگ ایسے ہی "نا انسان" تھے۔ پہلے سیاست پھر انسانی ہمدردی اور میں ان لوگوں میں سے نہ تھا۔ چنانچہ میں صرف یہ سوچ رہا تھا کہ ایک ہیلی کوپٹر رات کے اندھیرے میں پرواز کرے گا۔ جھیل زیغرمی پر پہونچ کر بہت نیچے تک اتر آئے گا اور پھر اس میں سے "بوجھ بندھی ایک چیز" جھیل میں پھینک دی جائے گی اور یہ چیز یا تو کیٹا رینا ہوگی یا پھر لوئی۔

بہرحال مجھے کیٹارینا سے ملنا تھا۔ اور اس کا مطلب تھا اپنی پناہ گاہ سے باہر نکل کر اور قسمت پر بھروسا کر کے حویلی کے ایک ایک کمرے میں جھانک کر دیکھنا۔ تنہا مجھے دونوں لڑکیوں کو یہاں سے نکال لے جانا تھا اور یہ کام مجھے ظاہر ہے کہ قوت بازو سے کرنا تھا۔ میرے پاس تو اپنا پستول لاجا شور تھا ہی لیکن اگر دونوں لڑکیوں کو بھی ہتھیار دے دیئے جائیں تو میرا کام نسبتاً آسان ہو سکتا تھا۔ اور کیٹارینا کے متعلق میں جانتا تھا کہ وہ بندوق چلا سکتی تھی

پہاڑیوں سے گھرے ہوئے اس پیالے میں، جس میں یہ حویلی تھی، اندھیرا اتر آیا تو میں بھی اپنی پناہ گاہ سے باہر آیا نشست گاہ کی کھڑکیوں اور

دروازوں پر موٹے سرخ پردے تھے۔ میں نے یہ پردے گرا کر لائٹ آف کر دی۔

بندوقوں کی الماری کھول کر اس میں سے شاٹ گن نکال لی۔ میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ یہ بارہ بور کی ہی بندوق تھی اور اس کے کارتوس کے بکس ایک دراز میں رکھے ہوئے تھے۔ دوسری دو بندوقیں جرمنی تھیں ایک پوائنٹ چار سو چار تھی جو سانڈ ہاتھی کو روک سکتی تھی اور دوسری پوائنٹ بائیس بیٹر تھی۔ پوائنٹ بائیس کے چھرّے کسی بھی آدمی کو آگے بڑھنے سے پہلے دوبارہ سوچنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور جب ایسا ہو تو پھر سامنے والے کی کھوپڑی اڑا دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ میں نے یہ دو بندوقیں انتخاب کر کے ان کے کارتوسوں کے ساتھ میز پر رکھ دیں۔

میں نے بندوقوں کی الماری کا شیشے کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ہینڈل کے بجائے پیتل کا ایک لٹو لگا ہوا تھا۔ غالباً اس لئے کہ یہ الماری ایک عرصے سے کھولی نہ گئی تھی اور دروازہ فریم میں پھنس گیا۔ اسے بند کرنے کے لئے میں نے دروازہ پوری قوت سے اندر کی طرف دبایا اور میں خود بھی ذرا بائیں طرف گھوم گیا کہ جب تک دروازہ پوری طرح فریم میں آ جائے تالے کی زبان اس کے خول میں پھنس نہ جائے۔ ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ فریم میں داخل ہو گیا اور میں گرتے گرتے بچا پیتل کا لٹو، جو میرے ہاتھ میں تھا، نصف کے قریب گھوم گیا اور ساتھ ہی بندوقوں کی پوری الماری میرے سامنے سے ہٹ گئی اور یوں کھل گئی جیسے اس میں چولیں لگی ہوئی ہوں اور پوری الماری کواڑ ہی ہو۔ الماری کے ہٹتے ہی ایک چار فٹ بلند اور تین فٹ چوڑا غار سا نمودار ہو گیا۔ نشست گاہ میں جلتے ہوئے قمقموں کی روشنی میں مجھے نظر آیا کہ اس غار کے دوسری طرف پتھر کا ایک تنگ زینہ تھا جو نیچے

گز نیچے تک چلا گیا تھا اور وہاں پھر ایک دوسرا دروازہ یا راستہ تھا جو چھے فٹ بلند اور صرف اتنا چوڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے نکل سکتا تھا۔

اور اب میں وہاں اندھیرے میں کھڑا تھا اور کان لگا کر سن رہا تھا۔ اور سامنے کے روشندان میں سے ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے آرہے تھے اور ان کا لمس میں اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے ایک دوسرا احساس ہوا۔ ہوا کے جھونکوں کے ساتھ پیاز کے بگھار کی بو میرے نتھنوں میں پہنچ رہی تھی۔

میں نے اپنی ٹارچ جلائی اور اسے جھکا کر روشنی کی لکیر فرش کی طرف رکھی۔ یہ ایک گذرگاہ تھی جس کے فرش پر رشول کی موٹی تہ جمی ہوئی تھی۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تو دونوں دائیں بائیں دیوار سے چھو گئے۔ بیس گز اور آگے چھے سیڑھیوں کا ایک اور زینہ تھا اور پھر گذرگاہ ایک دم سے مڑ گئی تھی اور مجھے سامنے اور چند گز آگے روشنی کا ایک چھوٹا سا حصہ نظر آیا جو نظر کے متوازی تھا اور بائیں سے دائیں طرف تک کھنچا ہوا تھا۔ میں نے ٹارچ بجھائی اور دبے پاؤں روشنی کے قریب پہنچا۔

اور اب میں ایک دوہرے روشندان میں سے، جس پر سلاخیں لگی ہوئی تھیں، ایک لمبے کمرے میں دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں یونہی فرنیچر تھا۔ پیاز اور نمک لگے گوشت کی بو اور بھی تیز ہو گئی تھی۔

غالباً یہ خاندانی اسکول روم رہا ہو گا کیونکہ میرے عین سامنے کی دیوار میں کالا تختہ جڑا ہوا تھا جو چاک سے سفید ہو رہا تھا۔ کمرے میں لوہے کے دو پلنگ تھے، ایک چھوٹی میز تھی اور سفید لکڑی کی دو الماریاں بھی تھیں۔ دروازے کے قریب ایک سنک تھا جس کے ایک طرف ایک تختہ تھا اور اس تختے پر بجلی کی

انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اور اس انگیٹھی کے سامنے فرائنگ پان لیے بیس سالہ ایک نوجوان کھڑا تھا۔ میری طرف نوجوان کی پیٹھ تھی اور وہ کوئی گیت گنگنا رہا اور فرائنگ پان میں رکھے ہوئے گوشت کے قتلوں اور پیاز کی ہوائیوں کو الٹ پلٹ کر کے بجلی کی انگیٹھی پر تل رہا تھا۔ میز پر ایک آدمی کی جگہ لگائی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ اس کمرے کو اسکول روم سے پارک میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ پلنگوں کے بیچ میں دیوار پر ایک مشین گن اور چند فوٹو گراف ٹنگے ہوئے تھے اور ان فوٹو گرافوں میں بڑی بڑی چھاتیوں والی لڑکیاں مختلف انداز میں ننگی کھڑی اور بیٹھی تھیں۔

نوجوان انگیٹھی کے سامنے سے ہٹ کر میز کے قریب آیا اور فرائی پان کا گرم گرم رسالہ ایک پلیٹ میں ڈال دیا۔ اس کے بھورے بال بہت چھوٹے کٹے تھے اور اس نے سفید قمیص اور تنگ برجس پہن رکھی تھی۔ اس نے جوتے اتار رکھے تھے چنانچہ دائیں پیر کا انگوٹھا پھٹے ہوئے اونی موزے کے سوراخ میں سے جھانک رہا تھا۔ چہرے کے نقوش پرکشش تھے لیکن اس سے کرختگی اور سخت دلیاں تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ اگر کسی سے ہاتھا پائی ہو جائے تو اس وقت یہ نوجوان عمدہ ساتھی ثابت ہو سکتا تھا۔ ایک دفعہ گوشت کا ٹکڑا چباتے ہوئے اس نے سیدھا روشندان کی طرف دیکھا لیکن اس کی آنکھوں سے مجھے خلا نظر آگیا۔ وہ روشندان کی طرف نہ دیکھ رہا تھا شاید کسی دور کے گاؤں میں اس کی کوئی محبوبہ تھی اور اس وقت یہ نوجوان سوچ رہا تھا کہ اس کی محبوبہ نے اسے اب تک کوئی خط کیوں نہ لکھا۔

میں آگے بڑھ گیا لیکن اب میں نے ٹارچ اور بھی زیادہ جھکا دی تھی اگر یہ گزرگاہ حویلی کے اوپر کے کمروں کا چکر کاٹ رہی تھی تو میں نہیں چاہتا تھا کہ میری ٹارچ کی روشنی روشندان کے ذریعہ کسی اندھیرے کمرے میں گھس جائے

کیا پتہ ایسا ہی ہو اور کیا پتہ کسی کمرے میں کوئی شخص اندھیرے میں پڑا جاگ رہا اور اختر شماری کر رہا ہو۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر میرا مصیبت میں پھنسنا یقینی تھا۔

یہ خفیہ گزرگاہ یقیناً اسی وقت بنائی گئی تھی جب اس حویلی کی تعمیر ہو رہی تھی بہرحال مجھے یہ سمجھتے دیر نہ لگی کہ اس حویلی کے "گذرے ہوئے" مکیں اس گزرگاہ کے اندھیرے میں کیا کیا کھیل کھیلتے ہوں گے۔

روشنی کا دوسرا داغ تیس گز آگے اور ایک موڑ کے بعد تھا۔ اس طرف بھی انتظام ویسا ہی تھا یعنی سلاخ دار دہرا روشندان اور اس روشندان میں سے میں نے پہلی دفعہ لوئی بانس کا مکمل جائزہ لیا۔

یہ ایک بے حد سجی ہوئی اور عمدہ خواب گاہ تھی جس کی دیواروں پہ خوشرنگ پردے تھے، سامنے سنگھار میز تھی اور ایک مسہری تھی جس کی چھت سے رنگ برنگی جھالریں لٹک رہی تھیں۔

لوئی مسہری پر لیٹی ہوئی تھی اور سرہانے کی میز پہ رکھے ہوئے لیمپ کی روشنی میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اس نے اپنے سنہری بالوں کا بڑا جوڑا یا پرسمیٹ رکھا تھا۔ اس کے شانے اور بازو عریاں تھے اور اس نے شب خوابی کا باریک گون پہن رکھا تھا۔ قبول صورت لڑکی تھی۔ البتہ کیٹیارینا کے مقابلے میں اس کا چہرہ قدرے لمبوترا اور سنجیدہ تھا اور اس سے ذہانت بھی عیاں تھی۔ وہ کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی اور آپ ہی آپ مسکرا رہی تھی۔ اچھی مسکراہٹ تھی۔

میں یہ امید لئے آگے بڑھ گیا کہ اب کیٹیارینا کا کمرہ بھی مل جائے گا۔ آگے بڑھتے وقت میں گزرگاہ کے موڑ اور پیچ ذہن نشین کرنے کی کوشش

کر رہا تھا۔ جہاں تک میں اندازہ لگا سکا اس کے مطابق میں اپنی پناہ گاہ سے نہ صرف بہت دور بلکہ بہت نیچے بھی آ گیا تھا اور اب عمارت کے درمیانی بلاک کے اندرونی حصے میں تھا اور اس حصے میں خوابگاہیں تھیں جو سامنے والے صحن کے رخ تھیں اور یہ صحن میرے بائیں طرف تھا۔ دونوں روشندان میرے بائیں طرف ہی تھے۔

میں بڑی احتیاط سے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا کہ ذرا بھی آواز نہ ہو۔ تیس قدم اور آگے بڑھ کر گزرگاہ ایک بار پھر مڑ گئی، وہاں چار سیڑھیوں کا زینہ تھا اور اس کے بعد ایک اور موڑ۔ آگے روشنی کا ایک اور داغ نظر آیا جو پچھلے دو داغوں سے زیادہ روشن، زیادہ بڑا اور قدرے نیچے کی طرف تھا اور اس دفعہ یہ روشنی میرے دائیں طرف تھی۔

یہ روشنی دیوار میں گہرے جڑے ہوئے روشندان میں سے آ رہی تھی۔ اس روشندان پر سلاخوں کے بجائے آہنی جالی لگی ہوئی تھی جو گل بوٹوں کی شکل میں کاٹی گئی تھی۔ روشندان تین فٹ لمبا اور دو فٹ گہرا تھا اور اتنا نیچا تھا کہ اس میں سے جھانکنے کے لئے مجھے ایک گھٹنا گزرگاہ کے فرش پر ٹیکنا پڑا۔ پتہ چلا کہ میں بہت اوپر کانچ کے اس گنبد کے نیچے تھا جسے میں نے زمین کی سطح سے دیکھا تھا اور جو درمیانی بلاک کی چھت کے عین بیچ میں ابھرا ہوا تھا۔ گنبد کا کانچ اندر کی طرف لمبے ریشمی فیتوں کی طرح لٹک رہا تھا۔ کانچ کے ان فیتوں میں قمقمے پوشیدہ تھے چنانچہ گنبد میں سے ہلکی سبز روشنی کا آبشار سا ایک بڑے کمرے میں گر رہا تھا۔ اس گول کمرے کا فرش، جہاں میں تھا وہاں سے، کوئی سو فٹ نیچے تھا۔

گول کمرے کے فرش میں سفید و سیاہ ٹائلیں جڑے ہوئے تھے۔ کمرے

کے سرے پر چھت دار غلام گردش بنی تھی جو سنگ مرمر کے ستونوں پر ٹکی ہوئی تھی۔
جہاں میں تھا وہاں سے مجھے غلام گردش میں کوئی کھڑکی نظر نہ آرہی تھی البتہ
صرف ایک دروازہ تھا جو ضرورت سے زیادہ بلند تھا اس میں وزنی کواڑ لگے
ہوئے تھے جن کی چولیں آہنی اور بہت بڑی تھیں۔ کواڑ کی طرف پشت کئے اور
گول کمرے کے "مرکز" کی طرف منہ کئے ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا جو اس نوجوان
کی گویا "کاربن کاپی" تھا جسے میں نے کوہستان و بیاز کے قتلے تلتے دیکھا تھا۔
فرق صرف اتنا تھا کہ اس نوجوان نے وردی پہن رکھی تھی چنانچہ یہ ڈیوٹی پر
تھا۔ وہ سر سے ننگا تھا۔ اس کے بال بھورے تھے۔ اس نے کالی ریشمی
قمیص پہن رکھی تھی جس کے کالروں کی جگہ بو تام تھے جو اس نے لگا رکھے تھے
چنانچہ گلا اچکن کی طرح بند تھا۔ آستینیں پھولی ہوئی تھیں۔ برجس بھی کالی تھی۔
اور اس کے پیروں میں جو نوکیلے جوتے تھے وہ بھی کالے تھے۔ اس کے ہاتھ
میں بلکہ یوں کہیے کہ کہنی کے ہک میں مشین گن تھی۔ وہ دونوں ٹانگیں ذرا
چوڑی کیے ہوئے مستعد اور بے حرکت کھڑا تھا۔

گول کمرے کے عین بیچ میں تین سیڑھیوں والا ایک سنگ مرمر کا چبوترہ
تھا اور اس پر ایک تابوت گاہ تھی جو دس فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی اور
تقریباً دو فٹ بلند تھی۔ یہ اس پورے چبوترے اور اس پر کی تابوت گاہ پر
بڑے بڑے مخملی پردے پڑے ہوئے تھے اور یہ پردے ان سنہری لٹووں میں
سے نکل رہے تھے جو سیپیوں کی شکل کے اور چاروں کونوں پر جڑے ہوئے تھے
گول کمرے کے اس حصے کی طرف، جہاں میں تھا، رخ کئے اور تابوت گاہ کے
سامنے تین انسان کھڑے تھے۔

اور یہ تین تھے۔ پروفیسر وازسی، سگ فریڈ اور مادام وادرسی۔ وہ دونوں

مردوں نے ڈنر جاکٹ پہن رکھے تھے۔ مادام داورسی لمبے سیاہ لباس میں ملبوس تھی اور اس کے بازو ننگے تھے۔ موتیوں کی دھری مالائیں وہ لٹریاں اسکے گردن میں پڑی تھیں جو اس کی چھاتیوں کی زبردست ابھار پر سے گزرتی ہوئیں تقریباً اس کے گھٹنوں تک پہونچ رہی تھیں۔ وہ ایک ہاتھ میں پروں کا ایک بڑا سا پنکھا لیے تھی جو پوری طرح سے کھلا ہوا تھا اور ناچتے ہوئے مور کی شکل کا تھا۔ اور بڑی بی کے سر پر موتیوں کا چھوٹا تاج تھا۔ وہ تینوں تابوت گاہ کے سامنے سر جھکائے مجسموں کی طرح بے حرکت کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں کوئی بات نہ کی، سر نہ اٹھائے، جنبش نہ کی۔ بس سر جھکائے احترام سے یوں کھڑے رہے جیسے کسی زبردست دیوتا کے حضور میں ہوں۔ وہ تینوں پانچ منٹ تک اسی طرح کھڑے رہے۔

دفعتہً کہیں چاندی کی گھنٹی باریک آواز میں ایک دفعہ بجکر خاموش ہوگئی۔ اور وہ تینوں بڑے دروازے کی طرف چلے۔ وہاں کھڑے ہوئے وردی پوش سنتری میں جان سی پڑ گئی اور اس نے ایک طرف ہٹ کر ایک کواڑ ذرا سا کھولا۔ وہ تینوں اور ان کے پیچھے ہی سنتری بھی کمرے سے چلا گیا۔ دروازہ بند ہو گیا اور اب کمرہ خالی تھا اور میں بڑی فراغت سے اسکا جائزہ لے سکتا تھا۔ دفعتہً میری آنکھیں حیرت سے پھسل کر حلقوں سے نکلنے کے قریب ہوگئیں۔ پوری تابوت گاہ آہستہ آہستہ فرش پر اتر رہی تھی جیسے وہ لفٹ پر رکھی ہوئی ہو۔ تابوت گاہ سنگ مرمر کے چبوترے میں اتر گئی تو وہاں تابوت گاہ جتنا خلا نمودار ہوگیا لیکن فوراً ہی تابوت گاہ کے سرہانے کی طرف سے کالے سنگ مرمر کی ایک سل پھسل کر اس خلا کو اتنی عمدگی سے ڈھک لیا کہ کوئی کہہ نہ سکتا تھا کہ اس سل کے نیچے کچھ تھا یا ہو سکتا تھا۔ اس کے فوراً بعد ہی گول کمرے کی تمام روشنیاں گل ہوگئیں۔ اس کمرے کے باہر یقیناً ایک اسٹیج منیجر بیٹھا

ہوا تھا جو اپنے کام سے پوری طرح واقف تھا۔

دوسرے دن علی الصبح میں نے کیٹیارینا کو تلاش کر لیا اس کا کمرہ بائیں طرف تھا۔ یہ کمرہ گول کمرے کے تقریباً اوپر اور گذرگاہ کے ایک زینے اور موڑ کے بعد نہیں بلکہ آگے تھا۔ اس کے کمرے تک پہونچنے سے پہلے میں پانچ چھے روشندانوں کے سامنے سے گزرا جن کے پیچھے تمام کمرے خالی پڑے تھے البتہ ان روشندانوں میں سے دن کا تھوڑا سا اجالا گزر کر گذرگاہ میں آ رہا تھا۔ چنانچہ دن کے وقت میرا یہ سرنگی سفر" نسبتاً آسان رہا۔

چونکہ کیٹیارینا آپ ہی آپ کوئی گیت گا رہی تھی اور میں اس کی آواز پہچانتا تھا اس لئے اس آواز کے سہارے میں نے آسانی سے اس کا کمرہ تلاش کر لیا جو لوئی کے کمرے سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ کمرے کے انتہائی سرے پر ایک دروازہ تھا جو ادھ کھلا تھا اور اس دروازے کے دوسری طرف سے نل میں سے پانی گرنے اور کیٹیارینا کے گانے کی آواز آ رہی تھی۔

چند ثانیوں بعد وہ نیلے رنگ کا ڈھیلا ڈھیلا ڈریسنگ گون پہنے کمرے میں آگئی۔ وہ پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئی اور موزے پہننے لگی۔ میں نے اسے دیکھا اور دل میں کہا کہ دنیا مجھے کچھ نہ دے بس کیٹیارینا دے دے اور مجھے دنیا اور زندگی سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

میں نے دو تین دفعہ تھوک نگل کر اپنا خشک حلق تر کیا اور روشندان کی جالی پر اپنے ناخن گھسے۔ "صرر صرر" کی آواز پیدا ہوئی تو کیٹیارینا نے اس طرف دیکھا۔

میں نے آہستہ سے کہا" کیٹیارینا"

اس نے خواب گاہ کے دروازے کی طرف اور پھر روشندان کی طرف دیکھا۔ اس کے اطمینان و سکون اور معاملے کو فوراً سمجھ جانے کی "قابلیت" کی تعریف کئے بغیر میں نہ رہ سکا۔ وہ نہ گھبرائی، نہ خوف زدہ ہوئی اور نہ ہی حیرت و خوشی سے بے قابو ہوئی۔ میں نے نیچی آواز میں اس کا نام لیا تھا۔ اور اسی ایک حرف سے اس نے میری آواز پہچان لی تھی۔

میں نے پھر آہستہ سے کہا "کیٹا رینا ۔۔۔ یہاں ۔۔۔ اس طرف"

وہ پلنگ پر سے اٹھ کر دروازے کے قریب پہونچی اور اسے بند کر کے اندر سے مقفل کر دیا۔ وہ حیرت انگیز حد تک پُرسکون تھی جیسے روشندان میں سے پکارے جانے کی آواز روز کا معمول ہو۔

وہ واپس آکر وہاں کھڑی ہو گئی جہاں میں اسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک اور سنہری بالوں کے نیچے ماتھے پر ایک بے حد پیاری سلوٹ۔

"ڈارلنگ! یہ واقعی تم ہو یا تمھارا بھوت ہے؟"

میں نے کہا "اگر کسی طرح میں اندر، تمھارے پاس، آسکا تو خود تم ہی دیکھ لو گی کہ میں بھوت نہیں ہوں"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"تم پاگل ہو ڈارلنگ۔ کہ یہاں آگئے"

"پاگل ہی سہی۔ [illegible] تمہارا ہی گیا ہوں"

اس نے اپنے ہونٹوں پر [illegible] کی انگلی رکھ کر ایک نازک سا بوسہ میری طرف اڑا دیا۔

"ڈارلنگ۔ میں تمہیں چاہتی ہوں۔ میری خاطر تم ایسے مجنونانہ کام کرتے

ہو۔ کیوں ؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ اس وقت تو میری بات غور سے سنو اور......"

"باپ رے!" دفعتہ اس نے اپنے ہاتھ منہ پر رکھ لئے "تم بہت دیر سے میرے کمرے میں جھانک رہے ہو اس لئے تم نے مجھے کپڑے اتارتے اور بالکل برہنہ باتھ روم میں جاتے دیکھا ہو گا۔"

"نہیں۔ میں اتنا خوش قسمت نہیں ہوں۔ اچھا سنو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لے جانے آیا ہوں۔ یہ بے حد ضروری ہے۔"

"لیکن کیوں؟ یہ یہاں میں مزے میں ہوں۔"

"اور صرف اس لئے مزے میں ہو کہ تم نہیں جانتیں کہ تمہارے اور لوئی کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا ہے"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا فیصلہ؟"

"تم دونوں میں سے کسی ایک کا خون کر دیا جائے گا"

"خون کر دیا جائے گا!"

اب وہ سنجیدہ اور ہمہ تن گوش تھی۔ اپنی آواز بہت نیچی رکھ کر میں نے اپارٹمنٹ اور اس کنجی کے متعلق اسے بتایا جو اس کے دروازے کے قفل میں باہر کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے وہاں جانا تھا کہ پھر ہم اپنے فرار کا نقشہ بنا سکیں۔

"فی الحال لوئی سے کچھ نہ کہنا۔ تم وہ کمرہ تلاش کر سکتی ہو؟"

"شاید — کوشش کروں گی" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"آج ہی رات کو — اندھیرا اترتے ہی"

اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر بولی:۔

"یہ — یہ — اس کا تمہیں یقین ہے؟ وہ — بُری بات؟"

"ہاں۔ اور —"

میں ایک دم سے خاموش ہو گیا۔ کیٹارینا کے خوابگاہ کے دروازے پر کوئی دستک دے رہا تھا۔

دروازے کے باہر سے ایک لڑکی کی آواز نے کہا "کیٹارینا"

کیٹارینا نے میری طرف ہاتھ ہلا کر چلے جانے کا اشارہ کیا اس نے دوسرا بوسہ میری طرف اڑا دیا۔

دروازے کے باہر سے اسی آواز نے کہا۔ کیٹارینا — شلافٹ ڈو؟"

کیٹارینا دروازے کی طرف بڑھی تو میں پیچھے ہٹ گیا۔

میں نے کیٹارینا کی آواز سنی "نائن اِش شائیے نِشٹ لونی۔ اِش کومے"

اب اتنی جرمن زبان تو میں جانتا تھا کہ کیٹارینا کا مطلب سمجھ سکوں۔

لونی نے کہا "داس زہو سٹوک اِسٹ فرٹِگ"

میں واپس اپنے "زہو سٹوک" (کمرے) میں تھا اور وہاں بیٹھ کر میں نے اپنے ساسج کے آخری ٹکڑے سے کبوتر کے انڈے کھائے۔ کیٹارینا یقیناً کامیاب ہو گی اور پھر ہم دونوں مل کر فرار کی کوئی ترکیب سوچ لیں گے۔

وہ دن میرے لئے بہت زیادہ طویل ثابت ہوا۔ اور رات اتنی آہستگی سے گزرنے لگا جس آہستگی سے پانی پتھر کاٹتا ہے۔ میرے اعصاب کا تناؤ بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ میں پنجرے میں بند جانور کی طرح محسوس کرنے لگا اب میں چند منٹ سے زیادہ بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ میں کمرے میں ٹہلتا اور پھر بیٹھ جاتا اور پھر اٹھ کر ٹہلنے لگتا۔

اور پھر اسی دن سہ پہر کے تین بجے میں نے انہیں دیکھا۔ ہارڈ جونسن اور ہر اسٹبلسن کو۔ اس وقت میں چھت پر بیٹھا دوربین آنکھوں سے لگائے اس پوری "جائیداد" کا جائزہ لے رہا تھا۔ میں نے دوربین پھاٹک کی طرف اور انتہائی سرے پر کی پہاڑیوں کی طرف گھما دی تھی۔

ابھی ابھی دو آدمی درختوں کے جھنڈ میں سے نکل کر ڈھلان چڑھ رہے تھے۔ میری طرف ان دونوں کی پشت تھی۔ میں انہیں دوربین کی زد میں لئے رہا۔ پھاٹک کے ٹھیک بیچ میں پہونچ کر وہ دونوں رک گئے اور پھر انھوں نے گھوم کر حویلی کی طرف دیکھا۔ ہر اسٹبلسن کو تو میں نے فوراً پہچان لیا اور پھر ہارڈ جونسن بھی پوری طرح میری حد نظر میں آگیا۔ میں برج کے سرے پر کی دیوار کی اوٹ میں کھسک آیا اور اس کے ایک شگاف میں سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اور یہ اچھا ہی ہوا کہ میں دیوار کے پیچھے آگیا تھا کیونکہ ان دونوں نے دوربین نکالی، اطمینان سے بیٹھ گئے اور پھر دوربین آنکھوں سے لگا کر حویلی کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ آدھے گھنٹے تک وہاں بیٹھے رہے پھر اٹھے اور ڈھلان اتر کر درختوں کے جھنڈ میں گھس کر نظر سے اوجھل ہو گئے۔

دیوار کی اوٹ میں ہی میں برج کے دروازے تک اور پھر وہاں سے نیچے پہونچ گیا۔ بیحد دلچسپ نہیں بلکہ یوں کہئے کہ مرکب تھا یہ ——— اسٹبلسن اور جونسن۔ یہ کیسے ہوا؟ - اسٹبلسن کو یقین ہو چکا تھا کہ اب اسے کیٹیا رینا کا تعاون حاصل نہیں رہا اس لئے اس سے کسی بھی قسم کی مدد کی امید رکھنا فضول تھا۔ چنانچہ اسے یہ احساس ہوتے ہی اس نے اسپیگل ٹولی سے رابطہ قائم کر لیا تھا اور جھیل زیغرسی والی اطلاع

فرائڈ اسپیگل کے گروہ کے ہاتھ بیچ رہا تھا۔ یہ بات بھی قرین قیاس تھی کہ اس نے کسی نہ کسی طرح ہیلی کوپٹر میں دونوں میں سے ایک لڑکی یا اس کی لاش لے جانے کی بات بھی معلوم کر لی تھی اور اس کے بعد تو خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ اسٹبلن کے پاس اور کون کون سی معلومات تھیں۔ غالباً بہت سی۔ خدا کرے کہ وہ اتنا بدھو نہ ہو کہ معمولی سی رقم میں اپنا یہ "قیمتی مال" فرائڈ اسپیگل کے گروہ کے ہاتھ فروخت کر دے۔

اس کے بعد وقت حسب معمول "بوند بوند" گزرتا رہا۔ اندھیرا اتر آیا تو میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ سگریٹ پھونکی، شراب پی اور جنسی اور عاشقانہ کتابوں سے دور رہا۔ فی الحال اپنے آپ کو گرم کرنا حماقت تھی۔ میں ہال کمرے کا دروازہ نیم وا کئے بیٹھا رہا کہ کیٹارینا کو آتے سن سکوں۔

ساڑھے دس بجے وہ آگئی۔ میں نے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنی میں چھوٹے سے ہال میں تھا اور دروازہ کھول کر وہ بھی اندر آگئی۔ اس نے میری طرف گھوم کر اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر دروازہ بند کر کے کنجی اندر سے تالے میں ڈال کر گھما دی اور پھر وہ میری طرف گھوم گئی۔

ریشمی سنہری بال، خوبصورت آنکھیں، ہلکے باریک لباس میں لپٹا ہوا سڈول جسم، سنہری سینڈل اور عریاں بازو میری طرف بڑھ رہے تھے اور مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے اندھیرے آسمان میں انار چھوٹ رہے ہوں، اور پھر وہ میری آغوش میں تھی۔ میں نے اس کے ہونٹ چوم لئے اور اسے کھینچے رہے۔ اور پھر ہم درمیانی کمرے میں صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اس کے ہاتھ میرے ہاتھوں میں تھے اور وہ اپنے رخسار میری گردن میں رگڑ رگڑ کر

میرے کانوں میں اور جو بنی زبان میں ایسی باتیں کر رہی تھی جن کا ترجمہ کرنا ضروری نہیں اس کے ہونٹ پھسل کر میرے ہونٹوں پر آ گئے اور آپ جانیے گویا صدیوں کے بعد ہی میں "اجنڈے" کے سب سے اہم مسئلے پر بحث کرنے کے قابل ہو سکا۔

میں نے اٹھ کر برانڈی کے دو جام بھرے ایک جام کیٹیارینا کو دیدیا "سنو بھئی" میں نے کہا" یہاں ہم سب ایک عظیم الشان مصیبت میں پھنس گئے ہیں اور ہمیں بہرحال یہاں سے نکل بھاگنا ہے" "ہمیں، لوئی کو اور مجھے"

"لیکن کیوں؟"

"فی الحال یہ اپنے یہ "کیوں" وغیرہ اپنے پاس ہی رکھو۔ ہمیں "کیسے" پر غور کرنا ہے۔ چنانچہ مجھے اپنے ہر سوال کا فوری اور سیدھا جواب چاہیئے پہلا سوال۔ تمھاری نگہبانی یا حفاظت کتنی سختی سے کی جاتی ہے؟"

اس نے برانڈی کی دو چار چسکیاں لیں۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ وہ بولی" بہت زیادہ سختی سے۔ حویلی کے چند حصوں میں ہم نہیں جا سکتے۔ رات کے وقت ہم تیسری منزل پر سوتے ہیں اور ہمیں اپنی خوابگاہوں میں بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا جاتا ہے"

"پھر تم یہاں کیسے آگئیں۔؟"

"ہمیں اوپری منزلوں کی طرف جانے کی اجازت ہے لیکن ہم نیچے نہیں جا سکتیں بڑی مشکلوں کے بعد میں یہ کمرہ تلاش کر سکی ہوں"

"یہ بتاؤ کہ نیچے کیوں نہیں جا سکتیں؟"

"نیچے جانے کے مرکزی زینے کے ماتھے پر ایک دروازہ ہے۔ اس دروازے کی کنجی ہاسٹھوڈ کے پاس ہے۔ وہ اسی کمرے میں سوتا ہے جو دروازے

کے قریب ہے اور صبح اٹھ کر زینے پر کے دروازے کا تالا کھولتا ہے۔"

"اس شخص ہانسٹوڈ کے ساتھ تمھارے تعلقات کیسے ہیں؟ دوستانہ؟"

"رات کو جب ہم اوپر آتی ہیں تو کبھی اس کے ساتھ گپ لڑا لیتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً وہ ہمیں اپنے ساتھ شراب پینے کو بھی مدعو کرتا ہے اچھا آدمی ہے یہ ہانسٹوڈ لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"یہ "کیوں" اپنے پاس ہی رکھو جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ تمھارے اس کیوں کا جواب میں وقت پر دوں گا۔ اگر ایک چیز تمہیں دوں تو وہ تم ہانسٹوڈ کے جام میں ڈال سکتی ہو؟ تاکہ ہم اس کی کنجی حاصل کر سکیں؟"

"ہیں — ہاں ہاں — شاید۔ لیکن آج رات نہیں۔ اس وقت تو وہ سو چکا ہے۔ البتہ کل رات کو — ہاں"

کل رات؟ یہ بات مجھے پسند نہ تھی۔ اس کا مطلب تھا دوسرا بیزار کن دن اس منحوس حویلی میں گزارنا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

کیٹارینا نے پوچھا "ڈارلنگ! یہ تمھاری تیوریاں کیوں چڑھ گئیں؟"

"اس لئے کہ میں کل رات تک انتظار کرنا نہیں چاہتا۔ بہرحال ....." میں آگے بڑھ کر کیٹارینا کے قریب بیٹھ گیا۔

اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔

اس نے کہا "یہ سب کچھ میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ میرے اور لوئی کے لئے اتنا بڑا خطرہ کیوں ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پہ پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بعد میں ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ پابندیاں کیوں ضروری ہیں اور یہ کہ یہی پابندیاں آخر میں ہمارے لئے بے حد مفید ثابت ہوں گی۔"

جب وہ یہ کہہ رہی تھی تو میں دُوسرے دن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ دوسرا پورا دن جس میں حالات پلٹ سکتے تھے کوئی غلط واقعہ ہوسکتا تھا میری تجویز پر پانی پھر سکتا تھا۔ میری ہر تدبیر الٹ سکتی تھی ـــ لیکن میں کیا کرتا۔ مجبوری تھی۔ یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ اس وقت ہم جاکر لوئی کو بیدار کرتے۔ صورت حال سے اسے آگاہ کرتے اور سوئے ہوئے ہاسنٹوڈ سے کنجی حاصل کرنے کا خطرہ مول لیتے

میں نے کہا " بہت اچھا۔ آج تو، جیسا تم نے کہا، ممکن نہیں تو کل ہی۔ لیکن کل یہ کام ضرور ہو جائے "

کیٹیارینا نے میری طرف دیکھا۔ چند ثانیوں تک دیکھتی رہی اور پھر کہا " لیکن ڈارلنگ! تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ یہاں سے ہمارا نکلنا کیوں ضروری ہے؟ "

میں نے کہا " بہت سے سوالات جواب طلب ہیں۔ اب چونکہ ہمارے پاس کافی سے زیادہ وقت ہے اس لئے کیوں نہ ہم ابتدا ہی سے شروع کریں "

" بس یہی تو میں کہہ رہی تھی۔ اب بتاؤ کہ میں اور لوئی کس طرح خطرے میں ہوسکتی ہیں؟ "

" اس سوال کو فی الحال رہنے دو " میں نے اپنا ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ دیا " مسز کیٹیارینا۔ میں تم سے ہر بات سچ سچ سننا چاہتا ہوں۔ اب تم یہ ظاہر نہ کرنا کہ تم مجھے حقیقت سے آگاہ کرچکی ہو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوا ہے۔ تم نے ماضیٔ قریب میں جو کچھ کہا ہے غلط کہا ہے۔ تو اب سچ کہنے کا وعدہ کرتی ہو؟ "

اس نے جھک کر آہستہ سے میرے ہونٹ چوم لئے اور کہا: ـــ

" وعدہ کرتی ہوں "

" پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمھارے اور اسٹیلسن کے درمیان کیا طے ہوا تھا؟ وہ اس

کا اعتراف کر چکا ہے کہ تم دونوں کے درمیان ایک سودا ہوا تھا اور یہ کہ اب تم نے وہ سودا ختم کر دیا ہے"

چند لمحوں تک وہ خاموش میری طرف دیکھتی رہی پھر کہا۔

"بہت اچھا۔ بتا دیتی ہوں۔ اسٹبلسن ہر مالکوڈ کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور یہ تم جانتے ہو۔ اب مالکوڈ کو مادام دادرسی سے دلچسپی ہے۔ مادام دادرسی لڑکیوں کو تلاش کر رہی ہے۔ میری عمر کی، میری ہی طرح سنہری بالوں والی، مضبوط، تندرست، اسپورٹ میں اچھی اور ذہین۔ اس کے علاوہ ان لڑکیوں کا نسلاً بعد نسل جرمن ہونا ضروری ہے۔ ان کے خون میں کسی دوسرے خون کی ملاوٹ نہ ہو۔ اور تم تو جانتے ہی ہو کہ ایسی لڑکیوں کا ملنا مشکل ہے خصوصاً اس صورت میں جب کہ لڑکی حسین بھی ہو۔ میں حسین ہوں۔ ہے نا؟"

"ہاں۔ بہت زیادہ۔ لیکن کہے جاؤ"

اور وہ کہتی گئی۔ مالکوڈ اور اسٹبلسن جانتے تھے کہ مادام دادرسی کو کس کی تلاش ہے۔ اسٹبلسن نے مالکوڈ سے کہا کہ وہ ایک لڑکی لے آئے گا اور اس کی نسل، وطنیت، اجداد اور ایسی ہی دوسری باتوں کے متعلق جھوٹے کاغذات اور اسناد تیار کر کے اسے مادام دادرسی کے سامنے اس طرح لے آئے گا کہ بڑی بی کے فرشتوں کو بھی شک نہ ہو گا کہ یہ لڑکی کسی کی فرستادہ ہے۔ کولون میں ایک آدمی ہے جو اسٹبلسن کا دوست ہے اور جو مادام دادرسی کے لئے تحقیق انساب کر رہا تھا۔ اسٹبلسن نے اسے بہت سا روپیہ دیا اور اس نے اس کے عوض میرے کاغذات تیار کر کے میرا نام مادام دادرسی کو دے دیا مادام دادرسی انگلستان آئی اور برائٹن میں مجھے تلاش کر لیا۔

"تو تم وہ دام تھیں جو مالکوڈ اسٹبلسن نے بچھایا تھا۔

"ہاں"

"اور ان دونوں نے مجھے بھی اسی کانٹے میں پرو دیا کیونکہ وہ دونوں چاہتے تھے کہ کوئی تمھارا تعاقب کرے اور معلوم کرے کہ مادام دا درسی کیا کھچڑی پکا رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے؟" "ہاں"

"اور لوئی با منس ؟"

"اس کا قصہ بھی مجھ سا ہی ہے۔ البتہ اسے مجھ سے پہلے تلاش کیا گیا تھا اور اس کے کاغذات اور نسب نامہ صحیح ہے"

"تو تم جرمن نہیں ہو؟"

"واہ! جرمن ہی ہوں۔ لیکن والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا چنانچہ اسٹیاسن اور اس کے دوست نے میرے خاندان کی پوری تاریخ ہی تیار کر دی"

"چنانچہ تمھارے اور اسٹیاسن کے درمیان یہ طے ہوا کہ اگر اس معاملے میں اور منزل تک پہنچنے سے پہلے کوئی ایسی بات ہو جو تمہیں اور اسٹیاسن کو ڈھیروں منافع دلا دے تو تم مالکوڈ کو دھوکا دے جاؤ گے۔

"ہاں۔ یونہی سمجھو"

"تو پھر تم اس وعدے سے پھر کیوں گئیں؟"

"اس لئے کہ شاید وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے"

"وہ؟"

"اس طرح مجھے وہ عمدہ چیزیں مل سکتی ہیں جو اسٹیاسن مجھے نہیں دے سکتا"

"وہ" میں نے سختی سے کہا "یہ "وہ" کون ہے؟"

"ایبولس ـــــ وہی تگڑا جوان جسے تم نے یہاں دیکھا ہے اور اس سے پہلے

وینس میں بھی دیکھ چکے ہو"

"اس کا خاندانی نام کیا ہے؟"

"وادرسی"

"ایں!"

"پروفیسر وادرسی اور مادام وادرسی نے اسے گود لیا ہے؟"

"لیکن تم جانتی ہی ہو گی کہ لوئی یہاں کیوں ہے۔ وہ تم دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرے گا چنانچہ ممکن ہے وہ لوئی کو اپنی دلہن بنانا پسند کرے"

"شاید۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ مجھے پسند کرے۔ چنانچہ میں نے استقبال سے معاملہ ختم کر دیا"

"اور اس کی تہہ میں کیا ہے؟ تمھیں اور لوئی کو خفیہ طور سے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟ اور وہ سیسے کا تابوت۔ دلاسا بوانی میں میں نے اس تابوت کو تمھارے ساتھ ہیلی کوپٹر میں چڑھاتے دیکھا تھا۔ تم یقیناً اس کے متعلق جانتی ہو گی"

"نہیں۔ کچھ نہیں جانتی۔ البتہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ہم جلد ہی اس کے متعلق سب کچھ جان لیں گی۔ البتہ ہم سے رازداری کا حلف لیا گیا ہے۔ لوئی سے اور مجھ سے۔ ہم دونوں کو وقت آنے پر بہت سی عمدہ عمدہ چیزیں ملیں گی"

"تم میں سے ایک کو شاید مل جائے۔ یعنی اسے جسے دلہن بنانے کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ دوسری کا خاتمہ کر دیا جائے گا خواہ اس نے کیسا ہی حلف کیوں نہ اٹھایا ہو اور اس سے کیسے ہی وعدے کیوں نہ کئے گئے ہوں۔ اسے جھیل میں غرق کر دیا جائے گا اور پھر اس کی لاش کبھی سطح پر نہ ابھرے گی۔ اسی

لئے میں یہاں آیا ہوں اور اسی لئے میں تم دونوں کو یہاں سے نکال لے جانا چاہتا ہوں۔"

"ہائے — نہیں" وہ سچ مچ لرز گئی۔

"ہائے — ہاں — تم دونوں کو بہر حال یہاں سے فرار ہونا ہے۔ یہاں کسی کے لئے کوئی منافع نہیں ہے۔ تمہارے لئے، میرے لئے، اسٹبلسن کے لئے — کسی کے لئے بھی نہیں۔ یہاں کوئی ایسی زبردست سازش ہو رہی ہے جسے نہ تو تم ہینڈل کر سکتی ہو اور نہ میں۔ ان سب محافظوں کا کیا قصہ ہے؟ یعنی یہ کہ تمہاری اور لوسی کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے وغیرہ"

"ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وقت آنے پر ان سب باتوں کی تشریح کر دی جائے گی"

"اور تم نے یقین کر لیا؟ یہ پابندیاں قبول کر لیں؟"

"کیوں نہ کرتی؟ یہ لوگ بہت مہربان ہیں مجھ پر۔ کیا پتہ کوئی عمدہ نتیجہ برآمد ہو۔"

اور اب میں نے گھور کر اس کی طرف دیکھا اس نے حقیقت بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا اور شاید وہ ایسا ہی کر رہی تھی۔ لیکن کیٹیا رینا کو اپنی ذات اور اپنے فیصلوں پر ضرورت سے زیادہ یقین تھا چنانچہ میں کسی طرح یہ معلوم کر ہی نہ سکتا تھا کہ اس کے خوبصورت سر میں کون سے خیالات گردش کر رہے تھے۔

میں نے کہا۔ "لوسی کیا محسوس کرتی ہے؟"

"اکثر دفعہ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ وہ خوفزدہ ہے۔"

"اور تم نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"حیرت ہے۔ تم نے اسٹیلبس کو چکمہ دے دیا۔ یہ تم نے وینس سے ہی کیا تھا اس کے باوجود تم نے مجھے اپنے پیچھے لگا رکھا۔ کیوں؟ خصوصاً اس صورت میں جبکہ تم اس الّو ایلوئیش سے شادی کرنے کے خواب دیکھ رہی ہو؟"

میرے اس سوال کا جواب اس نے چند ثانیوں کے بعد دیا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"اس لئے کہ میں تمہیں چاہتی ہوں۔ حقیقت میں چاہتی ہوں۔ چنانچہ میں تمہیں اپنے قریب رکھنا چاہتی ہوں ہمیشہ"

"لیکن اگر تم نے اس ایلوئیلس سے شادی کر لی تو پھر کیا؟"

"پھر یہ کہ میرے پاس بہت سی دولت ہوگی اور میں خوب سفر کروں گی۔ اور پھر ہم دونوں کی تنہائی میں ملاقاتیں ہوں گی اور ہم مزے کریں گے"

"اور تم سمجھتی ہو کہ میں اسے برداشت کر لوں گا؟"

"شاید اس میں برائی ہی کیا ہے؟ میرے لئے نہ تو کوئی چیز اچھی ہے نہ بُری نہ کوئی نیکی اور نہ کوئی گناہ۔ آخر وقت تک میں نہ ہاں کہتی ہوں اور نہ نہیں یہ میں کیسے کہہ سکتی ہوں کہ کل میں کیا کروں گی۔ تم نہیں ہو ایسے؟"

کٹیارینا میرے قریب بیٹھی بڑے ٹھنڈے دل سے اپنا فلسفہ بیان کر رہی تھی اور متوقع تھی کہ میں اسے قبول کر لوں گا۔

"خدا کے لئے کٹیارینا" میں نے کہا "تم نے اپنی ذات کے علاوہ کبھی کسی اور کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے۔ اگر ایلوئش نے تمہیں پسند کر لیا ہے، اگر تم نے اس سے شادی کر لی تو پھر لوئی کو جھیل میں پھینک دیا جائے گا اور یہ تم بھی جانتی ہو۔ اور اپنی شادی کے معاوضے کے طور پر تم اس بات کو راز میں نہیں رکھ سکیں یا رکھ سکتی ہو؟"

ایک لمحے تک وہ شش و پنج میں رہی اور پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں لیکن بات تو مجھے آج تک معلوم نہ تھی۔ اور تم غصے میں کھینچ رہے ہو"

"بہرحال اب تم اس بات سے واقف ہو چکی ہو اور میں تم دونوں کو یہاں سے نکال لے جا رہا ہوں۔ اس معاملے کی تہ میں کوئی زبردست اور خطرناک مصیبت پوشیدہ ہے یہ سمجھ لو۔ یہ معاملہ اتنا زبردست اور یقیناً اتنا عالمگیر ہے کہ مالکوڈا اس پر سے پردہ اٹھانے اور اسے دبانے کے لئے اپنا روپیہ اور دوسرے لوگ حکومت کا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اور اگر تمھارے اس دیوتا ایلوئس یا اس کے بزرگوں کو معلوم ہو تو بہت ممکن ہے کہ تم دونوں کا ہی ــــ یعنی تمھارا اور لوئی کا انجام جھیل میں ہی ہو۔"

میں اٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے میرا خون سنسنا رہا تھا۔ مجھے غصہ تھا اس لئے کہ مجھے کیٹارینا اور لوئی کی زندگیوں کی فکر تھی اور مجھے اس پر بھی غصہ تھا جو کیٹارینا نے میرے متعلق کہا تھا یعنی یہ کہ اس نے ایلوئس سے شادی کر لی تو پھر ہم "تنہائی میں ملاقات کریں گے اور مزے کریں گے"۔

وہ بولی "ڈارلنگ! جب تم غصے میں بھرے ہوئے ہوتے ہو تو مجھے بہت اچھے لگتے ہو"

میں نے اسے اپنے قریب گھسیٹ لیا اور اسے اپنے سے لپٹائے رہا۔

"جب میں نے تمھیں پہلی دفعہ گھاٹ پر دیکھا تو اسی وقت سے میں نے معلوم کر لیا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں اب تمھاری کھوپڑی میں تھوڑی سی عقل ٹھونسنے کی کوشش کروں گا خواہ اس کوشش میں میری پوری عمر ہی کیوں نہ گزر جائے۔ سمجھیں؟"

میں نے اسے شانوں سے ذرا جھنجھوڑ دیا۔ اس نے آہستہ سے اثبات

میں سر ہلایا اور میرے بازوؤں نے فوراً اسے سمیٹ لیا اور میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور یہی وہ وقت تھا جب میں نے ہیلی کوپٹر کی آواز سنی۔

وہ عین ہمارے سروں پر اتنے زور سے گرج رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا آسمانوں کے تمام ستون گر رہے ہوں۔ کھڑکیوں کے شیشے کھنکھنانے لگے یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوا جیسے وہ ٹوٹ جائیں گے۔

میں کیٹارینا کو چھوڑ کر دوسرے سرے پر پہونچا اور وہاں رکھا ہوا ٹیبل لیمپ جو روشن تھا، بجھا دیا اور پھر کھڑکی کے سامنے پہونچ کر اس پر پڑا ہوا پردہ ذرا سا ہٹا دیا۔

نیچے صحن میں حوض کے چاروں طرف کی روشنیاں نہ صرف روشن تھیں بلکہ اوپر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ ہیلی کوپٹر جھیل کی طرف سے آیا، کچھ دیر تک ہوا میں معلق رہا اور پھر صحن میں بیٹھ گیا۔ اس نے زمین کو چھوا ہی تھا کہ تمام روشنیاں بجھ گئیں۔ ہیلی کوپٹر کا انجن خاموش ہو گیا اور اب صحن میں تیزی سے چلتے ہوئے آدمیوں کے پیروں کی آواز میں سن رہا اور ان کے دھندلے متحرک سائے دیکھ رہا تھا۔

میرے عین پیچھے سے کیٹارینا نے کہا "مجھے اور لوئی کو اسی طرح یہاں لایا گیا تھا۔ ہیلی کوپٹر میں سے باہر نہ دیکھا ہی نہ جا سکتا کیونکہ اس کی کھڑکیاں ڈھکی ہوئی ہیں۔ ہم جانتی ہی نہیں کہ ہم کہاں ہیں البتہ ہمارا اندازہ ہے کہ شاید آسٹریا یا جرمن میں ہیں اس کے علاوہ ہم سے کہا گیا ہے کہ آج رات یہاں ایک خاص کانفرنس ہے چنانچہ ہیلی کوپٹر کی آمد و رفت کا کچھ خیال نہ کریں۔"

"خاص کانفرنس؟"

اور مجھے وہ گول کمرہ یاد آگیا جس میں چبوترے پر تابوت گاہ تھی اور جس کے گنبد میں سے ہلکی نیلی روشنی چھن رہی تھی اور وہ ایلوئس ــ کیا وہ ایلوئس ہی تھا؟ بے شک وہ ہی تھا۔ ایک کتاب میں میں نے یہ نام پڑھا تھا۔ ایلوئس؟۔ ایلوئس؟ اس کے علاوہ کچھ یاد نہ آیا۔ میں نے گھوم کر کیٹارینا کی طرف دیکھا پورا معاملہ اتنا حیرت انگیز اور ناقابل یقین تھا کہ ایک دوسرے سے اس کے متعلق کچھ لکھنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

UNIVERSITY LIBRARY
9 JAN 1973
ALLAHABAD.

اٹھارھواں باب

کوڑا اور کفّارہ

اور ہم کانفرنس میں شریک ہوئے۔ میں کیٹیا رینا کو اپنے ساتھ تو لے کر روشندانوں والی گزرگاہ میں چل پڑا اور اس روشندان کے سامنے پہونچ گیا جس میں سے بڑے گول کمرے میں دیکھا جا سکتا تھا۔ کیٹیا رینا نے روشندان میں سے گول کمرے میں دیکھا اور پھر کچھ کہنے کے لئے میری طرف گھوم گئی۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے منھ پر رکھ دیا۔ شیشے کے گنبد تلے ذرا سی آواز گونج سکتی تھی۔ روشندان کے پیچھے بیٹھ کر میں اور کیٹیا رینا ہر وہ لفظ آسانی سے سن سکتے تھے جو گول کمرے میں کہا جاتا۔

کمرے کا بڑا دروازہ بند تھا اور دونوں سنتری ڈیوٹی پر موجود تھے۔ ایک سنتری دروازے کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف مستعد کھڑا تھا۔ دونوں مشین گن لئے ہوئے تھے۔ دونوں کی قمیص استری کی ہوئیں اور صاف تھیں اور کالے رنگ کی تھیں اور دونوں کے جوتے چمک رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ سنتری دوسری جنگ عظیم کی جرمن ڈاکیومنٹری نیوز ریل میں سے نکل آئے ہوں۔

پچھلی دفعہ میں نے یہ کمرہ دیکھا تھا تو خالی تھا لیکن اس وقت اس میں دو دروازے اور سنگ مرمر کے چبوترے کے درمیان، کرسیوں کی دو قطاریں رکھی ہوئی تھیں۔ چبوترہ خالی تھا یعنی اس پر تابوت گاہ نہ تھی۔ گنبد میں سے ہلکے نیلے رنگ کی روشنی پھوٹ رہی تھی اور اس روشنی میں کمرے کی فضا تقریباً غیر ارضی معلوم ہوتی تھی۔

چبوترے کے قدموں میں پروفیسر وادرسی اور ایلوئس وادرسی مؤدب کھڑے تھے۔ پروفیسر نے عام سا سوٹ پہن رکھا تھا لیکن ایلوئس نے دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے سنتریوں کی سی وردی پہن رکھی تھی۔ البتہ وہ جس ہتھیار سے مسلح تھے وہ مشین گن نہ تھی بلکہ ایک جڑاؤ خنجر تھا جو اس نے اپنی برجس میں اڑس رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ کوڑا تھا جسے میں مادام وادرسی کے کمرے میں اس کے سامان کی تلاشی لیتے وقت دیکھ چکا تھا۔

کرسیوں پر دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں مادام وادرسی بھی تھی جس نے سیاہ لباس زیب تن کر رکھا تھا وہ اپنے چہرے پر پروں کے پنکھے سے ہوا ڈال رہی تھی۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اکثر ادھیڑ تھے اور ان کی عمر ساٹھ کے اوپر تھی ان میں سب سے کم عمر، میرے اندازے کے مطابق، مانسٹن تھا۔ وہ قطار کے آخری سرے والی کرسی میں اپنی یک چشمی عینک لگائے اور ٹویڈ کا عمدہ سوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ وہ غور سے ایلوئس کی تقریر سن رہا تھا اور داد کے طور پر سر ہلا رہا تھا۔ اور اب میری سمجھ میں آیا کہ وہ سر الفرڈ کوڈن۔ کے۔ اے۔ ڈی سی۔ او۔ وی۔ کے بہروپ میں بغیر کسی مشکل کے اور براہ راست اس جال میں پہونچ گیا تھا۔ البتہ اس وقت یقیناً اس کے درپیش صرف ایک مشکل تھی جبکہ وہ اس خفیہ مقام اور اس خاص کانفرنس تک پہونچ گیا تھا اور حالانکہ وہ بیچ میں بیٹھا ہوا تھا لیکن جانتا نہ تھا کہ وہ کہاں تھا۔ اگر اس کے پاس اس علاقے کا کوئی نقشہ تھا تو اس میں اس مقام کی نشان دہی نہ کی گئی تھی۔ وادرسی اور ان کا بیٹا پوٹر اس مقام کے محل وقوع کے متعلق بے حد محتاط تھا۔ مانسٹن کے قریب سفید بالوں والا وہ بوڑھا بیٹھا ہوا تھا جسے میں مالکوڈ کے ساتھ شالیمت پاہنگی میں دیکھ چکا تھا۔ آپ بھولے نہ ہوں گے کہ ان بڑے میاں کی ایک ٹانگ ٹین کی تھی۔ اس

نے اپنی موٹی چھڑی دونوں ٹانگوں کے درمیان کھڑی کر رکھی تھی اور وہ اس کی چوٹی پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے اور آگے کی طرف جھکا بیٹھا تھا اور اس کی نگاہیں ایلوئنس پر جمی ہوئی تھیں۔ مالکوڈ اور بسٹ کلف کو ایک ہی تجویز سوجھی تھی۔ دونوں نے مجھے برطرف کر دیا تھا اور دونوں نے ہی اپنا ایک آدمی ایک یا دوسرے بہروپ میں براہِ راست اس انجانے مرکز کی طرف بھیجا تھا بسٹ کلف کا آدمی مانسٹن تھا اور وہ یہاں موجود نہ تھا۔ مالکوڈ کا آدمی ٹین کی ٹانگ والا آدمی تھا اور وہ بھی، اپنے آپ کو خدا جانے کیا ظاہر کر کے، یہاں تک پہونچ گیا تھا بسٹ کلف اور مالکوڈ کو جب یقین ہو گیا کہ اب فکر کی کوئی بات نہیں اور یہ کہ ان کے آدمی اب آسانی سے اس مرکز تک پہونچ جائیں گے تو اس کے بعد ہی انھوں نے مجھے برطرف کر دیا۔ اب انہیں میری ضرورت نہ تھی۔ وہ مجھ سے جو کام لینا چاہتے تھے لے چکے تھے

رہے دوسرے لوگ تو وہ سب کے سب خوش حال معلوم ہوتے تھے سب کے سب گرگِ باراں دیدہ تھے اور جانتے تھے کہ اس عمر میں اپنی زندگی کو کس طرح مصروف و مفید بنایا جا سکتا ہے اور دنیا کو چھوڑنے سے پہلے کس طرح اور کون سے طریقے سے زندگی کو اور بھی زیادہ خوشگوار بنایا جا سکتا اور اس سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان کے ریشمی اور قیمتی لباس، ان کے خاص قسم کے جوتوں، ان کے اکڑ کر بیٹھنے کے انداز حتیٰ کہ ان کے سانس لینے کے انداز سے بھی یہ معلوم کیا جا سکتا تھا کہ یہ لوگ اپنے فائدے کا سودا کرنے کے طریقے اور لوگوں کو اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرنے سے واقف تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ کس سے صلح کی جائے اور کس سے جھگڑا۔ وہ جانتے تھے کہ کس کو قتل کر کے راستے سے ہٹانا مناسب ہوگا اور کس کو محض دھمکی دے کر چھوڑ دینا سودمند ثابت ہوگا۔ انھوں نے اپنے ضمیر کو سلا دیا تھا ہمیشہ کے لیے۔ چنانچہ وہ کسی کو قتل کروانے کے بعد بڑے

اطمینان اور سکون سے اپنے کنبے کے افراد کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتے اور اپنے نواسوں اور نواسیوں یا پوتوں اور پوتیوں کو اٹھا کر پیار کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ یہاں اس لئے نہ آئے تھے کہ خفیہ کانفرنسوں میں شریک ہونا انھیں پسند تھا یا یہ ان کا مشغلہ تھا۔ جی نہیں۔ یہاں وہ "بزنس" کرنے آئے تھے۔ اپنے فائدے کا خیال انہیں یہاں لے آیا تھا۔ یہ وہی لوگ تھے جو مجھ جیسے لوگوں کو اپنی ملازمت میں رکھ کر ایک عجیب وغریب کام پر لگا دیتے ہیں۔

میں نے کٹیا رینا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے قرب سے میری ڈھارس بندھ رہی تھی۔ چنانچہ اسے اس "خواب کی دنیا" سے نکال کر اپنے ساتھ رکھ لینا میرے لئے اچھا تھا۔ اگر میں اسے ہمیشہ کے لئے نہیں تو کچھ عرصے کے لئے ہی اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا تاکہ میری "دنیا کچھ سدھر جائے" وہی عاقبت تو اسکی خبر خدا جانے۔

ایلوئس انگریزی ہی میں تقریر کر رہا تھا لیکن ہر چند جملوں کے بعد وہ ایک ثانئے کے لئے خاموش ہو جاتا اور پھر یہی جملے فرانسیسی زبان میں دہراتا۔

اور ایلوئس کہہ رہا تھا۔

"اب تک آپ حضرات ——— اور نہ بہت سے لوگ بھی جو اس وقت یہاں نہیں ہیں ——— انفرادی طور پر ہمارے پاس آئے تھے۔ آپ تمام حضرات ہماری پارٹی کے معتبر اور بارسوخ اراکین ہیں۔ صرف جرمنی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک سے بھی ہمیں اپنے اراکین کا تعاون حاصل ہے اور جب وہ آزمائشی گھڑی آئے گی تو آپ کا، پارٹی کے اراکین کا، یہ تعاون اور مدد ہمارے لئے بے بہا ثابت ہوگی۔ آپ وہ لوگ ہیں کہ آپ نے ماضی میں حالات بدلتے دیکھے تو آپ نے ان بدلتے ہوئے حالات اور اس انقلاب سے سمجھوتہ کر لیا اور آپ جانتے ہیں کہ یہ سمجھوتا کس طرح کیا جا سکتا ہے اور اس سے کس طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے

وہ خاموش ہوگیا۔ ان جملوں کا جرمن اور فرانسیسی میں ترجمہ کیا اور پھر انگریزی میں سلسلۂ کلام جاری رکھا" پارٹی کی ترقی اور ارتقاء کے چند مدارج میں پارٹی کا مقصد مبہم طور پر بیان کرنا ضروری تھا۔ یہ احتیاط کا تقاضہ تھا مبہم بیان کے بعد بھی اُمید تو یہی کی گئی تھی کہ اراکین اس مبہم بیان میں سے بھی واضح معنی برآمد کرلیں گے۔ لیکن آج آپ کے سامنے ہر بات صاف صاف کہی جائے گی۔

اس کی آواز گونجدار تھی اور وہ بڑی عمدگی اور پراثر انداز میں بول رہا تھا اس کے سنہری بال چمک رہے تھے، اس کی کالی قمیص اور اس پر کے نگینے چمک رہے تھے اور وہ حکمراں معلوم ہوتا تھا۔

"اس وقت ہماری ایٹولمنٹ پارٹی، میں بلاجھجک اعتراف کر رہا ہوں، کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کا مقصد نیک ہے اور دنیا ایسی چھوٹی اور غیراہم جماعتوں سے پُر ہے۔ لیکن ہماری پارٹی دنیا کی تمام پارٹیوں سے مختلف ہے اور ہمارا مقصد بھی مختلف ہے۔ وہ دن آرہا ہے جب ہماری پارٹی کا حقیقی جنم ہوگا اور جب اسے حقیقی قوت دی جائے گی۔ ایسی قوت جو اس پارٹی کو نہ صرف یورپ بلکہ پوری دنیا کی ایک زبردست قوت بنا دے گی۔ کوئی بھی عظیم پارٹی صرف منطق پر قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ اس کے پیچھے ایک عظیم خواب کا اور سامنے ایک عظیم وعدے کا ہونا ضروری ہے اور پھر صحیح روایت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ اس پارٹی کا بچاؤ کیا جا سکے، اس کی حفاظت کی جا سکے۔"

ایلونس باتوں کا رسیا تھا اور ایک ایک لفظ پر سامعین کو گویا" لٹکا رہا تھا"۔

"آپ حضرات مختلف ممالک کے ہیں۔ آپ حضرات بارسوخ اور صاحبِ اقتدار ہیں۔ آپ کو معاشیات، صنعت و حرفت، دستور اور قانون میں دخل حاصل ہے۔ صاف صاف لفظوں میں کیوں نہ کہہ دوں کہ آپ وہ ہیں جو سیاست دانوں

کو اپنے اشاروں پر نچاتے ہیں، انہیں کنٹرول کرتے ہیں۔ آپ کی سرگرمیاں برائے نام گورنمنٹ کے لئے ہیں کیونکہ آپ بذاتِ خود گورنمنٹ ہیں۔ جب آپ یہاں سے تشریف لے جائیں گے تو اپنے ساتھ ایک راز، ایک نیا علم لے کر جائیں گے اٹل ارتقا کا یقین ـــ آپ نے ایک حلف اٹھایا ہے اور میں نے ایک حلف اٹھایا ہے ـــ نئے یورپ کا ـــ درخشاں یورپ کا۔ چند دنوں بعد ہمارا ایک زبردست اجتماع ہوگا اور اس کے بعد ـــ اس کے بعد ہم پیچھے نہ ہٹ سکیں گے۔ ایک قدم بھی نہیں۔ میرا صرف ایک خواب ہے ـــ میرے ملک کا دوبارہ اتحاد۔ مکمل ترین، مستحکم اور قومی اتحاد۔ بہت جلد میرا یہ ہاتھ بارود کو تیلی دکھا دے گا۔ اور اس کے بعد ـــــ میری زندگی ایک، صرف ایک مقصد کے لئے وقف ہوگی"

وہ خاموش ہو گیا اور اس نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔

کیٹارینا نے میرے کان میں کہا" یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

میں نے اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر اس کی لَو چوم لی اور پھر سرگوشی میں کہا "یہ ایلوئس شاید برلن کی دیوار گرا دینا چاہتا ہے۔

"اوہو........"

میں مسکرایا۔ عمدہ تبصرہ تھا یہ۔

ایلوئس نے اپنا ہاتھ جھکا دیا تو اب مانسٹن نے لب کشائی کی۔

اس نے کہا" آپ نے جو کچھ کہا ہے اس پر ہم میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں اور نہ اس پر بحث کی گنجائش ہے۔ ہمیں ان مشکلات کا بھی احساس ہے جو راہ میں حائل ہیں۔ الّا یہ کہ آپ نے جو باتیں کہی ہیں وہ حقیقت میں ٹھوس ہوں اس کے باوجود انہیں بدنام کرنے اور بے بنیاد ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی"

ایلوئس نے تیز ہو کر کہا" حقائق ناقابل تردید ہے۔ اور جب یہ حقائق اجتماع میں

بلیش کیے جائیں گے تو پھر پورے جرمنی میں کسی کو ان پر شک نہ ہوگا"
مانسٹن نے کہا" یہ حقائق ہم جان سکتے ہیں؟"

میں سمجھتا ہوں کہ ایلوئس کو یوں دبایا جانا پسند نہ تھا۔ بہرحال اس وقت وہ اپنی زندگی کا ایک عظیم پارٹ ادا کر رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور پھر وہ کچھ کہے بغیر سنگ مرمر کے چبوترے کے زینے کی ایک سیڑھی چڑھ گیا کہیں چھپ کر بیٹھے ہوئے اسٹیج مینجر نے ایلوئس کا یہ اشارہ سمجھ لیا۔ چبوترے پر سے سنگ مرمر کی کالی سل کھسک گئی اور مخملی پردوں والی تابوت گاہ آہستہ آہستہ ابھرنے لگی۔ میری قریب بیٹھی ہوئی کیٹارینا نے حیرت کا لمبا سانس کھینچا۔

ایلوئس نے جذبات سے عاری آواز اور سپاٹ لہجے میں کہا۔
"آپ لوگوں کو اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ــــ ایڈولف ہٹلر کا بیٹا ہوں"
ایلوئس کے اس اعلان نے کیٹارینا کو چت کر دیا۔ میں نے اس کی گرفت کا دباؤ اپنے بازو پر محسوس کیا۔

گول کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں حتیٰ کہ وہ پلک تک جھپکنا بھول گئے۔ اگر کوئی اس وقت مجھے مانسٹن کی دلی کیفیت سے آگاہ کر دیتا تو میں اپنی زندگی کے پانچ سال اسے بخش دیتا۔ ایلوئس کے اس اعلان کا مانسٹن پر کچھ ردِ عمل ہوا تو صرف یہ کہ اس نے یک چشمی عینک آنکھ پر سے اتار لی اور ریشمی رومال سے اسے صاف کرنے لگا۔

"کس کے بطن سے؟" یہ سوال جرمن زبان میں پوچھا گیا تھا اور اسے سمجھنے کے لئے مجھے کسی مترجم کی ضرورت نہ تھی۔ سوال پوچھنے والے بڑے میاں کی آواز بھی غیر جذباتی اور لہجہ سپاٹ تھا۔ اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ میں نے کہا نا کہ یہ تمام لوگ "گرگ باراں دیدہ" تھے۔

"میری والدہ ایوا براؤن تھیں اس سے پہلے کہ آپ یہاں سے روانہ ہوں۔ آپ میں سے ہر ایک کو ایک چھپا ہوا اسٹیٹمنٹ دیا جائے گا جو پروفیسر وادسی نے تیار کیا ہے اور جس میں تمام حقائق تاریخوں کے ساتھ درج ہیں اس کے علاوہ اس کے ساتھ ضروری دستاویزوں اور سندوں کی فوٹو کاپیاں بھی منسلک ہوں گی۔ اس کے علاوہ آپ حضرات کو میرے والد کا لکھا ہوا تحریری بیان بھی دیا جائے گا جس پر میری والدہ ایوا براؤن نے دو گواہوں کی موجودگی میں دستخط کئے ہیں۔ یہ دونوں گواہ بقید حیات ہیں اور ان دونوں گواہوں کے تحریری حلف نامے بھی ان کاغذات سے منسلک ہوں گے ہمارے عظیم اجتماع کے بعد یہ حقائق مشتہر کر دیئے جائیں گے۔ کہ عوام بھی اس سے واقف ہو جائیں"

اس گنجے شخص نے، جس نے کالے رنگ کی ٹائی میں جڑاؤ پن لگا رکھی تھی، پوچھا

"واقعے جورات پیوری نائی سائنسے؟"

"برگوف وادبرسالسبرگ، ۱۷ جون ۱۹۴۲ء" ایلوئس نے جواب دیا "اور میری پیدائش کا اعلان نہ کیا گیا۔ میرا نام اپنے دادا الوئس ہٹلر کے نام پر ایلوئس رکھا گیا۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ اور میرے والد نے ۱۹۴۵ء میں ایوا براؤن سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے مجھے ان کی جائز اولاد قرار دیا گیا۔ چند سرکاری، سیاسی اور حکومتی وجوہات کی وجہ سے تھرڈ ریخ کے زوال کے وقت، اور یہ زوال میرے والد نے بہت پہلے سے دیکھ لیا تھا، میری پیدائش اور میرے وجود سے لوگوں کو بے خبر رکھا گیا۔ مجھے پروفیسر وادسی کے حوالے کر دیا گیا، پروفیسر صاحب نے میری پرورش کی اور انہی کے خاندانی نام کو میں نے اپنایا کہ لوگ جان نہ لیں کہ میں کس کا بیٹا ہوں"

اس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ تمام ثبوت مسلمہ طور پر تحریری بیان میں موجود ہیں۔

اگر ان پہ اعتراض نہ شک کیا گیا تو اس کے وہ گواہ، جو اب تک زندہ ہیں سامنے
آکر گواہی دینے کے لئے تیار ہیں ۔ آپ لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے
لوگ اب بھی تھرڈ ریخ اور میرے والد کے وفادار ہیں اور تنہا میرے والد تھرڈ ریخ
کے حکمران تھے چنانچہ ان کے انتقال کے بعد تھرڈ ریخ کا حکمران اب میں ہوں ۔"
مانسٹن نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر ٹھیری ہوئی آواز میں پوچھا " آپ کے والد کا یقینی
طور پر انتقال ہو چکا ہے ؟"
" جی ہاں ۔ ان کے زندہ ہونے کے متعلق جتنی بھی روایتیں ہیں وہ محض بے بنیاد
افواہیں ہیں ۔"
" اور مارٹن بورمین ؟ "
" معاف کیجئے ۔ اس سوال کا جواب میں نہیں دے سکتا " اب وہ ٹھیر ٹھیر کر اور ہر
چند جملوں کے بعد ترجمہ کر کے بول رہا تھا " آپ کو صرف دو حقائق پیش نظر رکھنے
ہیں ۔ ایک ۔۔۔۔ میں اپنے والد کا بیٹا ہوں اور دوسرے میرے والد کا
انتقال ہو چکا ہے ۔ یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے میرے والد کی موت کے
متعلق بھی آپ کو صحیح رپورٹ دے دی جائے گی میں ان تفصیلات میں اس وقت
جانا نہیں چاہتا اور نہ اس بات پر بحث کرنا چاہتا ہوں کہ گو لینے، لنجے، راٹن
ہوبر با اور یا منگر ہوڈ زین جیسے لوگوں نے جو ثبوت پیش کئے ہیں وہ کہاں تک
صحیح ہیں ۔ اگر آپ نے چانسلری بنکر کے آخری دنوں میں دلچسپی لی ہے تو آپ
ان ناموں سے ناواقف نہ ہوں گے ۔ حقائق آپ کے لئے تحریر کر دئے گئے ہیں
آپ ان کا مطالعہ کیجئے، انہیں جانچئے، پرکھئے اور پھر فیصلہ کیجئے ۔ زیادہ زور
میرے والد کی نعش کی شناخت اور ان کے انتقال کی جگہ پر دیا گیا ۔ تمہارے روسی
وہ لوگ تھے جو اس معاملے میں کچھ کہنے کے قابل تھے یعنی ۱۹۴۵ء کے مئی اور جون

کے درمیان ۔ میں آپ کو یاد دلا دوں کہ ماہ جون میں انہوں نے کہا کہ ہٹلر کی لاش نہ صرف مل گئی ہے بلکہ شناخت بھی کر لی گئی ہے ۔ اس کے چند دنوں بعد مارشل ژوکوف نے پریس کے ایک بیان میں چانسلری کے آخری دنوں کی تفصیلات بیان کیں لیکن میرے والد کے انتقال اور اس کے مقام کے اہم سوال کے متعلق کہا "واقعات بڑے پر اسرار ہیں ۔ ہم نے ہٹلر کی لاش کو شناخت نہیں کیا ہے ۔ چنانچہ اس کے ساتھ کیا واقعہ ہوا یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ۔" پھر ماہ ستمبر میں روسیوں نے کھلے بندوں حکومت برطانیہ پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے میرے والد اور میری والدہ کو کہیں جرمنی میں قید کر رکھا ہے یا چھپا رکھا ہے ۔ اور پھر خود اسٹالین نے پوسٹڈم کانفرنس میں امریکن سکریٹری آف اسٹیٹ کو مطلع کیا کہ اس کے خیال میں ہٹلر زندہ ہے اور غالباً ہسپانیہ یا ارجنٹینا میں کہیں پناہ گزیں ہے ۔ تب سے لے کر اب تک سیاست والوں نے اس پر اسرار واقعہ کے متعلق کانفرنسوں میں باتیں کی ہیں اور اخبارات اور کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے ۔ اور اس ہلڑ کے پیچھے جو ان کا مقصد ہے وہ صاف ظاہر ہے کسی بھی گورنمنٹ کو ہٹلر کی لاش نہیں ملی ۔ لیکن وہ گورنمنٹ جو تھرڈ ریخ کے مقابل صف آرا تھی ۔ ہٹلر کو مردہ یقین کرنا چاہتی ہے یا یقینی طور پر اس کی موت کی خبر معلوم کرنے کے لئے بے تاب ہے ۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہٹلر کی کوئی یادگار باقی رہ جائے جس پر روایت اور دیو مالا کی عمارت تعمیر کی جا سکے ۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہٹلر کی کوئی نشانی باقی رہ جائے جس کی زیارت کو لوگ آئیں ۔ وہ یہ ثبوت بھی نہیں چاہتے کہ میرے والد نے اپنے ہتھیار ڈالنے پر ایک سپاہی کی موت کو ترجیح دی ہے ۔ جی ہاں وہ یہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ چنانچہ اسی لئے کہا گیا کہ وہ زہر کھا کر بزدلوں کی موت مرے لیکن نہیں ۔ میں کہتا ہوں

کہ میرے والد ایک سپاہی کی موت مرے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو گولی مار دی تھی۔"

اُلوئس خاموش ہو گیا۔ اور بے وجہ نہیں کیونکہ اس وقت وہ اپنی عظمت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

دفعتہً اس نے کوڑا بلند کیا اور کہا "آپ یقین کریں کہ میرے والد ایک سپاہی کی موت مرے لیکن وہ ظالم و جابر تھے۔ دیوِ استبداد تھے۔ ہم تھرڈ ریخ کو دوبارہ زندہ کرنا نہیں چاہتے بلکہ نیا جرمنی اور نیا یورپ چاہتے ہیں۔ میرے والد کے انتقال سے استبداد کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن جب استبداد ختم ہوتا ہے تو کفّارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ پوری قوم کا کفارہ اور وہ ہے پوری قوم کو متحد کرنا کہ یہی قوم کا تقاضہ ہے اور یہی قوم کی اہم ضرورت ہے۔ ان لوگوں کی، یعنی قوم کی، قسمت سنوارنا، صحیح منزل کو تلاش کرنا اور پھر طوفان حوادث کے خلاف جدوجہد کر کے حقیقی عظمت حاصل کرنا۔ یہ ہے کفارہ۔ اور اس مقام پر پہنچنے کے بعد اور اس تک پہونچنے کے لئے بھی قوم کوئی روایت اور کوئی نشانی اور کوئی تبرک چاہتی ہے ___ عظمت کی یادگار ___ کوئی معبد جو انہیں ماضی کی عظمتوں کی یاد دلاتا رہے اور ایک بار پھر انھیں عظیم بننے پر اکساتا اور ان کے دل میں جوش پیدا کرتا رہے۔ چنانچہ حضرات یقین کیجئے کہ میں اڈولف ہٹلر کا بیٹا، قوم کا وہ معبد اور وہ قربان گاہ دے رہا ہوں۔ دیوِ استبداد کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ مر گیا۔ ظلم و ستم کی بھڑکتی ہوئی آگ کفارے کی راکھ میں تبدیل ہو گئی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کفارے کی اس راکھ سے اپنی قوم کے لئے ایک قربان گاہ بناؤں گا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی قوم کو وہ معبد دوں گا۔ جو ان کی گذری ہوئی عظمت کی علامت ہوگا اور دیکھئے حضرات یہ ہے وہ معبد، یہ ہے وہ تبرک۔ میرے والد

ایڈولف ہٹلر کی لاش ؎

وہ ایک طرف ہٹ کر تابوت گاہ کی طرف گھوم گیا۔ میں نے اپنے قریب کیٹارینا کو کانپتے محسوس کیا۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کپکپی سنسنی کی تھی یا خوف کی یا پھر نرہ سردی سے کانپی تھی۔

اسٹیج مینیجر نے اپنا فرض ادا کیا اور تابوت گاہ پر سے مخملی پردے ہٹ گئے اور ایک غیر معمولی طور پر بڑا شیشے کا تابوت نظر آیا۔ پردوں کے ہٹتے ہی شیشے کے اس تابوت میں قمقمے روشن ہو گئے۔

اور اس میں ایک چھوٹے سے سنہری پلنگ پر وہ لیٹا ہوا تھا ایڈولف ہٹلر جسے مکمل وردی پہنا رکھی تھی۔

میں کیٹارینا کے ساتھ روشندان کے پیچھے دبکا گول کمرے میں جھانک رہا تھا۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ یکے بعد دیگرے اٹھے۔ لیکن بہت آہستہ آہستہ، بہت سنبھل سنبھل کر جیسے ایک زبردست بوجھ ان کی گردنوں پر رکھ دیا گیا ہو جو انھیں خدا جانے کب تک اٹھانا پڑے گا۔ ایک ایک آدمی آگے بڑھا، شیشے کے تابوت میں دیکھا اور پھر تابوت گاہ کا طواف کر کے اور واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس تمام عرصے میں سنتری گردنیں لمبی کر کے تابوت اور لوگوں کی طرف دیکھتے رہے اور اپنی جگہ پر مستعد کھڑے رہے۔

مجھے مالکوڈ کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو اس نے سیاستدانوں کے متعلق کہے تھے "ان کی صرف ایک دیوی ہے جس کی وہ پوجا کرتے ہیں۔ اور وہ ہے "مصلحت" —— "چند دنوں بعد میونخ میں جو عظیم الشان اجتماع" ہونے والا تھا وہ دنیا کی ہر کیبنٹ کے کمرے میں میز کے نیچے بم رکھ دے گا۔ اور پروفیسر واورسی نے اپنی کتاب انگشت نما میں جو یہ الفاظ لکھے ہیں تو یہ اس نے بہت سوچ سمجھ

کر لکھے ہیں کہ "کفارہ دراصل یہ نعرہ ہے کہ موت ہو ہٹلر کے لئے"۔ اب میں نے اس کے ان الفاظ کا مطلب سمجھا۔ اب یہ میری سمجھ میں بھی آ گیا کہ مارٹن اور وہ ٹیبن کی ٹانگ والا بوڑھا اپنے طور پر کوشش کر کے کیوں اس جماعت میں شامل ہوا اور کیوں یہاں آیا اور یہ بھی کہ فراؤ اسپیگل اور ہاورڈ جونسن کیوں ان لوگوں کا پیچھا کر رہے تھے اور یہ کہ ان لوگوں سے اور اس تابوت سے، جسے یہ لوگ اٹھائے اٹھائے پھرتے تھے دنیا کی بڑی طاقتوں کو کیوں دلچسپی تھی۔ اس کا راز کہیں سے ذرا سا فاش ہو گیا تھا لیکن ایک سیکورٹی کا محکمہ دوسرے پر اعتبار نہ کرتا تھا حالانکہ ان سب کا مقصد ایک تھا۔ وہ کسی بھی "معبد" کو بننے دینا نہ چاہتے تھے۔ لیکن وہ محض اس خوف سے الگ الگ اور اپنے طور پر کام کر رہے تھے کہ اگر عین وقت پر کوئی تابوت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر "مصلحت" میں شاید رخنہ پڑ جائے گا، لاش کو تلف کرنے میں تاخیر ہو گی اور ممکن ہے وہ پارٹی، جو تابوت پر پہلے قبضہ کر لے، کسی سیاسی وجہ سے یا خود اپنے مفاد کی خاطر یہ "معبد" کھڑا کر دے۔ اور مالکوڈ ـــــ وہ تو یہودی تھا ہی۔ وہ جانتا تھا کہ فاسسٹوں نے اس کی قوم پر کیا کیا مظالم ڈھائے تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہی بلکہ شاید اس سے بڑے مظالم، کی چکی میں اس کی قوم کو پیسا جائے چنانچہ وہ اس "معبد" کو تباہ کرنے پر تلا ہوا تھا لیکن یہ کام وہ کسی پر بھی اعتبار کئے بغیر اپنے طور پر کر رہا تھا۔

ایبوئس ایک بار پھر بول رہا تھا لیکن اب اس پر ہر طرف سے سوالات کی بوچھار ہو رہی تھی کیونکہ اب وہ یہ تفصیلات بیان کر رہا تھا کہ چانسلری بنکر سے ہٹلر کی لاش کس طرح غائب کی گئی، کس طرح اس کے سارے سراغ مٹائے گئے اور کس طرح لاش کو حنوط کر کے چھپا دیا گیا ـــــ آوازیں میرے

کالونز رہی آرہی تھیں اور میں سہمہ ہوا سا بیٹھا سب کچھ سن رہا تھا۔

البتہ دو باتیں میں یقینی طور پر جانتا تھا اور اس کے لئے مجھے کسی ٹھوس ثبوت کی ضرورت نہ تھی۔ ایک یہ کہ تابوت میں جو لاش تھی وہ ہٹلر کی نہ تھی اور دوسری یہ کہ ایلو ہٹلر کا بیٹا نہ تھا۔ دو چار بالکہ چند حقائق ایسے بھی ہوتے جن کے لئے ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ آپ اپنی حسی طور پر معلوم کر لیتے ہیں یا پھر آپ چھٹی حس آپ کو آگاہ کر دیتی ہے۔ یہ سب جھوٹ تھا — دھوکا تھا۔

اور یہ جھوٹ یقیناً پروفیسر وادرسی نے کھڑا کیا تھا۔ اس جھوٹ" کو "سچ" ظاہر کرنے کے لئے پروفیسر وادرسی نے اپنی تمام قابلیت صرف کر دی تھی۔ سارے جنتر اور ٹھوس ثبوت اس نے ترتیب دیے تھے اور کسی گمنام شخص کی لاش کو — ممکن ہے یہ شخص ہٹلر کا ہم شکل رہا ہو — وردی پہنا کر تابوت میں لٹا دیا تھا اور پھر یہ تمام چیزیں — یعنی بیانات، ثبوت، اور لاش — اس نے ایلوکس کے ہاتھوں اس وقت فروخت کر دیئے تھے جب وہ سن بلوغ کو پہنچ رہا تھا اور اس کے سینے پر بال پھوٹنے لگے تھے۔ اور ایلوکس نے اس پر آمنا وصدقنا کہا تھا۔ ایلوکس کی "حاکمانہ" حرکتوں اور اس کی باتوں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ اس نے پروفیسر وادرسی کی ایک ایک بات پر یقین کر لیا تھا۔ اور یہ بڑا اہم تھا۔ اور خدا کی قسم مانسٹن نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ "زبردست آرٹ" ہے۔

یہ شاہکار میونخ کے اجتماع میں نمائش کے لئے رکھ دیجئے اور پھر پوری دنیا کے سر پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑے گی۔ لوگ وہ تسلیم کر لیں گے جو وہ تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ بے شک یہ "جھوٹا" تبرک" ہے لیکن اگر آپ لوگوں

کو اس کے ذریعہ ایک نعرہ دے رہے ہیں تو وہ "ہٹ بر گ" کو قبول کر لیں گے اور اس کے سامنے سر جھکا دیں گے کیونکہ اس کے ذریعہ آپ ان کے لئے وہ راستہ کھول رہے ہیں جس پر وہ چلنا چاہتے ہیں، انھیں اس منزل کا پتہ دے رہے ہیں جس تک وہ پہونچنا چاہتے ہیں۔ یہ دنیا کا عظیم ترین تو ت تھا اور اگر پروفیسر وادرسی اپنے اس سرکس کے ساتھ میونخ پہنچ گیا تو پھر یوں سمجھئے کہ دنیا بارود کے ڈھیر پر ہو گی۔ اور پھر نتیجہ معلوم۔

میں نے کٹیا رینا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چلو"

لیکن وہ اپنی جگہ یوں جم گئی تھی کہ مجھے بڑے زور سے اسے کھینچنا پڑا۔

اور کمروں کی طرف جاتے وقت میں سوچ رہا تھا کہ اگر اس سازش کی اطلاع سٹ کلف، اسپیگل اور یہودی مالکوڈ کو مل چکی تھی تو پھر یہ بون تک کیوں نہ پہنچی۔ یہ تو ناقابل یقین سی بات تھی کہ اس کھچڑی کی بو ان کے نتھنوں میں نہ پہنچی ہو جس کی ہنڈیا ان کے پچھواڑے ہی چڑھائی گئی تھی۔

انیسواں باب
محبت، عجیب چیز

کمرے میں پہونچ کر کیتارینا بے تابی سے ٹہلتی رہی اور بار بار کہتی رہی "کیا مطلب ہے اس کا ؟" اس کی آواز میں ہسٹیریا کی جھلک تھی لیکن جب اس کے اس سوال کے جواب میں میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو دیکھا کہ وہ سن ہی نہ رہی تھی۔ آخر کار عاجز آکر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹ کر اسے اپنے قریب صوفے پر جبراً بٹھا لیا۔

"بیٹھو اور سنو" میں نے کہا "میں کہہ چکا ہوں کہ یہ پورا معاملہ ہمارے لئے بیحد عظیم ہے اور اس سے نہ تو تم کوئی منافع حاصل کر سکتی ہو اور نہ میں۔ چنانچہ بھول جاؤ اسے اور یہاں سے نکل بھاگنے کی تدبیر کرو"

"تمہارے خیال میں یہ — یہ — بات منسوخ ہو گی ؟"

"ہاں، اور یہ بات گول کمرے میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ جانتے ہیں۔ اب انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ کیا ہونے والا ہے چنانچہ ان کا ہر شخص اب صف بندی کا اپنے طور پر نقشہ بنائے گا"

"میں سمجھی نہیں"

"بہت سے لوگوں نے خطرے کی بو پالی تھی اور وہ حقیقت میں اسے دبا دینا چاہتے ہیں۔ اور اسی کے لئے یہ سب بھاگ دوڑ تھی"

"کس کے لئے ؟"

"یہی کہ یہ مقام تلاش کرلیں اور اس لاش اور ایلوئس کو پکڑ لیں۔ لاش کو تلف اور ایلوئس کا خاتمہ کردیں اور اس کی خبر ذرا بھی باہر نہ جائے۔ یعنی دنیا کے لوگ اس سے سراسر بے خبر رہیں کہ کیا ہونے جا رہا تھا اور کیا ہوگیا۔ گول کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں کم سے کم دو ایسے آدمی موجود ہیں جن سے میں واقف ہوں اور جو محض اسی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ چنانچہ اب یہاں کچھ ہونے والا ہے اور اس سے پہلے کہ یہاں دھاندلی مچے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے"

کیٹارینا نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا:

"یہ تم واقعی جانتے ہو؟" وہ بولی۔

"ہاں۔ اور ممکن ہے ایلوئس بھی جانتا ہو اور مجھے یقین ہے کہ وہ اندھا دھند کوئی خطرہ مول نہ لے گا۔ وہ بے حد ہوشیار اور عیار ہے۔ ادھر وہ لوگ گئے نہیں کہ ایلوئس یہاں سے ساری چیزیں لے کر کسی نئی کمین گاہ میں منتقل ہو جائے گا۔ بہر حال ہمیں یہاں سے نکل بھاگنا ہے اور بہت جلد۔ میں، تم، اور لوئی"

"لیکن کل رات سے پہلے ہم کسی صورت یہاں سے نکل نہیں سکتے۔"

"خدا کرے کہ رات تک کچھ نہ ہو۔ یہ لو"

میں نے فرانڈ اسپیگل کی چھوٹی سی چاندی کی ڈبیہ جیب سے نکال کر اسے دے دی۔

"کیا ہے یہ؟" کیٹارینا نے پوچھا۔

"چند گولیاں ہیں اس میں۔ کل شام کچھ ایسی ترکیب کرو کہ ہانسٹوڈ تمہیں اپنے ساتھ شراب پینے کے لئے مدعو کرے۔ کرسکو گی؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ مسکرا رہی تھی اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"یہ اسے لڑھکا دیں گی؟" وہ بولی۔

"ہاں۔ وہ مرنہ جائے گا صرف بیہوش ہو جائے گا۔ ایک گولی اسے ایک گھنٹے تک دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دے گی اور ہمیں بس ایک ہی گھنٹہ چاہیے اس کے لڑھک جانے کا انتظار کرنا اور پھر اس کی جیب سے کنجی حاصل کر کے یہاں میرے پاس آجانا۔ اور ہاں جب تک ہاسنٹوڈ ٹیں نہ ہو جائے تب تک لوئی سے کچھ نہ کہنا۔ سمجھ گئیں۔؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ لیکن میرا سر ——— اس کا کیا کروں؟ ان سب باتوں نے مجھے تو چکرا دیا ہے:" اور پھر اس نے جھک کر آہستہ سے میرے ہونٹ چوم لئے" تم بیحد ہوشیار ہو۔ تم نے مجھے ایلونس کی بیوی بننے اور اس بے حد عظیم معاملے میں پھنسنے سے بچا لیا۔"

"بے شک یہ عظیم معاملہ ہے اور واقعی میں نے تمہیں بچا لیا ہے"

"اور اب کل رات تک ہمارے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہے؟"

میں کھڑا ہو گیا اور اسے اپنے سے لپٹا لیا۔

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا؟" میں نے کہا۔

"وہ مسکرائی، میرا بوسہ لیا اور پھر اپنے بازوؤں میں میری کمر دبوچ لی۔

"بہت شریر ہو"

اور جب اس نے میری کمر چھوڑ دی تو میں گرتے گرتے بچا۔

میں نے کہا۔ بڑی مصروف شام گزری ہے ہماری چنانچہ اب رات کی چکی

لگا کر بستر میں گھس جانا چاہئیے۔"

"اچھا! یہاں بستر بھی ہے!"

"دوسرے کمرے میں لیکن پلنگ پر چادر اور کمبل نہیں ہیں"

"کمبل اور چادر کی ہمیں ضرورت بھی کیا ہے؟"

وہ کمرہ عبور کر کے خوابگاہ کے دروازے کے قریب پہونچی، اسے کھولا اور اندر جھانکنے لگی۔ میں نے الماری کے قریب پہونچ کر ہم دونوں کے لئے برانڈی کے جام بھرے۔

وہ واپس آئی میں دونوں ہاتھ میں ایک ایک جام لئے کھڑا تھا میرے قریب آکر اس نے اپنے ہونٹوں سے میرے ہونٹوں کو چھوا، پھر ہنسی اور میرے ہاتھوں سے دونوں جام لے کر کہا:۔

"پہلے تم جاؤ اندر۔ مجھے شرم آتی ہے"

میں خوابگاہ میں پہونچ کر پلنگ پر دھڑام سے لیٹ گیا اور اپنی نظریں کھلے ہوئے دروازے پر جمادیں جو دوسرے کمرے میں جلتے ہوئے چھوٹے لیمپ کی وجہ سے روشن تھا۔

میں نے اسے جوتے اتارتے سنا۔ میری حس اتنی بیدار ہو گئی تھیں کہ میں نے اس کے لباس کے فرش پر گرنے کی آواز بھی سنی۔ یا ممکن ہے یہ میرا وہم ہو۔ چند ثانیوں بعد وہ دروازے میں نمودار ہوئی۔ اس کے سنہری بال اس کے شانوں اور گردن پر ریشمی ڈھیر کی طرح پڑے ہوئے تھے اور وہ برہنہ تھی اور چکنی جلد پس منظر کی روشنی میں چمک رہی تھی اور اس کی چھاتیاں اور بھری بھری رانیں کچھ اندھیرے میں تھیں اور کچھ روشنی میں۔ میرا حلق خشک ہو گیا۔

وہ دونوں ہاتھوں میں ایک ایک جام لئے مستانہ چال سے پلنگ کے قریب آئی۔
"خدا کے لئے ــــ لاؤ میرا جام ــــ میرا حلق تو صحرا ہو گیا ہے"
وہ ہنسی اور اپنی جگہ سے ہلے بغیر ایک جام میری طرف بڑھا دیا ۔
"میں حسین ہوں ۔ تم مجھے دروازے کی روشنی میں دیکھ چکے ہو نا؟"
"ہاں اور خدا کی قسم اسی عالم میں عمر بھر دیکھتا رہوں ۔ مجھے نہ سورج چاہئے اور نہ چاند اور نہ ستارے ــــ مجھے ان کی ضرورت نہیں ۔ اس وقت اور ہمیشہ مجھے تمہاری ضرورت ہے"
اور میں نے اپنا جام اپنے حلق میں انڈیل دیا اور اس نے اپنا جام اپنے ہونٹوں سے لگا لیا ۔
"بہت اچھی باتیں کہتے ہو تم ــــ ہمیشہ مجھ سے ایسی ہی باتیں کہتے رہو گے؟"
"ہاں ۔ ہمیشہ"
کسی بھی جوان مرد کے لئے یہ وقت بڑا قیمتی تھا اور اسے آہستہ آہستہ شراب پی کر ضائع کرنا حماقت تھی چنانچہ میں نے جام کا بقیہ اسا سہ حلق میں انڈیل کر کہا ۔
"آجاؤ"

اس نے اپنا جام پلنگ کے قریب میز پر رکھ دیا ۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے اپنے جام کا کیا کیا وہ میز پر سے کہیں لڑھک گیا ۔ میں نے اپنی باہیں پھیلا دیں اور وہ میری باہوں میں برہنہ اور مشتاق پڑی تھی دفعتہً اس کے ہونٹ سختی سے میرے ہونٹوں سے چپک گئے ۔ اس کے لب سے میں بھوک تھی اور میرے ہاتھ اس کی برہنگی پر پھیلنے لگے اور دفعتہً وہ مجھ سے الگ ہو گئی ۔

"نہیں پیاری رات پڑی ہے۔ اتنی جلد کیا ہے ڈارلنگ" وہ بولی۔

وہ ایک کہنی کے بل نیم دراز ہو گئی اور میرے ہونٹ چومنے لگی۔ اس کی انگلیوں کو میں نے اپنی قمیص کے بٹن کھولتے اور پھر اس کی ہتھیلی کو اپنے سینے پر رینگتے محسوس کیا اور میں صرف اس کے سنہری بالوں کا تاکر دیکھ رہا تھا جن پر دوسرے کمرے سے آتی ہوئی روشنی نے مقدس حلقہ سا بنا دیا تھا اور پھر دفعتہً یہ حلقہ لرز کر ٹوٹنے لگا، وہ دھندلا گیا اور میری آنکھوں کے سامنے دیوانہ وار ناچنے لگا میں نے اس کی چھاتی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو دیکھا کہ میرا ہاتھ ہوا میں بہنے لگا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ میرے جسم سے الگ ہو کر لاکھوں میل دور چلا گیا ہو اور پھر میری حسیں ڈوبنے اور جھومنے لگیں اور میرے حواس گم ہونے اور میرا ہوش غائب ہونے لگا۔ اور میری نظر کے سامنے ایک سکنڈ میں اندھیرا چھا جاتا اور دوسرے لمحے روشنی ہو جاتی۔ پھر اندھیرا اور پھر روشنی۔

کیٹارینا بستر میں سے نکل کر کھڑی ہو گئی اور میری طرف دیکھنے لگی میری ساری قوتیں سلب ہو چکی تھیں۔ میں ہل بھی نہ سکتا تھا۔ لیکن میرا دماغ اب بھی بیدار تھا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا کیونکہ میں نرا احمق تھا میرے ہی ہتھیار سے مجھ پر وار کیا گیا تھا۔ میری دی ہوئی گولیاں میرے جام میں ڈال کر مجھے ہی پلائی گئی تھیں۔ نہیں میری نہیں ـــ اسپیگل کی گولیاں ـــ اسپیگل کی ـــ اسپیگل ـــ میں ـــ احمق ـــ گدھا ـــ تو یہ تھا کیٹارینا کا فلسفہ ـــ انتظار کرو۔ صبر سے کام لو اور دیکھو کہ تمھارا مفاد کس طرف ہے۔ ممکن ہے وہ میرے ساتھ فرار ہونا چاہتی ہو لیکن اس روشندان میں سے اس نے گول کمرے میں جو کچھ دیکھا اس کے بعد اس نے اپنا ارادہ بدل دیا ـــ وہ جرمنی تھی ـــ جرمن ـــ سنہری بالوں والی ـــ حسین ـــ ایلونشند

کی دلہن بننے کے لیے اسے منتخب کیا گیا تھا ___ وہ روایت، جس کا ذکر ایلوئس نے اپنی تقریر میں کیا تھا، وہ دفعتہ کیٹا رینا پر حاوی ہو گئی تھی ___ اسے مسحور کر گئی تھی ___ درخشاں مستقبل نے اس کی آنکھیں چندھیا دی تھیں ___ اور یہی حال دوسرے ہزاروں لوگوں کا ہو گا ___ ان کی نظر خیرہ ہو جائے گی اور وہ ایلوئس ہٹلر کے پیچھے چل پڑیں گے۔

میں نے بستر میں سے نکلنے کی کوشش کی لیکن نکل نہ سکا۔ میں ہوش اور بیہوشی کے درمیان جھولتا رہا۔ کیٹا رینا ابھی خوابگاہ میں تھی اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔ وہ پھر آئی اور اب وہ اپنا لباس اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھی۔ وہ میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی اور اپنا لباس پہن رہی تھی اور بول رہی تھی اور اس کی آواز میلوں دور سے آتی معلوم ہوتی تھی۔

"مجھے افسوس ہے ڈارلنگ ___ تم بہت اچھے اور سنسنی خیز آدمی ہو ___ لیکن کیٹا رینا کے قابل نہیں ہو۔"

میں نے بولنے کی کوشش کی میں کیٹا رینا کو حرامی کہنا چاہتا تھا لیکن میرے حلق میں صرف "غر۔غر" ہو کر رہ گئی۔ وہ جھکی، اس نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر چلی گئی۔ اور میں بھی چلا گیا۔ میرا مطلب ہے بیہوش ہو گیا اور ایک دیوانہ دھندلا خواب دیکھنے لگا ___ میں گول کمرے کے روشندان میں سے جھانک رہا تھا اور ایلوئس بول رہا تھا۔ اور بنکر کے آخری دنوں کی تفصیلات بیان کر رہا تھا۔ بتا رہا تھا کہ کس طرح ہٹلر کی لاش لے جائی گئی ___ نام ___ نام ___ جن کا مطلب میرے لئے تو کچھ نہ تھا لیکن دوسرے بہت سے لوگوں کے لئے ہو سکتا تھا اور تھا ___ جیسا کہ میں، لارینز، زانڈر اور ہومور یخ اور دوسرے نام اور پتہ نہیں کیا اور پھر ایک خواب گھومنے لگا۔ میں نے اپنے لمبے سانس

کی آواز سنی اور پھر میں اندھیری گہرائیوں میں پھیلنے لگا ۔۔ اس وقت میری آنکھیں لمحے بھر کے لئے کھلیں اور مجھے دیوانگی کا آخری منظر نظر آیا میں نے دیکھا کہ ہارولڈ جونسن مجھ پر جھکا ہوا تھا اس نے دیکھا :۔

"پیارے! قسمت تمھاری بری ہے۔ محبت میں پھنس کر اس جگادری معاملے میں قلا بازی کھا گئے ۔ ہچ ۔ ہچ ۔ یہ برا ہوا یہ محبت بھی عجیب چیز ہے"

کمرے میں وہ چار تھے ۔ یہ ایک مختصر سا اور شاید مطالعہ کا کمرہ تھا کیونکہ دیواری الماریوں میں کتابوں کی قطاریں تھیں، آرام کرسیاں تھیں آتشدان کے اوپر ایک گھڑی تھی جو ڈھائی بجا رہی تھی ۔ اور یہ یقیناً دوپہر کے نہیں بلکہ رات کے ڈھائی تھے کیونکہ کھڑکیوں وغیرہ پر سے پردے ہٹا دئے گئے تھے اور کمرہ قمقموں سے روشن تھا معلوم ہوا کہ میں دو گھنٹوں تک بیہوش رہا تھا میں اخروٹ کی ایک میز کے سامنے ایک گھومنے والی کرسی میں بیٹھا ہوا تھا ۔ میز پر ایک گل دان تھا اور میرا سر اس انڈے کی طرح دھڑک رہا تھا جس میں سے دنیا کا سب سے بڑا چوزہ کوئی دم میں باہر آنے والا ہو ۔

اور کمرے میں وہ چار تھے ۔

مادام وادرسی جو پنکھا جھل رہی تھی ۔ مجھ پر نہیں بلکہ اپنے چہرے پر اور ۔۔ یہ عورت ہر دفعہ ایک نہ ایک کام کر رہی ہوتی، چنانچہ اس وقت سگار پھونک رہی تھی غالباً اپنے اعصاب کو سکون پذیر کرنے کے لئے ۔ کیٹارینا بھی اپنے نیلے لباس اور سنہری جوتوں میں موجود تھی ۔ میں نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا ۔ پروفیسر وادرسی صاحب بھی تھے ۔ اس بڈھے کا منھ

یوں بگڑا ہوا تھا جیسے وہ بے حد کھٹی املی چوس رہا ہو اور اس کے ہاتھ میں پستول تھا جسے میں نے پہچان لیا۔ یہ میرا الاچا شوید تھا اور جو تھا وہ تھا ایلوئس ٹھلر۔ کالی قمیص اور کالی برجس پہنے ہوئے۔ پٹکے میں خنجر اڑسا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا جسے میں پیرس میں دیکھ چکا تھا جس کا دستہ سونے کا تھا اور چار فٹ لمبا۔

میں میز کے پیچھے آزاد بیٹھا ہوا تھا۔ یعنی مجھے کرسی سے باندھا نہ گیا تھا میرے ہاتھ پاؤں بھی آزاد تھے۔

میں نے تیسری دفعہ کہا "میں کہتا ہوں اس کھنڈر مکان میں کہیں نہ کہیں یا کسی نہ کسی کے پاس تو اسپرین ہوگی ہی"

اور تیسری دفعہ ایلوئس نے اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا اس کے ہاتھ میں تیسری دفعہ کوڑا سنسنایا، اس کا چابک "سوں" سے ہوا کو کاٹتا ہوا آگے بڑھا اور میری ناک سے صرف تین انچ دور میز پر رکھے ہوئے گلدان میں کا ایک پھول سن سے اڑ گیا اس ایلوئس کو یقیناً پھولوں سے پیار نہ تھا۔

میرے دل پر اپنی مہارت اور کوڑے کے سٹراکے کی دھاک بٹھانے کے بعد اس نے کہا:۔

"سوال کا جواب دو"

مجھے یاد ہی نہیں کہ سوال کیا تھا۔ سر درد سے کٹا جا رہا تھا۔

ایلوئس نے پروفیسر داورسی کی طرف دیکھا۔ بڈھے نے اپنی ٹھوڑی کھجلائی اور کچھ کہا:۔

"بہت اچھا۔ ہم ایک سمجھوتا کیے لیتے ہیں۔ ہمارے سارے مہمان اب تک یہیں ہیں۔ تم ان دونوں کے نام بتا دو جنہیں تم جانتے ہو۔ اس کے بعد تم

چند دنوں تک یہاں رہو اور پھر ہم تمہیں چلے جانے کی اجازت دیدیں گے تم اور فرائڈلین لوزن بامنس، دونوں آزاد ہو گے۔ اس کا ہم وعدہ کرتے ہیں"

"مجھے اسپرین کی ضرورت ہے وعدوں کی نہیں"

اور اب ایلوئس کو غصہ آگیا۔ اس نے دانت پیسے، ۔ ۔ ۔ ایک سانپ کی طرح میری طرف لپکا اور میں نے اپنی گردن پر ایک جلتی ہوئی لکیر محسوس کی۔ میز پر چاندی کا ایک وزنی سگریٹ لائٹر رکھا ہوا تھا۔ میں نے وہ لائٹر اٹھا کر پورے زور سے ایلوئس کی طرف کھینچ مارا۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ لیکن یہ ایلوئس ۔ ۔ ۔ ہوا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر لائٹر کو ۔ ۔ ۔ سے دبوچ ۔ ۔ ۔ لائٹر اسی راستے واپس آیا جس راستے ایلوئس کے ۔ ۔ ۔ پھرے ۔ ۔ ۔ گل ران پر گر پڑے۔ گل ۔ ۔ ۔ گئی، پاؤں میز پر ۔ ۔ ۔ گھٹنوں پر ۔ ۔ ۔ نے کس طرح وہ پھول ڈنڈیوں سمیت اڑ کر میرے ہاتھ میں آگئے ۔ ۔ ۔ پھول ہاتھ میں ۔ ۔ ۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ۔ ۔ ۔ پس منظر میں غالباً اس "مجسم روح" کی طرح معلوم ۔ ۔ ۔ تھا ۔ ۔ ۔ نکل رہی ہو۔ اور اب ایلوئس مسکرایا۔

وہ بولا "یہ ۔ ۔ ۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہ مانیں گے"

"تمہارا جو ۔ ۔ ۔ " میں نے کہا، "لیکن امید نہ رکھنا کہ میں تمہارے وعدوں پر اعتبار کر ۔ ۔ ۔ زندہ رہنے دینا نہیں چاہتے۔ نہ مجھے، نہ لوزن کو اور نہ کسی اور کو"

"لیکن ۔ ۔ ۔ جانے دیں گے"

یہ الفاظ کہہ ۔ ۔ ۔

میں نے اسے گھور کر دیکھا لیکن وہ نہ گھبرائی چنانچہ میں نے دوسرا داؤ آزمانے کا فیصلہ کیا۔

میں نے کہا "یہ کیٹیا رینا اپنے آپ کو فراؤ کیٹیا رینا ہٹلر کے روپ میں دیکھ رہی ہے لیکن تم جانتے ہو کہ اس کا پورا نسب نامہ جھوٹا ہے۔ یقین کرو تمہاری دلہن شاہی خاندان نہیں ہے۔ میری مانو اور کیٹیا رینا کو جھیل میں پھینک کر لوئی سے شادی کر لو"

یہ کہنے کو تو میں کہہ گیا لیکن کیٹیا رینا کا درد میرے دل میں موجود تھا۔ ایسا درد جسے کوئی اسپرین دور نہ کر سکتی تھی۔ اس سے چھٹکارا ممکن نہ تھا۔ آپ الفاظ کے ہتھیاروں سے بے شک اسے مار سکتے ہیں لیکن اس کے بعد آپ کو خود اپنے آپ سے نفرت ہو جاتی ہے اور آپ کا بے وقوف دل ایک اور موقع کی امید میں دھڑکتا رہتا ہے۔

ایلوئس نے کہا "آج رات کیٹیا رینا نے اپنے آپ کو وفادار اور عالی نسب ثابت کر دیا ہے۔ بس نسب نامے میں ہی کچھ چاہیے"

چنانچہ کیٹیا رینا تو "عالی نسب" اور "منتخب" ثابت ہو گئی اور اس طرف سے میری اور کوشش بیکار تھی۔ اب میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایلوئس کے نسب پر اعتراض کیا جائے۔ ممکن ہے میرا یہ حملہ اس کی توجہ مجھ پر سے ہٹا دے۔

میں نے کہا "اس جگہ نسب نامے بڑے سستے مل جاتے ہیں۔ چند برس پہلے تمہیں کسی یتیم خانے یا ریفیوجی کیمپ میں سے اٹھانے کے بعد پروفیسر وانڈرسی نے ایک جھوٹا نسب نامہ تمہارے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چنانچہ ایلوئس تم بس اتنے ہی ہٹلر کے بیٹے ہو جتنا کہ میں ٹارزن کا بیٹا ہوں"

ایلوئس نے مادرسی کی طرف دیکھا تک نہیں۔ بس اس کا کوڑے والا ہاتھ پیچھے ہٹا اور ایک بار پھر چابک نے مجھے گردن پر ڈس لیا۔ ایلوئس کے منہ سے صرف ایک لفظ نکلا:۔

"دستور"

درد برداشت کرنے کے لئے میں نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا اور پھر بندوق کی دوسری نالی بھی اس پر خالی کر دی۔ میں نے کہا:۔

"ایلوئس! تم کسی کے بیٹے نہیں ہو حقیقت میں کسی کے نہیں۔ وہ بچاری ممی جسے تم نے پوری وردی پہنا رکھی ہے، کسی طرف سے بھی تمھارے پیارے ڈیڈی کی نہیں ہے۔ تمھارے نسب نامے کی طرح وہ بھی دھوکا ہے۔ میں کہتا ہوں تم اس ناٹک میں کام کرنے کے بجائے کسی اسکول یا کالج میں بچوں کو ورزش کراؤ اور حلال کی روٹی کھاؤ"

پروفیسر دادرسی مسکرایا۔ وہ جانتا تھا کہ میرا ہر وار خالی جائے گا اور جا رہا تھا۔ مادام مادرسی نے کچھ نہ کہا اور ایلوئس کے کوڑے نے ایک بار پھر میری گردن کو چاٹ لیا لیکن اس دفعہ ایلوئس نے کچھ نہ کہا۔

کوڑے کی ضرب کی تاب نہ لاکر میں ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے جھک گیا تو مادام دادرسی نے اپنے منہ سے سگار نکالا، فرش پر اس کی راکھ جھاڑی اور تب زبان کھولی۔

اس نے کہا: اس بیکار کی رک جھک سے میں تھک گئی ہوں۔ صبح ہونے والی ہے اور ہمارے مہمان چلے جائیں گے یا پھر ہمیں انھیں روکنا پڑے گا اور اگر ہم نے انھیں روکا تو یہ شاید ہماری غلطی ہو گی۔ اس کے علاوہ، ایلوئس، جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد ہمیں جلد از جلد یہاں سے کوچ کر دینا چاہئے۔ اس لئے.....

اس نے سگار دوبارہ اپنے منہ میں رکھ کر ایک طویل کش لیا، دھوئیں کا ایک مرغولہ ہوا میں چھوڑا اور پھر پنکھا ہلا کر اسے بکھیر دیا۔

میں نے کہا۔"موٹی ممانی نے بڑے پتے کی بات کہی ہے"

"احترام۔ احترام" ایلوئس نے مجھے ڈانٹ دیا۔

اور میں نے دیکھا کہ کٹیا رینا کی آنکھیں چمک رہی تھیں، لیکن یہ وہ چمک نہ تھی جو پہلے مجھے دیکھ کر آجاتی تھی۔ اور وہ تیز تیز سانس بھی لے رہی تھی۔ وہ کوڑے کے اس تماشے سے محظوظ ہو رہی تھی۔ اس پوری صورت حال سے محظوظ ہو رہی تھی۔ اور یہ سب اس کی خاطر ہو رہا تھا۔ اور وہ اس سے محظوظ ہو رہی تھی اور اپنے مستقبل کو درخشاں دیکھ رہی تھی۔

ایلوئس نے کہا۔"بہت اچھا۔ ہم اس کی زبان کھلوا لیں گے" اس نے میری طرف دیکھا "چلو"

اور کوڑا میرے شانوں سے لپٹ گیا اور میری باریک قمیص میں سے اس نے مجھے کاٹ لیا اور میں اٹھ کر چلا۔ تیزی سے نہیں۔ آہستہ آہستہ۔

ایلوئس کے پیچھے جب میں دروازے سے باہر نکل رہا تھا تو کٹیا رینا نے ایک طرف ہٹ کر میرے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ ایک لمحے کے لئے ہم دونوں بہت قریب تھے۔ اس وقت میں نے چانٹا رسید کر دیا ہوتا لیکن میں نے ایسا نہ کیا۔ اس نے میری طرف دیکھا، میرے آر پار دیکھا اور میں نے سمجھ لیا کہ اب میرا وجود اور عدم وجود اس کے لئے برابر تھا۔

وہ سب کے سب گول کمرے میں موجود تھے۔ جب مجھے اس کمرے میں لے جایا گیا تو سب کی گردنیں میری طرف گھوم گئیں۔ یقیناً انہیں خبردار کر دیا گیا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ دو سنتریوں نے آگے بڑھ کر میرے ہاتھ پکڑ لئے کسی نے

کچھ نہ کہا سنتری مجھے ان ستونوں کی طرف لے چلے جن پر غلام گردش یا گیلری ٹکی ہوئی تھی۔ مجھے ایک ستون سے ٹیک لگا کر کھڑا کر دیا گیا، میری کلائیاں اور ٹخنے ایک رسّے سے آپس میں باندھ دیے گئے اور پھر رسہ ستون کے گرد لپیٹ کر مجھے اس سے باندھ دیا گیا۔ میرا سر آزاد تھا اور میں کمرے میں دیکھ رہا تھا۔ گنبد میں قمقمے روشن تھے اور تابوت گاہ پر تابوت موجود تھا۔

کرسیوں کے قریب جہاں کھڑے تھے قطار کے ایک سرے پر مانسٹن تھا اور دوسرے پر ٹمین کی ٹانگ نہ الا۔ مانسٹن تیوریاں چڑھائے میری طرف دیکھ رہا تھا اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ ایک قطعی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس سے مدد کی امید نہ تھی۔ ممکن تھا کہ میں اس کی طرف انگلی اٹھا دوں کہ ایک یہ ہے لیکن وہ مدد کرنے میں پہل کرنے والا نہ تھا۔ یہ تو غالباً اس نے یقین کر لیا تھا کہ میں اس کا بھانڈا پھوڑ رہا ہوں گا۔ چنانچہ اب اسے خود اپنی فکر تھی یا یہ فکر تھی کہ اگر میں اس کا نام بتا دوں تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ اور میں اسے الزام نہیں دیتا کیونکہ اسے بہرحال اپنا فرض انجام دینا تھا۔ اور مجھے برطرف کر دیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ میں اس معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑاؤں لیکن میں نے اس حکم سے سرتابی کی تھی چنانچہ قصور میرا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے ہر دفعہ حکم عدولی کر کے اس کا خمیازہ بھگتا ہے لیکن اس دفعہ تو میں ریکارڈ قائم کر رہا تھا۔

ایلوسس اور اس کے ساتھی یہ یوں کہئے کہ اس کا گروپ مجھ سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔ جب مجھے باندھ دیا گیا تو ایلوسس نے اپنے مہمانوں کی طرف گھوم کر کہا:۔

"یہ شخص اس مکان میں جاسوسی کرتا پکڑا گیا ہے۔ یہ برٹش سیکرٹ سروس کے لئے کام کر رہا تھا اور شاید اب بھی کر رہا ہے اس نے اپنے طور پر اعتراف کیا ہے

کہ آپ لوگوں میں دو شخص ایسے ہیں جو دوسرے ممالک کی سکریٹ سروس یا اسی قسم کی جماعتوں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ دو شخص بُری نیت سے یہاں آئے ہیں اور مجھے اور میرے کام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان دونوں غدّاروں میں سے ایک بھی یہاں سے زندہ جا سکے۔ آپ سب کے سامنے اس شخص کو کوڑے مارے جائیں گے۔ اس وقت تک جب تک کہ یہ ان دونوں ایجنٹوں کے نام نہیں بتا دیتا" وہ مسکرایا" ان ایجنٹوں نے مجھے رقم دی اور رشواست کی توقع تو نہیں لیکن چونکہ آخر میں یہ شخص دونوں کے نام بہر حال بتادے گا اس لئے مناسب ہو گا کہ وہ دونوں ایجنٹ اسی وقت آگے آکر اپنے آپ کو حوالے کر دیں اس طرح نہ صرف ہمارا بہت سا وقت بلکہ یہ شخص بھی مار سے بچ جائے گا۔ یہ آپ یقین کرلیں کہ جب تک یہ دونو ایجنٹ ہمارے ہاتھ نہیں آجاتے تب تک آپ میں سے کسی کو یہاں سے جانے کی اجازت نہیں۔ اب عقلمندی اسی میں ہے کہ وہ دونوں غدّار سیدھے سبھاؤ آگے آجائیں۔

وہ خاموش ہو گیا۔ اور مہمانوں کی طرف دیکھنے لگا۔ کوئی آگے نہ آیا۔

ایلولس نے کہا" نہیں ؟ بہت اچھا۔ اب ہم اپنی ترکیب آزمائیں گے؟"

اس نے کوڑا کیٹیا رینا کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلا حق تمہارا ہے" وہ بولا" ایک درجن کوڑے تم برساؤ اس پر"

میں نے دیکھا کہ کیٹیا رینا لمحے بھر کے لئے ہچکچائی لیکن پھر اسنے ہاتھ بڑھا کر کوڑا لے لیا۔ اس وقت اس کے دل کی کیسی ہی حالت کیوں نہ ہو رہی ہو وہ بہر حال ایلولس کے اثر میں تھی اور اس کا احساس خود اسے بھی تھا۔

وہ میری پشت پر آگئی اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئی لیکن میں نے

اسے ایک سنتری سے کہتے سنا: ۔

"ڈاس ہمیدہ"

ایک مضبوط ہاتھ نے گردن پر سے میری قمیص کا کالر پکڑ لیا اور ایک جھٹکے کے ساتھ میری پیٹھ پر سے قمیص پھاڑ دی اور تب میرے دل میں تلخی اور آنکھوں میں خون اتر آیا اور میں نے قسم کھائی کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو خود کیٹیا ڑیا کو زندہ نہ چھوڑوں گا خواہ مجھے اس سے کتنی ہی محبت کیوں نہ ہو۔ اس وقت جوش انتقام سے میرا خون اس طرح سنسنا رہا تھا کہ میں نے کوڑے کی پہلی ضرب محسوس ہی نہ کی۔

لیکن دوسری اور تیسری ضرب محسوس کی۔ میرا اپنے جسم کو اوپر نیچے جھٹکے کھانے سے نہ روک سکا اور چیخ روکنے کے لئے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبانے پر مجبور ہو گیا۔ کیٹیا ڑیا اس کام میں جلدی نہ کر رہی تھی اور خدا کی قسم وہ کوڑے کے استعمال سے واقف تھی۔

ساتویں ضرب پر میں چیخ پڑا۔ میری آنکھوں پر آنسوؤں کا پردہ سا پڑ گیا تھا اور اس میں سے میں مالنش کو دیکھ سکتا تھا جو یک چشمی عینک لگائے اور جذبات سے عاری چہرہ لئے خاموش کھڑا تھا اس کے قریب بٹن کی ٹانگ والا کرسی میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظر مجھ پر جمی ہوئی تھی۔

آٹھویں ضرب کے بعد الیوشس نے کہا: ۔

"بس"

وہ میرے قریب آیا، میری ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بے دردی سے میرا سر اوپر اٹھایا اور بولا: ۔

"اب زبان کھولتے ہو؟"

میں نے ایک لمبا سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔
"شاباش۔ کہو"
میں نے کہا "یہ معلوم کر کے تمہیں خوشی ہوگی کہ اب اسپرین کی ضرورت نہیں رہی۔ میرے سر کا درد غائب ہو چکا ہے۔"

ایلوئس پیچھے ہٹ گیا اور کیٹیا رینا کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔ کوڑے کا چابک میرے گوشت میں اتر گیا۔ طاقتور رنڈی تھی یہ کیٹیا رینا۔ میں چیخا میرے بندھنوں نے جہاں تک اجازت دی دہاں تک میں نے سر گھمایا اور اب میں کیٹیا رینا کو دیکھ سکتا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

میں نے چیخ کر کہا "مزا آرہا ہے؟ تو پھر برساؤ کوڑے ۔۔۔۔ حسین ناگن ۔۔۔۔ حرامی کی بچی"

کیٹیا رینا کا ہاتھ بلند ہوا اور چابک نے میری گردن سے لپٹ کر میرا ایک گال چوم لیا۔ اس نے اپنا راؤنڈ پورا کیا۔ بارہویں ضرب کے بعد میری ٹانگوں کی ہڈیوں کا گودا پگھل گیا اور وہ جواب دے گئیں اور اب میں اپنے جسم کا سارا بوجھ دونوں ہاتھوں کے سپرد کر کے ڈھے گیا اور میرا سر میرے سینے پر ڈھلک گیا۔

کیٹیا رینا سامنے آئی اور کوڑا ایلوئس کی طرف بڑھا دیا۔ ایلوئس نے اس کا بازو تھپتھپایا۔ عمدہ جوڑی تھی۔ کیٹیا رینا اور ایلوئس۔ دونوں موت کے بارود خانے میں سلگتی ہوئی تیلی بڑے ٹھنڈے دل سے رکھیں گے اور اس سے لطف اندوز ہوں گے لیکن ان دونوں کے متعلق سوچنے کے لئے میرے پاس وقت نہ تھا۔ فرانز اسپیگل کی گولیوں اور کوڑوں کی مار کے بعد میرا دماغ

کچھ سوچنے کے قابل نہ رہا تھا۔ اور نٹز کا "فوکس" ملانے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا تاہم میں نے دیکھا کہ ٹین کی ٹانگ والا اب چھڑی کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں جس میں چھڑی نہ تھی، وہ اپنی نقلی ٹانگ لئے ہوئے تھا۔ جب مجھ پر کوڑے برسائے جا رہے تھے تو اس وقت اس نے اپنی ٹین کی یہ نقلی ٹانگ اپنے جسم سے الگ کر لی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ بڑی مضحکہ خیز چیز تھی یہ کیونکہ جوتا اب بھی اس کے پیر میں پھنسا ہوا تھا۔

ایلوئس آگے بڑھا۔ اس نے اپنے بازو کے پٹھے ڈھیلے کرنے کے لئے کوڑا دو چار دفعہ ہوا میں گھمایا اور پھر ضرب لگانے کے لئے میرے قریب سے گزر کر پیچھے جانے لگا۔ ایلوئس کے مقابلے میں کیٹارینا کی ضربیں گویا "محبت بھرے پھولوں کی چھڑی کی مار تھی" اور میں جانتا تھا کہ ایلوئس دو ہی ضربوں میں میری زبان کھلوا دے گا۔

خوش قسمتی سے وہ وقت ہی نہ آیا۔ ایلوئس میرے برابر آیا ہی تھا کہ ایک آواز نے کہا:۔

"میرے خیال میں اس شخص کو مزید تکلیف دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ وہ ٹین کی ٹانگ والا تھا۔ وہ لوگوں کے گروہ میں سے الگ ہو گیا تھا اور اب تابوت گاہ کے چبوترے کی پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ اپنی چھڑی پر جسم کا پورا بوجھ ڈالے ہوئے تھا اور اس کی ایک ٹانگ کا خالی پائنچہ شیشے کے تابوت کے پہلو پر لہرا رہا تھا۔

"اتر آؤ وہاں سے"

یہ حکم مادام داورسی نے دیا تھا اور اس کی آواز میں غصہ تھا۔ اسے غصہ

اس بات پہ آ گیا تھا کہ ٹین کی ٹانگ والا اور اس کا پتلون کا لہراتا ہوا خالی پائنچہ تابوت میں لیٹی ہوئی مقدس ہستی کی بے حرمتی کر رہا تھا۔ لیکن یہ کوئی خاص بات نہ تھی حیرت انگیز بلکہ سب سے زیادہ بے حرمتی کی بات تو یہ تھی کہ ٹین کی ٹانگ بڑی احتیاط سے شیشے کے تابوت پر رکھی ہوئی تھی۔

کہیں میرے قریب سے اور پیچھے سے ایلوئس نے پوچھا۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ ان نو آدمیوں میں سے ایک میں ہوں جن کی تمہیں تلاش ہے" اس نے بڑے سکون سے یوں کہا جیسے اپنے صدر منتخب کئے جانے کا اعلان کر رہا ہو۔

ایلوئس میرے پیچھے سے نکل آیا اور میں کوشش کر کے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ میری پوری پیٹھ گیلی تھی اور یوں جل رہی تھی جیسے انگارے بھر دئے گئے ہوں۔

ایلوئس نے کہا۔ براہ کرم وہاں سے اتر آیئے اور تابوت پر سے وہ گندی چیز ہٹا دیجئے۔

ٹین کی ٹانگ والے نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ بولا "نہیں۔ میری ٹین کی ٹانگ تابوت پر ہی رہے گی۔ اور میں آپ سب کو فوراً اس کمرے سے چلے جانے کا مشورہ دوں گا۔ میری یہ ٹانگ بے حد کارآمد ہے۔ اس میں بارود ہے۔ چنانچہ یہ بم ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ ٹائم بم ہے اور میں نے اس کا ٹائم لگا دیا ہے اب سے ٹھیک ساٹھ سکنڈ بعد یہ پھٹ جائے گا۔"

اس نے ایلوئس کی طرف دیکھا۔ ٹین کی ٹانگ والے کے اداس چہرے

پر اب وقار تھا اور عظمت تھی ۔ یہ جذبات میں نے پہلے اس کے چہرے پر نہ دیکھے تھے۔

اس نے کہا، "تم چاہو تو اپنے سنتریوں کو مجھے گولی مار دینے کا حکم دے سکتے ہو۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ٹانگ میں جو ٹائمنگ مشین لگی ہوئی ہے وہ ایسی ہے کہ اب اگر اسے اٹھایا گیا تو وہ فوراً پھٹ جائے گی" وہ مسکرایا تلخ مسکراہٹ، "ہم اس روایت اور اس دیومالا کو پنپنے نہ دیں گے۔ تابوت میں لیٹا ہوا یہ دیوا استبداد جب زندہ تھا تو اس وقت ہم اس کے ہاتھوں بہت زیادہ عذاب برداشت کر چکے تھے۔ لیکن اب روایت کے خاتمے کا وقت آگیا ہے اس کے بغیر" اس نے شیشے کے تابوت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا "تمھاری کوئی حیثیت نہ ہوگی یہ تمھاری قوت ہے اور شیطانی قوت ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ بم پھٹنے کا وقت قریب ہے۔"

اور ایلوئس نے پہل کی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی کا ثبوت دیا۔ ایک لمحے پہلے وہ دم بخود سا کھڑا ٹین کی ٹانگ والے کی طرف دیکھ رہا تھا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا اور پھر تیسرے لمحے میں یہی خنجر ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ ایلوئس خنجر پھینک کر مارنے میں کافی استاد تھا۔ وہ ہر فن مولا تھا۔ خنجر "کھاک" کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ٹین کی ٹانگ والے کے حلق میں اتر گیا وہ غریب "اف" تک کئے بغیر ڈھے گیا البتہ اس کی چھڑی آواز کے ساتھ سیڑھیوں پر سے لڑھکتی ہوئی فرش پر گری۔

ایلوئس اب گھوم گیا اور چیخ کر بولا :۔

"دروازے کی طرف۔ دروازے کی طرف۔ جلدی"

اور وہ سب کے سب خوف زدہ بھیڑوں کی طرح ایک دوسرے کو دھکیلتے

اور کرسیاں پھینکتے دروازے کی طرف بھاگے۔ میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا
میں بندھا ہوا تھا اور کسی کو میری اور میری جان کی فکر نہ تھی حتیٰ کہ مانسٹن
کو بھی نہیں۔ بے درد فرض شناس۔ اس آزمائشی وقت میں بھی وہ فرض
سے کوتاہی کرنا نہ چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر وہ مجھے کھولنے کے لئے رکا تو
ایلوئس اور اس کے پیرو جان لیں گے کہ وہ دوسرا شخص یہ ہے اور پھر——کیا پتہ؟
جی ہاں مانسٹن کی یہ کوشش خود اس کے حق میں خطرناک ثابت ہو سکتی تھی کیونکہ
ایلوئس ایک دیوانگی کے عالم میں تابوت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ تابوت
پر سے ٹائم بم اٹھا کر پھینک دینا چاہتا تھا اور کیا پتہ کہ اس کی یہ کوشش کامیاب
ہو جائے۔ میں نے کمرے کا دروازہ کھلنے اور پھر اس کے باہر بھاگتے ہوئے پیروں
کی چاپ سنی لیکن میں نے اپنی نگاہیں ایلوئس پر جمارکھیں اور اس وقت کا منتظر
رہا جب میں ایک جھٹکے کے ساتھ اپنا سر ستون کے اوٹ میں کر کے دعا مانگنے لگ جاؤں گا

ایلوئس گری اور بکھری ہوئی کرسیوں کے درمیان سے تیزی سے گذر
رہا تھا۔ لیکن جب وہ ان میں سے نکل آیا اور جب وہ تابوت گاہ سے صرف
چند گز کے فاصلے پر تھا تو——ایک پستول گرجا۔

ایلوئس لڑکھڑایا اور اس کا ایک ہاتھ اوپر اٹھ گیا۔ وہ گھوم گیا،
جھوما، سنبھلا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ پستول کا دوسرا دھماکا گونجا اور گولی
ایلوئس کے پہلو میں لگی۔ وہ لٹو کی طرح گھوم کر سنگ مرمر کے زینے پر اوندھے
منہ گرا۔ اس نے اپنے پہلو پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسا جیسا خون اس کی انگلیوں
کے درمیان سے نکل کر سیڑھیوں پر بہنے لگا۔ پستول کے دھماکے گنبد کے اوپر
والے روشندان میں سے اڑ رہے تھے اور مجھے یاد آیا کہ جب کیٹارینا نے مجھے
دھوکے سے شراب میں گولی پلائی تھی اور جب میں بیہوش ہو رہا تھا تو اس

وقت میں نے آخری منظر یہ دیکھا تھا کہ ہاورڈ جونسن مجھ پر جھکا کہہ رہا تھا "پیارے! قسمت تمھاری بری ہے۔ محبت میں پھنس کر اس جگا دری معاملے میں قلابازی کھا گئے۔ چچ۔ چچ۔ یہ برا ہوا۔"

اور یہ ہاورڈ جونسن ہی تھا جس نے گنبد کے روشندان میں سے ایلوئس کو گولیاں ماری تھیں۔ وہ ماسنٹوٹہ کی سیڑھی لگا کر اوپر چڑھا تھا اور اب اسی کے ذریعہ نیچے اتر جانے والا تھا۔ جی ہاں۔ وہ بھی مجھے چھوڑ کر اور اپنی جان بچا کر بھاگ جانے والا تھا۔ مالسٹن کی طرح وہ بھی اپنا فرض انجام دے رہا تھا اور سختی سے اس حکم کی پابندی کر رہا تھا کہ کسی پر اعتبار نہ کرو لیکن اس شیطانی روایت کو فنا کر دو۔

ایلوئس رینگتا ہوا اوپر چڑھا۔ دونوں ہاتھوں سے تابوت کے کنارے پکڑے اور اپنے آپ کو اوپر اٹھایا۔

روشندان میں سے ایک اور دھاکا گونجا اور اس دفعہ ایلوئس ہوا میں اچھلا، گھوما اور پہلو کے بل گرا۔ ایک لمحے کے لئے مجھے اس کے مسخ چہرے کی جھلک نظر آگئی۔ اس کے بھورے بال خون سے سُرخ تھے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ وقت آگیا تھا۔

ساٹھواں سکنڈ حال سے ماضی میں چلا گیا۔ اور ایک ایسی گرج سنائی دی جیسے ساتوں آسمان پھٹ گئے ہوں۔ نیلی روشنی والا گول کمرہ دوزخ کے ساتویں طبق میں تبدیل ہوگیا۔ نارنجی شعلے ادھر اُدھر لپک گئے۔ دھماکے کے دھکے نے مجھے گھسیٹ کر دور پھینک دیا اور پھر واپس لا کر ستون سے دے مارا۔ شیشے کا گنبد ٹوٹ گیا تھا اور اس میں سے کانچ کے ٹکڑے بڑی آواز کے ساتھ فرش پر گر رہے تھے۔ انہی کے چھناکے سنتے سنتے میں بیہوش ہو گیا۔

بیسواں باب
اور جو میرے لئے باقی رہا

اس سے کیا سیکھا میں نے ؟ کیا گنوایا ؟ کیا پایا ؟ یہ فہرست طویل نہیں ہے۔

ایک ٹوٹا ہوا ہاتھ۔ دایاں ہاتھ۔ دھماکے کے دھکے نے مجھے دور تک پھینک دیا تھا اور پھر ایسے ستون سے دے مارا تھا۔ یہ ٹوٹا ہوا ہاتھ اسی آنکھ مچولی کا نتیجہ تھا۔

میری پشت پر چند زخم جن میں سے چند کے نشانات عمر بھر موجود رہیں گے۔ ایک دو زخم دل کے یہ بھی شاید ہمیشہ قائم رہیں گے۔

میں نہیں جانتا کہ کیٹیارینا کا کیا بنا۔ میں نے اسے گول کمرے کے دروازے سے باہر نکل کر غائب ہوتے دیکھا تھا۔ اور وہ غائب ہی ہوگئی۔ تب سے لے کر اب تک میں نے بہت سے لوگوں سے پوچھا لیکن کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئی یا اس کا کیا ہوا۔ کیٹیارینا کے ساتھ دوسرا جوڑا بھی غائب ہوگیا۔ لیکن ممکن ہے سٹ کلف اور رالسٹن اب ان کے پیچھے لگے ہوئے ہوں لیکن مجھے بتاتے نہ ہوں۔ کیٹیارینا جیسی لڑکی خاموش بیٹھنے والی نہیں۔ اس کا ظہور کسی نہ کسی جگہ ضرور ہوگا۔ میرا اندازہ ہے کہ سیکریٹ سروس والے جانتے ہوں کہ وہ کہاں ہے اور بنا رہی ہے لیکن وہ یہ راز ظاہر نہیں کر رہے جس طرح کہ انھوں نے اس تابوت

کارانہ ظاہر نہ کیا تھا۔ جی ہاں۔ جو کچھ ہو گیا تھا، اس حویلی میں جو کچھ ہوا تھا اس سے ساری دنیا کے لوگ بے خبر تھے۔ چنانچہ آپ مجھے جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔

بے شک مجھے روپیہ ملا۔ مالکوڈ کی طرف سے نظر خیرہ کر دینے والا چیک اور کافی بحث کے بعد سٹ کلف سے پوری فیس۔ اس نے فیس دینے سے پہلے ایک یادگار تقریر کی جس میں اس نے میرے لئے پند و نصائح کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کے بھی دریا بہا دیے تھے۔ اور میں اپنی فیس وصول کرنے کے لئے صبر و سکون سے سنتا رہا اور اس سے مجھے تکلیف نہ ہوئی کیونکہ اس کی تقریر کے بیچ میں ہی میں سو گیا تھا۔

رہی ہلڈا تو اس نے میری بری طرح سے خبر لی۔ اور اس کی تو مجھے توقع تھی ہی۔ بہر حال میری بخیریت بلکہ یوں کہئے کہ زندہ واپسی پر اپنی خوشی ظاہر کرنے کے لئے کوئی ذریعہ تو چاہیے اور اس طرح اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

اور ہاں وہ کوڑا۔ ایک مہینے بعد وہ بھی مجھے انعام میں مل گیا۔ اب میں اسے اپنی الماری میں رکھتا ہوں کیونکہ کیا پتہ کب ہلڈا ٹیڑھی ہونے لگے۔ احتیاطاً اچھی چیز ہے بھئی۔

یہ کوڑا مانسٹن لے کر آیا تھا۔ وہ بے حد خوش تھا۔

اس نے کہا" بڑے دھما کے کے بعد میں جا کر اٹھا لایا۔ یقین تھا کہ تم یہ تحفہ پسند کرو گے۔ اب اسے کیٹارینا جیسی لڑکیوں کو سدھانے کے لئے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا۔ اسٹبلسن تم سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ثابت ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ کیٹارینا کو کب چھوڑا جائے۔ ادھر وہ ائلوتس سے ملی۔

اور ادھر اسٹبلسن نے اسے تھوک دیا۔ اسی لئے اس نے اپنی معلومات فوراً ہاورڈ جونسن کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ سودا اس نے بڑی بھاری قیمت میں کیا تھا۔ خوب سارا روپیہ وصول کرنے والا تھا لیکن غریب وصول نہ کر سکا۔ فرائڈ اسپیگل اسے اپنے ساتھ جھیل زیغرسی پر پک نک منانے لے گئی اور اس کے چند ہفتوں بعد اسٹبلسن کی پھولی ہوئی لاش جھیل میں سے نکالی گئی۔"

"اور ہاورڈ جونسن؟"

"اسے ٹریننگ کے لئے ماسکو بھیج دیا گیا ہے۔"

میں نے کوڑے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اور وہ ٹین کی ٹانگ والا بڈھا؟ یہودیوں کے کسی عبادت خانے میں اس کی کمی محسوس کی جائے گی"

"صرف یہودیوں کے عبادت خانے میں ہی نہیں"

"پھر؟"

"کیا واقعی تم نہیں جانتے کہ تم بون کے لئے کام کر رہے تھے؟ وہ لوگ واقعی نیا جرمنی چاہتے ہیں لیکن ایلوئس کی قسم کا نہیں۔ بہرحال مالکوڈران کا آدمی تھا اور ٹین کی ٹانگ والا بھی۔ اچھا چلتا ہوں۔ پھر ملیں گے"

اور وہ کوڑا میرے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ کمبخت نے اس کی معافی بھی نہ مانگی کہ گول کمرے میں میری مدد کرنے کی غرض سے اس نے اپنی انگلی تک نہ ہلائی تھی۔ بہرحال ہم دونوں ہی سکریٹ سروس کے قوانین وضوابط سے واقف تھے۔ لیکن اپنے ٹوٹے ہوئے ہاتھ اور پیٹھ پر کے زخموں سے" روبصحت" ہونے کے زمانے میں وہ میری بہت زیادہ مدد کرتا رہا۔

طالاریس کے قریب اور جھیل اناسی پر مالسٹن کی ایک عمدہ کوٹھی تھی۔ یہ

س نے مجھے مستعار دے دی۔ خوبصورت اور فرحت بخش مقام تھا اور اب
چونکہ میری جیبیں بھری ہوئی تھیں اس لئے میں کبھی کبھی پیرے باسی میں
شاہی کھانا کھا لیتا تھا۔ لیکن زیادہ تر دیرا ٹی گھر میں ہی کھانا پکاتی تھی اور ہم
دونوں اس گیلری میں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے جو جھیل کی طرف تھی۔ یہ پورا
مہینہ میری زندگی کا بہترین مہینہ تھا۔ حالانکہ میرا ایک ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور
مجھے ہر رات بس ایک ہی کروٹ سے سونا پڑتا تھا۔

اور کیا سیکھا میں نے؟ یہ کہ آپ ہر بات اور ہر چیز کے عادی ہو جاتے
ہیں۔ حتیٰ کہ اس حقیقت کے بھی کہ میاں یہ مزے صرف ایک مہینے کے ہیں اور یہ
کہ دفتر آپ کا منتظر ہے اور پھر وہی شب و روز ہوں گے اور یہ بھی سیکھا کہ میاں
تمہیں بے حد ایماندار اور مخلص بننا ہے اور دوسرے راستے چھوڑ کر صرف
اپنی پسند کے راستے پر چلنا ہے کیونکہ اس کے اختتام پر شاید وہ چیز تمہیں
مل جائے جس کی تمہیں حقیقت میں ضرورت ہے۔
لیکن یہ میں اپنے آپ کو طفل تسلی تو نہیں دے رہا؟ شاید

ختم شد

منظر الحق علوی کے دوسرے ناول

گناہ آدم	جاسوسی	منظر الحق علوی	7/-
آدم خور	شکار سے متعلق	"	6/50
بھیڑیا	ہیبتناک	"	7/-
تارعنکبوت	اڈونچرس	"	10/-
تیغ زن	اڈونچرس اور جاسوسی دونوں جیسے	"	18/-
جوشِ محبت	رومانی	"	4/-
خوابوں کے شکاری	اڈونچرس	"	10/-
خونریز	"	"	8/-
دخترِ شب	"	"	9/-
ڈراکیولا	بھیانک	"	9/-
ڈراکیولا کی واپسی	"	"	5/-
رات کا کالا کفن	اڈونچرس جاسوسی	"	8/-
سایۂ شیطان	بھیانک	"	15/-
سونا سمندر	اڈونچرس	"	8/-
شہرِ خموشاں	"	"	5/-
ظلِ ہما	جاسوسی، تاریخی، اڈونچرس	"	18/-
عالمِ سفل	اڈونچرس	"	5/-
عالمِ گمگشتہ	"	"	3/50
غلاموں کے سوداگر	"	"	16/-

گراڈمین کے کارنامے	اڈونچرس	مظہر الحق علوی	5/50
گنج سلیمان	"	"	3/50
گرد یار	"	"	15/-
گردش ایام	"	"	8/-
ندائے روح	"	"	9/-
نیل کی ساحرہ	"	"	6/50
مقدس پھول	"	"	9/-
موج بلا	"	"	4/-
پراسرار جزیرہ	"	"	زیر طبع
لالۂ صحرا	"	"	-/-

دیگر مصنفین کے ناول

ہمزاد	ہیبتناک		مسعود جاوید	15/50
شیطان کے پجاری	"		"	12/-
پراسرار روح	جاسوسی		"	3/50
موت کا نغمہ	"		"	5/50
آنکھ کی چوری	"		"	5/-
پراسرار پارسل	"	(فریمن ولس کرافٹ)	محمود نیازی	3/-
قلب آتش	"	(اگاتھا کرسٹی)	"	4/-
تیس گھنٹے		(جیمس ہیڈلے چیز)	محمد حسین لکھنوی	4/-
جارج ٹاپ لوش		(مار گراسس)	"	2/50
ڈاکٹر کی ڈائری		(منظور ناگی)	اگاتھا کرسٹی	3/50
شیطانی ٹولی	جاسوسی		بدنام رفیعی	5/-
مجرم کون	"		"	5/-

ایم-جے عالم کے دلچسپ ترجمے

ڈھائی لاکھ	جاسوسی	کیرگ رولکس	Rs: 4/50
خوفناک قبیلہ	اڈونچرس	وائیڈر ہیگرڈ	Rs: 5/-
روح بیاباں	"	"	Rs: 4/-
زرد دیوتا	"	"	Rs 5/50
ملکۂ کہسار	"	"	Rs: 5/-
راہیں پیار کی	"	"	Rs: 4/-
آتش تحریر	"	"	Rs: [illegible]
آتش انتقام	جاسوسی	اول ڈریگز	Rs. 5/-
سرخ سلیپر	"	"	Rs: 4/50
سنگ ہلاکت	"	اگاتھا کرسٹی	Rs: 4/-
مریخی شہزادی	اڈونچرس	ایڈگر رائز بروز	Rs: 3/50
مریخی حسینہ	"	"	Rs: 3/-
مریخی دیوتا	"	"	Rs: 5/-
خونخوار مریخی	"	"	Rs: 5/50
مریخی جانباز	"	"	Rs: 4/-
پراسرار دنیا	"	"	Rs: 4/-
خونخوار دنیا	"	"	Rs: 4/50
مخفی دنیا	.	"	Rs: 3/-
روح کا اغوا	حیرتناک	کیتھرائن ٹرنی	Rs: [illegible]

The University Library
Allahabad Urdu

Accession No. 287602
Call No. 844-U
197

884/14/77 (Form No. L 28 1,00,000—72)